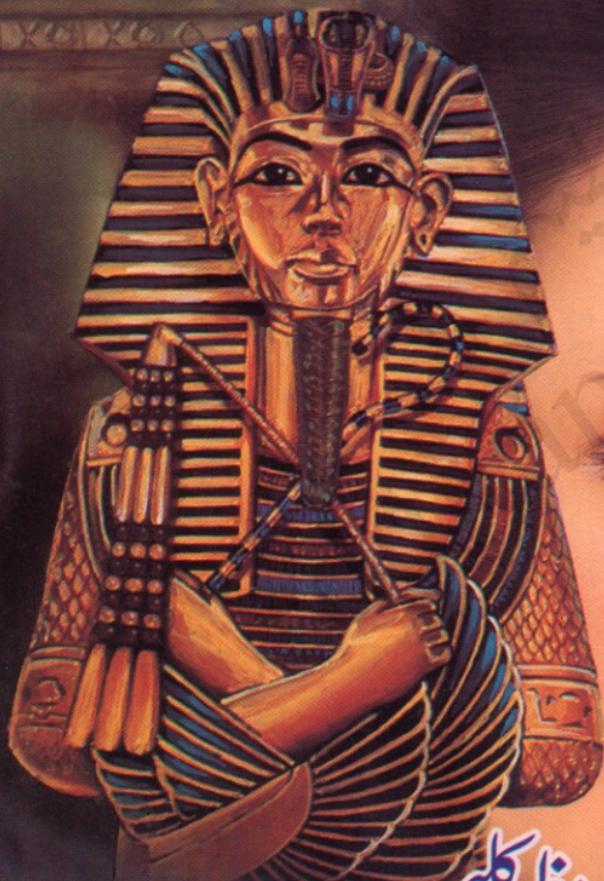


سپیشل نمبر

عمارت سینما

آرم پروہن



منظمه کلیم الشمام

ہوتا ہے جبکہ جو لوگ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کرتے ہیں انہیں آئندہ نتیجے کا ابھی علم نہیں ہوتا۔ وہ سبھی سمجھتے ہیں اور درست طور پر سمجھتے ہیں کہ بے ہوش اور راذز میں جکڑا ہوا آدمی ہوش میں آنے کے بعد کیسے آزاد ہو سکتا ہے۔ ہم ابھی اگر کسی خطرناک شے کو رسی یا زنجیر سے باندھ دیں تو مطمئن ہو جاتے ہیں کہ اب یہ خطرناک شے ہمیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اس طرح عمران کے مقابلہ کبھی اپنی جگہ مطمئن ہوتے ہیں۔ دوسرا بات یہ کہ انہیں بہت سی معلومات کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لئے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک نہیں کرتے پھر اکثر عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ واش نہیں ہوتے اس لئے مقابلہ الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسی اور بھی بے شمار وجوہات ہو سکتی ہیں جو ہر تاول کے ماحول اور حالات پر منحصر ہوتی ہیں اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں نے لٹکنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ کبھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

عمران نے ناشتہ کر کے انبارات اخھائے ہی تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نجٹ اٹھی۔
”یا اللہ۔ یہ صح صبح کس کی انگلی میں خارش اٹھی ہے۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ بجے ہیں اور آپ ابھی صح صبح کا وقت کہہ رہے ہیں۔۔۔ سلیمان جو ناشتے کے برتن اخھانے آیا تھا، خاموش نہ رہ سکا۔

”وہ نجٹ چکے ہیں۔ ارے تو کیا تم مجھے ناشتہ وہ بجے دیتے ہو۔ کیوں۔ میں تو سمجھا تھا کہ ابھی صح صادق کا وقت ہے اور سلیمان بڑا فرض شناس شیف ہے کہ صح صبح ناشتہ دے دیتا ہے۔۔۔

عمران نے منہ بناتے ہوئے تیز لمحے میں کہا۔
”آپ فون سنیں۔ مسلسل گھنٹی نجٹ رہی ہے۔ پھر ناشتے کے

میں داخل ہوا۔

”عمران صاحب آپ“..... پی اے نے بولٹائے ہوئے انداز میں اشتعتھے کہا۔

”سرسلطان نے کس کو اہم مہمان بنا رکھا ہے؟“..... عمران نے سرگوشیاں انداز میں پوچھا۔

”مصر کے ڈپیٹ سیکرٹری ہیں۔ سرسلطان انہیں اپنی رہائش گاہ سے ساتھ لے آئے ہیں۔ شاید ان کے ذاتی مہمان ہیں۔“..... پی اے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ذاتی مہمان۔ پھر تو خاصا سامان کھانے کو مل جائے گا ورنہ سرکاری مہمان کے لئے تو سرسلطان اس لئے کجھوں بن جاتے ہیں کہ سرکاری خزانے پر بوجھ نہ پڑے۔ اب جیب سے کھلائیں گے تو یقیناً حاتم طالی بھی شرمندہ ہو جائے گا۔“..... عمران نے کہا اور پھر تیزی سے مژ کر پی اے کے آفس سے باہر آ گیا۔ ساتھ ہی سرسلطان کا آفس تھا جس کے دروازے پر پردہ گرا ہوا تھا اور پاہر سنول پر ایک ادھیر عمر پچڑا ای موجود تھا لیکن عمران اسے نہ پہچانتا تھا لیکن عمران جیسے ہی دروازے کی طرف بڑھا تو پچڑا ایک ایک جھنکے سے اخدا اور اس نے سلام کر کے خود ہی پردہ ہٹا دیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کمرے میں داخل ہو گیا۔

”وہاں سرسلطان تو اپنی مخصوص کری پر موجود تھے جبکہ میز کی

سامان کا مل میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ یہ مجھے ہی معلوم ہے کہ میں کس طرح فتنیں کر کے ناشتے کا سامان ادھار لے کر آتا ہوں۔“..... سلیمان نے منہ بنتے ہوئے کہا اور ٹرانی جس پر وہ ناشتے کے برلن رکھ پکھلیتا ہوا یہودی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ منکہ مسکی علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکس) بغیر اخبارات پڑھے فون سننے پر مجبور ہو گیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”سلطان یوں رہا ہوں۔ فوراً میرے آفس پہنچو۔ ایک اہم ترین مہمان سے تھا ریاضی ملاقات کرائی ہے۔ جلدی اور فوراً پہنچو۔“..... دوسرا طرف سے سرسلطان نے سلام کا مختصر جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”سرسلطان اب عقل مند ہو گئے ہیں۔ لیں آرڈر دیتے ہیں اور رابطہ ختم۔ اب بے چارہ علی عمران سوائے قمیل کے اور کیا کر سکتا ہے۔“..... عمران نے اوپھی آواز میں بڑیداتے ہوئے کہا اور انھکر ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی سپورٹس کار تیزی سے سنترل سیکرٹریٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سیکرٹریٹ پہنچ کر اس نے کار پارکنگ میں روکی اور تھوڑی دیر بعد وہ سرسلطان کے آفس کے ساتھ ہی موجود ان کے پی اے کے آفس

سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر ایک ادھیر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا جو اپنے چہرے مہرے سے مصری نژاد لگتا تھا۔ اس نے سوت پہن رکھا تھا۔

”السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ“..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا تو سرسلطان اور ان کے ساتھ موجود مصری نژاد مہمان نے اس کی طرف گردن موڑ کر دیکھا۔ مہمان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”ولیکم السلام بیٹے۔ آؤ بیٹھو۔ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے۔“ سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ مجھے بینا بھی کہتے ہیں اور آپ نے میرے لئے رحمت و برکت کی دعا بھی نہیں کی۔ کیا زمان آگیا ہے کہ میوں کے لئے دعا میں بھی کنجوی کی جاتی ہے؟..... عمران نے میز کی دوسری طرف کری پر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

”یہ ہمارے معزز مہمان جتاب یوسف رفاقتی ہیں۔ یہ مصری محققہ آثار قدیمہ میں ڈپنی سیکڑی ہیں اور رفاقتی صاحب، یہ مل عمران ہے جس کا تفصیلی تعارف میں پہلے ہی آپ کو کراچکا ہوں۔“ سرسلطان نے مہمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”خوش ہوئی آپ سے مل کر“..... رفاقتی صاحب نے رجی سے بیٹھ میں کہا۔

”لیکن مجھے فی الحال محسوس نہیں ہو رہی۔ شاید بعد میں محسوس

ہونے لگ جائے“..... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا محسوس نہیں ہو رہی؟“..... رفاقتی نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”خوش!“..... عمران نے پاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو رفاقتی کے چہرے پر یکخت نگواری کے تاثرات ابھر آئے۔

”عمران معاملات بے حد سخیوہ ہیں اور رفاقتی صاحب معزز مہمان بھی ہیں اور میرے ذاتی دوست بھی اور اسی ذاتی دوست کی بنا پر یہ بیہاں میرے پاس تشریف لائے ہیں اور میں نے ان کی مدعا دعده کر لیا ہے۔“..... سرسلطان نے سخت اور قدرے غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بڑی خوشی سے مدد بخیج۔ مشکل وقت میں کسی کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے۔ میں تو دیے بھی مغلس اور فلاش آدمی ہوں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی خوشودی کے لئے کچھ نہ کچھ مدد میں کر سکتا ہوں۔“..... عمران بھلا کہاں آسانی سے بازاںے والا تھا۔

”آپ نے مجھے اس طرح ذمیل کرنا تھا تو مجھے پہلے بتا دیجے۔ آئی ایم سوری سرسلطان۔ میرے یہ تصور میں بھی نہ تھا۔“ رفاقتی نے ایک جھکٹے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”رفاقتی صاحب پلیز۔ میں نے آپ کو پہلے ہی اس عمران کے بارے میں بتا دیا تھا۔ پلیز بیٹھیں۔“..... سرسلطان نے بھی ایک جھکٹے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جمال پاشا کو کہنا پڑے گا سرسلطان۔ ان سے کم سٹھ پر رفاقتی صاحب نہیں بیٹھیں گے۔ انہیں فون کر دیں۔ حوالہ بے شک میرا دے دیں لیکن میرے نام کے ساتھ میری ڈگریاں ایم ایل اسی۔ ذی ایسی (آکسن) ضرور بتائیں تاکہ انہیں کچھ پڑھا لکھا ضرور ہوں"..... عمران نے کہا۔

"تم۔ تم جمال پاشا کو کیسے جانتے ہو۔ کیا مطلب۔ کیا جمال پاشا کے ساتھ تمہاری بے تکلفی ہے"..... رفاقتی نے چونک کرایے لجھ میں کہا جیسے عمران نے کوئی ایسی بات کر دی ہو جو ناقابل یقین ہو۔

"ہم اکٹھے محلے میں گلی ڈنڈا کھیلا کرتے تھے۔ وہی گلی ڈنڈا جس کی ترقی یافتہ ٹھکل کر کٹ ہے"..... عمران نے جواب دیا تو رفاقتی اس طرح ٹڑک سرسلطان کو دیکھنے لگا جیسے اب مزید کچھ کہنے کے قابل ہی نہ رہتا ہو۔

آپ تشریف رکھیں"..... سرسلطان نے ان کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو رفاقتی ہوت سمجھنے دوبارہ کری پر بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھنے ہی سرسلطان بھی بیٹھ گئے۔

"عمران۔ تم نے کن جمال پاشا کا حوالہ دیا ہے"..... سرسلطان نے براہ راست عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صر کے سب سے بڑے عالم جو قدیم تاریخ مصر پر بھی

اختاری ہیں۔ حکم آثار قدیمہ کے ڈائریکٹر جزل بھی ہیں۔ وہ جب بھی کسی قدیم تھنی پر موجود پانچ ہزار سال قدیم تھری پڑھتے ہیں اور کسی لفظ پر ایک جاتے ہیں تو وہ مجھے فون کرتے ہیں کہ میں آ جاؤ۔ اب میرے پاس تو ایک پورٹ نک جانے کا کرایہ نہیں ہوتا۔ میں مصر کیسے جا سکتا ہوں اور ان کی مدد کرنا بھی فرض ہے اس لئے میں رات کو اسخارہ کرتا ہوں اور خواب میں اس لفظ کا مطلب پانچ ہزار سال پہلے اس کے لکھنے والے سے پوچھ کر انہیں صح کو فون پر بتا دیتا ہوں تو وہ بے حد خوش ہوتے ہیں"..... عمران کی زبان چل پڑی تو ظاہر ہے کہ وہ آسانی سے کب رکنے والی تھی۔

"انہی جمال پاشا صاحب نے رفاقتی صاحب کو یہاں بھیجا ہے تاکہ رفاقتی صاحب تم سے ملاقات کر سکیں۔ یہ چونکہ تمہارے بارے میں کچھ نہ جانتے تھے اس لئے یہ میرے پاس آگئے اور میں نے صرف تم سے ملاقات کرنے کا وعدہ کر لیا بلکہ یہ بھی وعدہ کر لیا کہ عمران جمال پاشا صاحب کی بات کو نہیں ہالے گا۔" سرسلطان نے سکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو یہ نوبت آ گئی ہے۔ ویری سید"..... عمران نے قدرے غفرادہ سے لجھ میں کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"..... ایک بار پھر رفاقتی صاحب اچھل پڑے۔

"جمال پاشا صاحب ظاہر ہے لکھنے پڑھنے والے لوگوں میں

نے لفافے میں سے خط نکال کر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔
”مجھے بھی دکھائیں“..... رفاقتی صاحب نے کہا تو سلطان نے
خط ان کی طرف بڑھا دیا۔ عمران کے چہرے پر اب سنجیدگی کے
تاثرات ابھر آئے تھے۔

”رفاقتی صاحب۔ آپ نے تو مجھے کہا تھا کہ کسی قوی چوری کا
سلسلہ ہے لیکن جمال پاشا صاحب کا خط کچھ اور کہہ رہا ہے۔“

سلطان نے رفاقتی صاحب کا خط پڑھنے کے بعد کہا۔
”حکومت کو جور پورٹ کی گئی ہے اس کے مطابق قوی تاریخی
میوزیم سے وہ ہیرا چوری کر لیا گیا ہے جو ایک بڑے اہرام میں
سے برآمد ہوا تھا اور اس ہیرے کو قوی ورش قرار دیا گیا تھا اور اسے
اپنی سخت خلافتی انتظامات میں میوزیم میں رکھا گیا تھا۔ اسے
دہان رکھے ہوئے آٹھ سال گزر ہلکے ہیں۔ اس دوران کی پارے
چوری کرنے کی کوششیں کی گئیں لیکن ہر بار اپنی سخت خلافتی
انتظامات کی وجہ سے اسے چوری نہ کیا جاسکا اور ملزم گرفتار کر لئے
گئے لیکن اس بار اس فنکارانہ انداز میں اسے چوری کیا گیا ہے کہ
سب حیرت زدہ رہ گئے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ جمال پاشا صاحب
نے خط میں اس بارے میں ہی لکھا ہو گا لیکن انہوں نے خط میں
ہیرے کو فونکس نہیں کیا۔ بہر حال مصر کے سب لوگ بے حد پریشان
ہیں“..... رفاقتی صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران بیٹے۔ اب جمال پاشا صاحب کے خط کے جواب میں

سے ہیں اور لکھنے پڑھنے والے لوگ میری طرح مقلس اور قلاش ہی
رہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کا فونک بھی نادیندگی کی وجہ
سے کٹ گیا ہو گا اس لئے مجبوراً انہیں رفاقتی صاحب کو بھیجننا پڑا۔“

عمران نے بڑے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔
”جمال پاشا صاحب نے ایک خط بھجوالی ہے۔ رفاقتی صاحب وہ
خط عمران کو دے دیں“..... سلطان نے کہا تو رفاقتی صاحب نے
بیب سے ایک لفافہ نکالا اور اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران
نے خط لے کر اسے کھولا تو لفافے میں ایک تہہ شدہ کاغذ موجود
تھا۔ عمران نے لفافہ میز پر رکھا اور خط کھول کر پڑھنے لگا۔ جمال
پاشا صاحب نے عمران کو محاطب کر کے لکھا تھا کہ مصر کا قدیم آثار
ایک شیطان اور خفیہ گروپ سے اپنی خطرات میں گھر چکا ہے۔ یہ
گروہ ہر وہ چیز حیرت انگیز طور پر چوری کر رہا ہے جس کی سب
سے زیادہ تاریخ میں اہمیت ہوتی ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ
گروہ کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔ تم سے مدد کی اپیل ہے کیونکہ ہمیں
یقین ہے کہ تمہاری ذہانت ہی اس گروہ کوڑیں کر کے ختم کر سکتی
ہے۔ چلیز مصر کی قدیم تاریخ کو بچا لو اور نیجے جمال پاشا کے وحشی
تھے“..... عمران نے بے اختیار ایک طویل سا سلسہ لیا اور خط کو تہہ کر
کے واپس لفافے میں ڈال دیا۔

”کیا لکھا ہے خط میں جمال پاشا صاحب نے“..... سلطان
نے پوچھا تو عمران نے خط سلطان کی طرف بڑھا دیا۔ سلطان

تم کیا کوئے گے..... مسلمان نے کہا۔

"جال پاشا صاحب نے مجھ پر ہر بیانی کی ہے کہ مجھے براہ راست حکم نہیں دیا ورنہ وہ تو مجھے براہ راست حکم بھی دے سکتے تھے اور میری جال نہیں کہ میں ان کے حکم کی تعین نہ کروں کیونکہ جال پاشا صاحب چیزے عالم صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اس لئے رفاقتی صاحب، آپ انہیں بتا دیں کہ ان کے حکم کی تعین ہوگی..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میری طرف سے بھی چیف کو کہہ دینا کہ وہ اس مشکل میں مصر چیزے دوست مسلم ملک کا ضرور ساتھ دیں"..... مسلمان نے کہا۔

"یہ کیس سیکرت سروس کا نہیں ہے۔ میں ذاتی طور پر اس پر کام کروں گا کیونکہ مجھے جال پاشا صاحب نے حکم دیا ہے۔ رفاقتی صاحب آپ بے ٹکر رہیں اور جال پاشا صاحب کو بھی تسلی دیں۔ میں مصر کی تاریخ کو ضائع نہیں ہونے دوں گا۔ اب مجھے اجازت دیں"..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو رفاقتی صاحب بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ تشریف رکھیں۔ اللہ حافظ"..... عمران نے کہا اور تیزی سے مزکر آفس سے باہر آ گیا۔ خط اس نے رفاقتی صاحب سے واپس لے کر اپنی بیب میں ڈال لیا تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے نثارات تھے جیسے کوئی بات اس کے ذہن میں کھلک رہی ہو اور

وہ اسے سمجھ نہ پا رہا ہو۔ خط میں جمال پاشا نے گروہ کے لئے شیطان کا لظا استعمال کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جمال پاشا صاحب لظا کے انتخاب میں بے حد محاط رہتے ہیں۔ وہ تو بولتے ہوئے بھی ایک ایک لظا کو سوچ سمجھ کر منہ سے نکلتے ہیں اور انہوں نے اس گروپ کے لئے شیطان کا لظا لکھا تھا۔ یہ لظا کیوں استعمال کیا گیا۔ عمران مسلسل ہیں بات سوچ رہا تھا۔ آخر کار اس نے اس معاملے میں سید چرانگ شاہ صاحب سے مشورہ کرنا زیادہ مناسب سمجھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر واقعی کوئی ایسا معاملہ ہوا تو شاہ صاحب اسے آگاہ کر دیں گے۔ پھر تھوڑی دری بعد اس کی کار شاہ صاحب کے گاؤں کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ شاہ صاحب کے کچے سے مکان کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے کار روکی ہی تھی کہ شاہ صاحب کا صاحبزادہ باہر آ گیا۔ شاید کار کی آواز اندر تک پہنچ گئی تھی۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

"شاہ صاحب سے ملتا تھا"..... عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"وہ مسجد میں ہیں۔ باہر سے کچھ ملنے والے آئے ہوئے ہیں اور آپ بھی ویس ٹپلے جائیں"..... شاہ صاحب کے صاحبزادے نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ فاصلے پر دیہاتی انداز کی چھوٹی سی مسجد موجود تھی۔ عمران اس مسجد کی طرف بڑھ گیا۔

مسجد میں داخل ہو کر اس نے کوٹ اتارا اور نائی کھول کر کوت کی جب میں ڈالی۔ پھر بوث اتار کر جرماں اتاریں اور وشو خانے کی اوپنی چوکی پر بیٹھ کر اس نے وضو کیا۔ پھر جرماں اور کوٹ پہن کر وہ مسجد کے ہال نما کمرے کی طرف بڑھا جائیں اس نے کچھ دیہاتی لوگوں کو بیٹھے دیکھا تھا۔ درمیانی دروازے سے وہ اندر داخل ہوا تو اس نے شاہ صاحب کو فرش پر بیٹھے دیکھا۔ ان کے سامنے چار افراد سر جھکائے دوز انوں بیٹھے ہوئے تھے اور شاہ صاحب انہیں کسی بات کے بارے میں سمجھا رہے تھے۔

”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ“..... عمران نے اندر داخل ہو کر بڑے ادب سے سلام کیا۔

”علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ“..... ابھی تم باہر برآمدے میں بیٹھو میں تمہیں خود ہی بلا لوں گا“..... سلام کا جواب دیتے ہوئے شاہ صاحب نے کہا۔

”میں اچھا شاہ صاحب“..... عمران نے کہا اور مزکر باہر برآمدے میں آ کر وہ فرش پر بیٹھی ہوئی دری پر بیٹھ گیا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ چاروں افراد بڑے کمرے سے باہر آئے۔ انہوں نے عمران کو بھی سلام کیا اور پھر شاہ صاحب نے عمران کو اندر بلا لیا۔

”میں انہیانی مغذرات خواہ ہوں کہ پاکیشیا کی سب سے طاقتور شخصیت ایکشو کو میں نے باہر بھا کر کچھ دیر انتظار کرایا ہے۔“ شاہ

صاحب نے مکرتاتے ہوئے کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہاں تو کسی عام سے افسر سے ملا ہو تو وہ ملاقات کا وقت نہیں دینا اور آپ سے ملنے کے لئے ہم جس وقت منہ اخھائے چلے آتے ہیں اور آپ کے ماتھے پر شکن بھی نہیں آتی۔ ظاہر ہے آپ سے ملنے دور دور سے لوگ آتے ہوں گے اس لئے ان کا حق پہلے تھا۔..... عمران نے مکرتاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جمال پاشا کا تفصیلی تعارف کرنا شروع کیا ہی تھا کہ شاہ صاحب نے ہاتھ اخھا کرا سے روک دیا۔

”محجے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں انہیں جانتا ہوں۔“ وہ مصریات اور اس کی قدیم تاریخ کے بہت بڑے عالم ہیں اور میری ان سے کافی بار تفصیلی ملاقات ہو چکی ہے۔..... شاہ صاحب نے کہا تو عمران کے چہرے پر حرمت نے ناثرات ابھر آئے۔

”آپ کی ان سے کس سلسلے میں ملاقات ہوتی رہی۔ آپ کا تو کوئی تعلق مصریات یا مصر کی قدیم تاریخ سے نہیں ہے۔..... عمران نے حرمت بھرے لبھ میں کہا تو شاہ صاحب بے اختیار سکرا دیئے۔

”میں تو ایک عام سادہ بھائی آدمی ہوں جبکہ جمال پاشا صاحب بڑے عالم ہیں۔ یہ تو ان کی مہربانی ہے کہ میں جب بھی کچھ دن کے لئے مصر جاتا ہوں تو وہ مجھ فیری سے ملنے آ جاتے ہیں۔ بہر حال تم تہاؤ کہ جمال پاشا صاحب کا کیوں ذکر کر رہے تھے۔“

شاہ صاحب نے بات کرتے کرتے بات کارخ بدلتے ہوئے کہا۔
 ”یہ ان کا خط پڑھ لیں جو صرکے ڈپنی سکرٹری کے ذریعے
 انہوں نے میرے نام بھجوایا ہے“..... عمران نے جیب سے خط نکال
 کر شاہ صاحب کی طرف بروحدادیا۔
 ”یہ انگریزی زبان میں ہو گا۔ تم مجھے بتا دو۔ مجھے یہ زبان زیادہ
 ساختہ اس کا ترجیح بھی کر دیا۔ پھر اس خط میں گروہ کے لئے شیطان
 کے لفظ کے بارے میں بتا دیا۔
 ”جو گروہ جرام کرتا ہو تو اسے شیطان کہنا کون ہی نہیں بات ہے
 عمران بیٹے۔ شیطان ہی تو ایسے کاموں کے لئے لوگوں کو اکساتا
 ہے..... شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے پار بار احساس کیوں ہوتا ہے کہ جمال پاشا صاحب نے
 اسے شیطان گروہ قرار دیا ہے۔ اس میں شیطانی قوتیں بھی ان کی
 پشت پر ہو سکتی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر مجھے اسے پکلنے کے لئے
 روحانی طاقتون کی مدد حاصل کرنا پڑے گی“..... عمران نے کہا تو شاہ
 صاحب بے اختیار مسکرا دیے۔

”بہت خوب عمران بیٹے۔ جو بات درسرے لوگ عام انداز میں
 لیتے ہیں تم ان کو عام انداز میں نہیں لیتے۔ میں گزشتہ بیغنے لا بیا گیا
 ہوا تھا کہ جمال پاشا صاحب میرے پاس ملاقات کے لئے آئے۔
 یہ ان کی مہربانی تھی۔ بہر حال انہوں نے مجھے بتایا کہ کس طرح کوئی

گروہ تاریخی تختیوں کو اور خصوصاً ان تختیوں کو چاہ رہا ہے جن کی مدد
 سے نئے خیہ اہراموں کو رائل ولی میں ملاش کیا جا سکتا ہے۔
 میرے پڑھنے پر کہ اگر وہ ان تختیوں سے ان خیہ اہراموں کو خود
 ملاش نہیں کر سکتے تو درسرے کسے کر لیں گے تو انہوں نے بتایا کہ
 ”یہ تختیاں قدیم دور کی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ ان زبانوں کو پوری
 طرح پڑھا نہیں جا سکا۔ البتہ آہستہ آہستہ ہم انہیں پڑھنے کے
 قریب پہنچ چکے ہیں لیکن انہیں خدشہ ہے کہ اس گروپ نے ان کی
 طرح اس خیہ اہرام کو نکالنے میں اختیارات نہیں کرنی بلکہ وہ سب کچھ
 تباہ کر دیں گے جس سے مصر کی قدیم تاریخ کے ماضی اور ثبوت تباہ
 ہو جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے بتایا کہ میوزیم کے
 چوکیداروں کو اچانک بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ وہ ہوش میں آئے تو
 انہوں نے بتایا کہ کچھ سائے سے انہیں آتے دھکائی دیئے تھے اور
 بس۔ پھر وہ درسرے لمحے بے ہوش ہو گئے اس لئے جمال پاشا
 صاحب کا خیال تھا کہ کچھ پر اسرا رلوگوں کی تائید انہیں حاصل ہے
 اس لئے انہوں نے اس خط میں شیطانی گروپ کے الفاظ لکھ دیئے
 ہیں“..... شاہ صاحب نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تو آپ کی اس سلسلے میں ان سے تفصیلی بات ہو چکی ہے تو
 پھر آپ بتائیں کہ کیا میرا خدش درست ہے یا نہیں“..... عمران نے
 کہا۔

”تمہارا خدشہ اس حد تک درست نہیں ہے جس حد تک تم سوچ

رہے ہو۔ غیر مرئی شیطانی طاقتیں اس میں ملوث نہیں ہیں۔ البتہ ان کو شیطان کی سرپرستی حاصل ہے کیونکہ یہ گروپ جس خفیہ اہرام کو تلاش کرنا چاہتا ہے وہ قدیم دور کے ایک پروہت کا مقبرہ ہے جسے قدرت نے ریت کے طوفان میں غائب کر دیا۔ اس طرح غائب کیا کہ جمال پاشا جیسے عالم بھی اس کا پتہ نہ چلا سکے اور تمہاری دنیا کی جدید ترین مشیری بھی اس اہرام کو ٹریس نہیں کر سکی۔ اب یہ گروہ اس کو ٹریس کرنے اور اس میں موجود شیطانی طاقتیں کی حامل اشیاء کو نکال کر اپن کرتا چاہتا ہے۔ اس پروہت کا نام آرم تھا۔ آرم شاہی پروہت تھا لیکن وہ مکمل طور پر شیطان کا پیروکار تھا لیکن یہ گروپ ہے عام مجرموں کا۔ شاہ صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کیا تجویز کرتے ہیں کہ مجھے صرف وہ تختیاں واپس حاصل کرنے تک مدد و رہنا چاہئے یا اس مقبرے کو بھی ٹریس کیا جائے۔“ عمران نے کہا۔

”مجھ بڑھے دیپاتی کو کیوں پریشان کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ میں دیپاتی ضرور ہوں لیکن مجھے جمال پاشا جیسے عالموں سے ملاقات کی وجہ سے معلوم ہے کہ تمام تختیوں کے فوٹوگراف موجود ہیں اس لئے تختیاں چوری کر لینے سے کوئی کام رک نہیں سکتا۔ جمال پاشا صرف ان تختیوں کی تاریخی جیشیت کو سامنے رکھ کر انہیں واپس لانا چاہئے ہیں ورنہ جو کچھ تختیوں پر موجود ہے وہ ان کے

پاس کیا ہے شمار لوگوں کے پاس فوٹوگراف کی صورت میں موجود ہے۔.....شاہ صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”چلو تھیک ہے۔ تختیاں واپس ہو جائیں لیکن اس مقبرے کا کیا ہوتا چاہے۔“.....عمران نے پچوں کے انداز میں پوچھا۔
 ”اے ٹریس کروتا کہ اس میں موجود شیطانی طاقتیں کی حوال چیزوں کا خاتمه کیا جا سکے اور اس میں موجود اشیاء کی تاریخی جیشیت بھی بحال رہے۔“.....شاہ صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”تھیک ہے۔ آپ کا شکریہ۔ اب میری بھائیں دور ہو چکی ہے اور مجھے اجازت دیجئے۔“.....عمران نے کہا تو شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے نہ صرف اسے اجازت دی بلکہ اس کے سر پر ہاتھ روک کر اس کی کامیابی کے لئے دعا بھی کی۔ عمران کو یوں محظیں ہوا جیسے وہ مکمل طور پر مطمئن ہو کر بیہاں سے جا رہا ہے۔

صرکے شہر لاگور کی ایک رہائش گھنی کے کمرے میں ایک آدمی اپنی پشت کی زیوالوگ جبڑ پر بیٹھا ہوا تھا۔ کمرے کو آفس کے انداز میں سجا گیا تھا اور وہ آدمی ایک فائل کے مطالعہ میں صروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گفتگی نئی نئی تو اس آدمی نے ہاتھ پرھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں۔ راجر بول رہا ہوں“..... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سپت لجھ میں کہا۔

”رجڑ بول زہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے ایک مرد انہیں آواز سنائی دی۔ لجھے ہے حد موبدانہ تھا۔

”لیں۔ کوئی خاص روپورٹ راجر نے کہا۔

”باہ۔ مصر تختیوں کی واپسی کے لئے پاکیشی سکرت مردوں کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔“..... رچڈ نے کہا تو باس

بے اختیار چونکہ پڑا۔

”صرف تختیاں یا ہیرا بھی واپس لینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔“
راجر نے کہا۔

”تختیوں کے بارے میں جمال پاشا نے درخواست کی ہے جبکہ حکومت ہیرے کی واپسی میں بھی دوچھی لے رہی ہے۔“..... رچڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کیسے اطلاع ملی ہے۔“..... راجر نے پوچھا۔

”وزارت آثار قدیمہ کے ڈپٹی سکرٹری یوسف رفاقتی خود پاکیشی گھے اور کل وہ واپس آگئے ہیں۔ انہوں نے حکومت کو جو محرومی روپورٹ دی ہے اس کی کاپی میں نے حاصل کر لی ہے۔“..... رچڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ معاملات سکرت مردوں کے دائرہ اختیار میں تو نہیں آتے۔ ان معاملات سے پاکیشی کی ملکی سلامتی کو تو کوئی تقصیان نہیں ہٹکی رہا۔“..... راجر نے کہا۔ وہ پچھلے سرکاری ایجنسی میں طویل عرصہ سے کام کر رہا تھا اس لئے اسے ان معاملات کا بخوبی علم تھا۔

”رفاقتی نے جو روپورٹ دی ہے اس میں اس نے لکھا ہے کہ شاید پاکیشی سکرت مردوں کا چیف یہ کس نہیں لے گا لیکن پاکیشی سکرت مردوں کے لئے کام کرنے والا خطرناک ایجنت عمران اس پر کام کرنے پر آمادہ ہو چکا ہے۔“..... رچڈ نے کہا۔

”اوہ۔ یہ واقعی خطرناک ایجنت ہے۔ بہر حال تم نے اچھی

کہا۔

”ہیڈ کوارٹر“..... ایک مشینی سی آواز سنائی دی تو راجر نے رچڈ کی دی ہوئی رپورٹ پوری تفصیل کے ساتھ دوہرا دی۔

”یہ جو بھی ہیں اور جس انداز میں کام کرتے ہیں یہ ہم تک نہیں پہنچ سکتے اور سہی یہ تم تک پہنچ سکتے ہیں اس لئے تم نے خاموش رہ کر صرف ان کی مشینی گرفتاری کرتے رہتا ہے“..... دوسرا طرف سے اسی مشینی آواز اور لمحے میں کہا گیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی انسان نہ بول رہا ہو بلکہ گرداریاں ایک دوسرے سے گلکرا رہی ہوں اور ان کے گمراہنے سے آواز پیدا ہو رہی ہو۔

”ان کی گرفتاری کا آغاز پاکیشیا سے کرنا پڑے گا“..... راجر نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح وہ چونکے ہو سکتے ہیں۔ ابھی ہیڈ کوارٹر کے فون نمبر کا بھی علم نہیں تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر تمیری آپریشن میں کافی دیر ہے کیونکہ ان تنقیوں پر جو کچھ لکھا ہوا ہے اور جس انداز میں انہیں پڑھا گیا ہے اس پر ہمارے ماہرین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جب تک یہ اختلاف دور نہیں ہو جاتا تب تک آرم斯 کا مقبرہ نہیں نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک ان تنقیوں کا تعلق ہے تو آثار قدیمہ سے تعلق رکھنے والے تقریباً ہر شخص کے پاس ان کے فوٹو گراف موجود ہیں۔ ہم نے یہ تنقیاں اس لئے اڑائی ہیں تاکہ ہمارے ماہرین کے سامنے اصل تنقیاں ہوں۔ بعض اوقات فوٹو گراف میں کوئی معمولی سی لکیر آجائے کی وجہ سے لفظوں کے

رپورٹ دی ہے۔ میں ہیڈ کوارٹر بات کرتا ہوں۔ وہ اس کا مناسب انتظام کر لیں گے“..... راجر نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریٹل دہا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر ہاتھ ہٹا لیا۔ ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر پیس کرنے شروع کر دیے۔ نمبر پر پیس کرنے کے بعد جب دوسرا طرف سے دوبارہ گھنٹی بجھنی کی آواز سنائی دی تو اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب ہیڈ کوارٹر خود رابطہ کرے گا۔ یہی ہیڈ کوارٹر کا اصول تھا۔ اس طرح کے انتظامات کے لئے تھے کہ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کسی کو علم نہ ہو سکے۔ یہی وجہ تھی کہ اسے بھی اس تنظیم میں طویل عرصے سے کام کرنے کے باوجود ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا حتیٰ کہ اسے ہیڈ کوارٹر کے فون نمبر کا بھی علم نہیں تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر تمیری گھنٹی نج اٹھی تو پھر کسی مالی ادارے کے کسی آدمی سے بات ہو گی ہیڈ کوارٹر سے بات نہیں ہو گی بلکہ دو گھنٹوں کے بعد رابطہ ختم ہونے کے بعد کال خود بخود ہیڈ کوارٹر منتقل ہو جاتی تھی اور پھر وہاں موجود چدیہ تین مشینیزی کے ذریعے چینگ ہوتی ہے کہ کال کس نمبر سے کی گئی ہے۔ تمام امور پر تسلی ہو جانے کے بعد ہیڈ کوارٹر سے خود اس نمبر پر کال کی جاتی تھی اس لئے راجر کو معلوم تھا کہ اب چینگ کے بعد ابھی فون کال آ جائے گی اور ویسے ہی ہو۔ فون کی گھنٹی نج اٹھی تو راجر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”راجر بول رہا ہوں لاگور سے“..... راجر نے موزدانہ لمحے میں

مخفی بدلتے ہیں۔ تختیاں ہیڈکوارٹر میں ہیں اس لئے کوئی انہیں واپس حاصل نہیں کر سکتا۔ جہاں تک ہیرے کا تعلق ہے تو ہیرا بھی ہیڈکوارٹر میں ہے اور اسے محفوظ کر لیا گیا ہے۔ یہ ایسا ہیرا نہیں ہے کہ جسے عام مارکیٹ میں فروخت کیا جائے کے اس لئے ہمیں انتقال کرنا ہو گا۔ آرمز کا مقبرہ نہیں ہونے کے بعد اس میں سے جو کچھ ملے گا اس میں اس ہیرے کو بھی شامل کر دیا جائے گا۔ اس طرح اسے اس دور کا ہیرا قرار دے کر فروخت کیا جائے گا اور اس سے ملنے والی خطری رقم ہیڈکوارٹر کے کام آئے گی اس لئے ہمیں عمران یا پاکیشی سکرت سروس سے فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے۔

دوسرا طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجر نے رسپور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ جن لوگوں کو ہیڈکوارٹر اہمیت نہیں دے رہا وہ انہیں کیوں اہمیت دے۔ البتہ اس کی گرفتاری کا حکم دیا گیا تھا اس لئے اس نے ایک بار پھر رسپور اخليا اور دارالحکومت میں موجود رچڈ کے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”رجڈ بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی رچڈ کی آواز سنائی دی۔ ”راجر بول رہا ہوں لاگور سے“..... راجر نے جواب دیئے ہوئے کہا۔

”لیں باس۔ حکم“..... دوسرا طرف سے مودبدانہ بچھ میں کہا گیا۔ ”ہیڈکوارٹر سے بات ہو گئی ہے۔ ہم نے کوئی ایکشن نہیں لینا

بلکہ انہیں مصر میں نہیں کر کے صرف ان کی گرفتاری کرنی ہے اور وہ بھی مشینی گرفتاری جس میں ان کی آوازیں بھی نیپ ہو سکیں اور گرفتاری کی روپوں ہیڈکوارٹر کو بھجوانی ہیں اس لئے اب یہ کام تم نے کرنا ہے“..... راجر نے کہا۔

”لیں باس۔ میں کرلوں گا“..... رچڈ نے بڑے اعتقاد بھرے بچھ میں کہا۔

”انہیں نہیں کیسے کرو گے۔ میرا خیال ہے کہ اس کے لئے تمہیں پاکیشی میں کسی گروپ سے رابطہ کرنا پڑے گا“..... راجر نے کہا۔

”نہیں باس۔ جو بھی وہاں سے آئے گا وہ لازماً جمال پاشا صاحب سے ملاقات کرے گا۔ جمال پاشا خاصے بوڑھے ہیں اس لئے وہ زیادہ وقت اپنی لاہبری میں لکھنے پڑھنے میں گزار دیتے ہیں۔ دوسروں کے ہاں بہت کم چاہتے ہیں اور تمام آنے والوں سے ملاقات میں بھی اپنی رہائش گاہ پر ہی کرتے ہیں اس لئے اس محلے کے لئے جو بھی پاکیشی سے آئے گا چاہے وہ عمران ہو یا کوئی اور وہ بہر حال جمال پاشا سے ملے گا اس لئے ہم جمال پاشا کی گرفتاری کرتے رہیں گے۔ ان کی لاہبری میں ان کے کسی ملازم کے ذریعے خصوصی چپ بھووا دی جائے گی اس لئے ان کے اور کسی دوسرے کے درمیان ہونے والی بات چیت بھی ہمارے پاس ریکارڈ ہوتی رہے گی۔ جیسے ہی کوئی خصوصی بات چیت سامنے آئے گی تو ہم البرت ہو جائیں گے اور پھر اس ملنے والے کی گرفتاری شروع کر

ایک بڑے سے کمرے میں رکھے ہوئے صوفے پر ایک ادھیر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سر سے گنجھا تھا لیکن اس کے سر کی دونوں سائینڈوں پر بال، جمالوں کی طرح پیچے تک لٹکے ہوئے تھے اور یہی پوزیشن اس کے سر کے عقیل ہے کی تھی۔ اس کا چہرہ بڑا سا تھا اور اس پر خفتی اور سفا کی کا تاثر نمایاں تھا۔ ان نے سوت پہننا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں شراب کا بھرا ہوا جام تھا جس میں سے وہ بار بار شراب کی چلکیاں لے رہا تھا۔ کرہ خالی تھا۔ اس کا ایک دروازہ سامنے تھا اور ایک سائینڈ پر اور دونوں دروازوںے بند تھے۔ صوفے کے ساتھ ہی ایک تپائی رکھی ہوئی تھی جس پر سفید رنگ کا فون موجود تھا۔ ادھیر عمر مسلسل شراب کی چلکیاں لے رہا تھا کہ سامنے موجود دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر ادھیر عمر آدمی چونک کر سیدھا ہو گیا۔ ادھیر عمر یورپی تھا جبکہ آئنے والا

دی جائے گی۔ رچڈ نے کہا۔
”اگذ۔ تم واقعی ہوشیار اور عقل مند آدمی ہو اس نے ہیڈکوارٹر نے تمہیں خصوصی طور پر دارالحکومت کا چارج سونپا ہوا ہے۔“ راجر نے سانش بھرے لجھے میں کہا۔
”جنک یو پاس۔ دیے ہیڈکوارٹر اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کا حکم دے دیتا تو زیادہ لطف آتا۔“ رچڈ نے کہا۔

”ابھی ہیڈکوارٹر آرمز کے مقبرے کو ٹریس کرنے میں الجھا ہوا ہے۔ جب وہ اسے ٹریس کر لے گا تو پھر رپاتے کی ہر رکاوٹ دور کر دے گا۔“ راجر نے کہا۔
”لیکن باس۔ کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ ہم اس مقبرے کے ٹریس ہونے سے پہلے ہی ان کا خاتمہ کر دیجے۔“ رچڈ نے کہا۔
”ہم اس وقت تک سامنے نہیں آنا چاہتے جب تک کہ آرمز کے مقبرے کا محل و قوع حقی طور پر معلوم نہ ہو جائے ورنہ ہمارے ذریعے یہ لوگ ہیڈکوارٹر تک پہنچ سکتے ہیں۔“ راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے باس۔ میں آپ کو ساتھ ساتھ بریف کرتا رہوں گا۔“ رچڈ نے کہا تو راجر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

پاکیشیا گیا لیکن جو رپورٹ اس نے واپس آ کر حکومت کو دی ہے اس کے مطابق پاکیشی سکرت سروس کی بجائے دہان کا خطرناک ایجنت عمران یہاں مصراء رہا ہے..... رافائل نے کہا۔
”کراون گروپ کو اس کی اطلاع ہے“..... اوہیز عمر بس نے پوچھا۔

”میں بس۔ رچڈ نے باقاعدہ اپنے بس راجر کو تفصیلی رپورٹ دی ہے“..... رافائل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”عمران کراون گروپ کے خلاف کام کرنے تک محدود نہیں رہے گا۔ وہ تو ہمارے خلاف بھی کام شروع کر دے گا“..... بس نے قدرے لگر مندانہ لبھ میں کہا۔

”میں بس۔ اور اسی لئے میں خود یہاں آیا ہوں تاکہ اس سلسلے میں کوئی حقیقی فحصلہ ہمیں ابھی کر لینا جائے تاکہ پہلے سے اس سلسلے میں بندوبست کر لیا جائے“..... رافائل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”میں چیف سے بات کرتا ہوں“..... اوہیز عمر بس نے کہا اور سایدز تپائی پر موجود فون کا رسیور اخھا کر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں چونکہ اس نے لاڈر کا بنن بھی پر لیں کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف بینے والی ٹھنٹی کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اخھالیا گیا۔

”میں“..... ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”راڈر ک بول رہا ہوں چیف“..... اوہیز عمر بس نے مودبانہ

نوجوان مصری تھا۔ اس نوجوان نے بھی سوت پہن رکھا تھا۔ ”آؤ رافائل۔ اس وقت کیسے آنا ہوا۔ تمہاری کاں سن کر میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا“..... اوہیز عمر نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس۔ ایک اہم اطلاع مجھے ملی ہے۔ میں نے سوچا کہ اسے آپ تک خود پہنچاؤں“..... رافائل نے کہا تو بس بے اختیار چونکہ پڑا۔ اس کے پھرے پر تشوش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”بیٹھو۔ شراب پینو اور کھل کر بتاؤ کہ کیا ہوا ہے۔ جس پر تم اس قدر تشوش میں بٹلانا نظر آ رہے ہو“..... بس نے کہا۔

”جھینک یو بس“..... رافائل نے کہا اور سامنے رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھ کر اس نے صوفے کے آگے موجود میز پر سے ایک خالی گلاں اخھا کر اپنے سامنے رکھا۔ میز پر موجود شراب کی بوتل کا ڈھلن ہٹا کر اس نے شراب گلاں میں ڈالی اور پھر بوتل کو واپس میز پر رکھ کر اس نے اس کا ڈھلن لگایا جبکہ اس دوران بس خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔

”باس۔ ایک اہم اطلاع ہے“..... رافائل نے شراب کی چکی لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں بولو“..... اوہیز عمر بس نے کہا۔ ”مصری حکومت پاکیشی سکرت سروس کی مدد حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اس سلسلے میں وزارت آثار قدیمہ کا ذپیل سکریٹری یوسف رفاقت

لنجھ میں کہا۔

”کوئی خاص بات“..... دوسری طرف سے اسی پہلے جیسے سپاٹ لنجھ میں کہا گیا تو راؤرک نے رافائل کی روپورٹ دو ہرا دی۔ ”اوہ۔ یہ تو واقعی چونکا دینے والی اطلاع ہے۔ عمران جیسا خطرناک آدمی جب یہاں آئے گا تو وہ صرف چند معاملات تک مدد و نیک رہے گا اور اگر اسے ہمارے بارے میں اور ہمارے کام کے بارے میں اطلاع مل گئی تو لاحاظہ وہ ہمارے خلاف بھی کام کرے گا۔“..... چیف نے تمزیز لنجھ میں کہا۔

”یہ چیف۔ اسی خدشہ کے لئے تو رافائل خود میرے پاس آیا ہے اور میں نے آپ کو کال کیا ہے کہ اس سلسلے میں کیا حکمت عملی اختیار کی جائے۔ کیا کام روک دیا جائے“..... راؤرک نے کہا۔

”نہیں۔ ہم چار چھوٹے اہراموں پر بیک وقت کام کر رہے ہیں اور ان چاروں کے خفیہ حصوں کے بارے میں صرف ہمیں ہی معلوم ہے۔ ہم ان اہراموں میں داخل ہو گئے تو ان خفیہ حصوں میں موجود سوتا اور جواہرات ہماری ملکیت بن جائیں گے۔ پھر سوتا تو پچھلا کر اوپن مارکیٹ میں فروخت کر دیا جائے گا جبکہ جواہرات بھی آسانی سے انتہائی بھاری قیمت پر فروخت ہو جائیں گے کیونکہ ان کو تاریخی قرار نہیں دیا گیا۔ اس مرحلے پر کام روکنے کا مطلب ہو گا کہ ہماری اب تک کی طویل محنت اور سرمایہ کاری سب ضائع چلی جائے گی۔ ریت فوراً ہی برابر ہو جائے گی اور بعد میں نجائزے

کیا حالات ہوں“..... چیف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”باس۔ کراون گروپ کی طرف سے ہمارے بارے میں اس عمران کو کوئی اطلاع نہ مل جائے“..... راؤرک نے کہا۔

”کراون گروپ کے ساتھ ہمارا معاہدہ موجود ہے۔ جو کچھ ہم نہالیں گے اس میں سے اخراجات نکال کر نصف کے وہ مالک ہوں گے جبکہ خفیہ مقبروں کوڑیں کرنا کراون گروپ کا کام ہے لیکن وہ ان کے اکیلے مالک ہوں گے اس لئے وہ نصف جو یقیناً اربوں کھربوں ڈالرز بن جائیں گے اس لئے ان کی طرف سے اطلاع کا تو سوچا بھی نہیں جا سکتا۔“..... چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر کیا خاموشی اختیار کی جائے اور کام ہونے دیا جائے۔“..... راؤرک نے کہا۔

”میں کراون گروپ سے بات کر کے پھر تمہیں کال کرنا ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راؤرک نے رسیور رکھ دیا۔

”باس۔ اکیلا عمران تو دونوں گروپوں کے خلاف کام نہیں کر سکتا اور ہم چاہیں تو اس آسانی سے ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔“..... رافائل نے کہا۔

”دیکھو چیف اب جو فصلہ کرے گا ہمیں اس کی ہی تقلیل کرنا ہو گی۔“..... راؤرک نے کہا تو رافائل نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

چھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اُنھی تو راڈرک نے ہاتھ بڑھا کر
پھر اٹھا لیا۔

// "لیں۔ راڈرک بول رہا ہوں"..... راڈرک نے کہا۔
"چیف فرام دس سائینس"..... دوسرا طرف سے چیف کی آواز
علیٰ دی۔

"حکم چیف"..... راڈرک نے پہلے سے زیادہ موڈبانہ لجھ میں

"میری کراون سے بات ہو گئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کے
بائیں جو تختیاں اور تاریخی ہیمراہ ہے وہ کراون ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گیا
ہیں لئے عمران وہاں تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی اسے ہیڈ کوارٹر کے
باہر میں کچھ معلوم ہو سکتا ہے اس لئے انہیں اس سے کوئی فرق
نہیں پڑتا کہ عمران آئے یا پاکیشیا یا کیرٹ سروس آئے۔ البتہ انہوں
میں مجھے تجویز دی ہے کہ ہم بھی خاموشی سے اپنا کام کرتے رہیں۔

جب وزارت کے بڑے بڑے لوگ ہماری پشت پر ہیں تو عمران کو
کل نے اس بارے میں بتانا ہے اور پھر عمران کوئی سیاح تو نہیں
کہ وہ اہراموں کا تفصیل سے معاونہ کرے گا اور اگر معاونہ
کے گا تو وہاں موجود مشیری کے بارے میں اسے بتایا جاسکتا
ہے کہ مزید خفیہ اہراموں کوڑیں کیا جا رہا ہے لیکن اگر ہم نے اس
میں خلاف کوئی کارروائی کی تو وہ ہمارے خلاف بھی کارروائی کر سکتا
ہے"..... چیف نے کہا۔

"چیف۔ کراون گروپ کو اس عمران یا پاکیشیا یکرٹ سروس کے
بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ ان کا بھی واسطہ ہی نہیں پڑا جبکہ
ہماری تنظیم سے وہ کئی ہارنگرا چکا ہے اس لئے ہم جانتے ہیں کہ ان
کی کارکردگی کیا ہے لیکن ان کی یہ بات بھی درست ہے کہ ہم ازخود
اسے نہ چھیڑیں۔ البتہ ہم خاطقی بندوبست کر لیں۔ اگر عمران ہماری
طرف پلے تو پھر اس کے خلاف فوری اور تیز کارروائی کر کے اس کا
خاتمہ کیا جا سکتا ہے"..... راڈرک نے تفصیل سے بات کرتے
ہوئے کہا۔

"تمہاری تجویز درست ہے۔ ایسا ہی کرو۔ البتہ جب تک عمران
مصر میں موجود رہے اس کی انگریزی ضرور کی جائے تاکہ ہمیں بروقت
علم ہو سکے کہ وہ کیا کر رہا ہے"..... چیف نے کہا۔
"لیں چیف۔ حکم کی طیل ہو گئی"..... راڈرک نے کہا تو دوسرا
طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور راڈرک نے رسیور رکھ دیا۔

"تم نے سن لی ہے باعث اور احکامات"..... راڈرک نے
سانے پیٹھے رافائل سے کہا۔

"لیں باس۔ آپ نے اچھا فیصلہ کیا ہے کیونکہ میرا خیال بھی
سیکھ ہے کہ عمران کو نہ چھیڑا جائے ورنہ یہ آئیں مجھے بارہ بن سکتا
ہے۔ وہ صرف کراون گروپ کے خلاف کام کر کے واپس چلا
جائے گا"..... رافائل نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ راڈرک کوئی
جواب دیتا فون کی گھنٹی بج اُنھی تو راڈرک نے رسیور اٹھا لیا۔

"یہ۔ راڑوک بول رہا ہوں"..... راڑوک نے کہا۔
"چیف بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے چیف کی آواز
تسلی دی تو راڑوک چونکہ پڑا۔ اس نے لاڈوک کا بٹن پر لیں کر دیا
تاکہ رافائل بھی کال کو بخوبی سن سکے۔

"یہ چیف۔ حکم"..... راڑوک نے مودبانتہ بجھ میں کہا۔
"میں نے عمران کے مکلے پر بورڈ آف گورنر کی مینگ کال
کی ہے تاکہ اس سلسلے میں کوئی تختی فیصلہ کیا جائے۔ وہ گھنٹے بعد
میں تمہیں فیصلہ سنادوں گا۔ تم نے اور رافائل نے اس پر عمل درآمد
کرتا ہے"..... چیف نے کہا۔

"یہ چیف"..... راڑوک نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ
ختم ہو جانے پر اس نے بھی رسپور رکھ دیا۔
"اس کا مطلب ہے کہ چیف اپنے فیصلے پر مطمئن نہیں تھا اس
لئے اس نے بورڈ آف گورنر کی مینگ کال کر لی ہے"۔ راڑوک
نے رسپور رکھ کر گلاس اخھاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ معاملات اس وقت تک ہائی رسک میں ہیں۔ پہلی
بات تو یہ ہے کہ ہماری تنظیم کا بنیادی تعلق اسرائیل سے ہے اور
تنظیم جو کچھ کہانی ہے اس کا بڑا حصہ اسرائیل کے دفاع پر خرچ کیا
جاتا ہے۔ اب بھی جس مشن پر ہم کام کر رہے ہیں اس سے متعلق
والے اربوں ڈالر اسرائیل کی عظمت پر خرچ کئے جائیں گے۔
پاکیشیا اور عمران دونوں اسرائیل کے دشمن نہیں ایک ہیں۔ اگر عمران

کے کافوں میں بھک پڑ گئی کہ ہمارا تعلق اسرائیل سے ہے تو وہ باقی
سب کام چھوڑ کر ہمارے خلاف کام شروع کر دے گا۔ دوسری بات
یہ کہ سب کہتے ہیں کہ عمران سے جو بات جتنی چھپائی جائے وہ اتنی
ہی جلدی اس کو نہیں کر لیتا ہے۔ اس کے ذرائع کا نیت ورک
پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ تیسرا بات یہ کہ معاملات اربوں
کھربوں ڈالر کے ہی نہیں ہیں تاریخ کے بھی ہیں کوئکہ یہ سوتا اور
جو اہرات بہر حال مصری تاریخ کی نمایاں چیزیں ہیں۔ البتہ اگر
تاریخی طور پر انہیں اوپن کیا جائے تو بے شمار کڑیاں سامنے آ جائیں
گی اس نے عمران اس بارے میں بھی چوکنا ہو سکتا ہے اور اگر
عمران اچاہک ہم پر چڑھ دوڑا تو ہم اس کا کسی صورت مقابلہ نہیں
کر سکیں گے اس نے ہمیں بہر حال کچھ تکچھ پلانگ کر لیتی
چاہے"..... رافائل نے تفصیل سے تجویز کرتے ہوئے کہا۔
"گزر شورافائل۔ مجھے تمہاری ذہانت پر فخر ہے۔ تم میرے نائب
ہونے کے واقعی اہل ہو"..... راڑوک نے کہا۔

"آپ فکر مت کریں باس۔ جو فیصلہ ہو گا اس پر یقینی عمل درآمد
ہو گا۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میں مقابی ہونے کے باوجود یہودی
ہوں حالانکہ بظاہر سب مجھے مسلم سمجھتے ہیں۔ البتہ انہیں معلوم ہے
کہ میرے دادا جو یہودی تھے کارکن میں یہودوں پر ہونے والے
مطلوب میں تھے کر مصر منتقل ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو
مسلم ظاہر کرنا شروع کر دیا تھا جبکہ حقیقتاً میرا باپ، والدہ سب

یہودی تھے۔ میں ان کا اکتوبر بیٹا ہوں۔ میں بھی دراصل یہودی ہوں اس لئے عمران اور پاکیشی سینکڑت سروس میرے بھی دشمن نمبر ایک ہیں۔ ان کا خاتمہ میرا نامہ ہی فرضیہ ہے..... رافائل نے بڑے جذباتی لمحے میں کہا تو راؤرک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً سوا دو گھنٹے بعد فون کی گفتگی بیٹھی تو راؤرک نے رسیور اخالیا۔

”یہی“..... راؤرک بول رہا ہوں“..... راؤرک نے سپاٹ لجھے میں کہا۔

”چیف بول رہا ہوں“..... دوسرا طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔ لاڈر کا بن چونکہ پہلے سے پریسٹ تھا اس لئے دوسرا طرف سے آنے والی آواز رافائل کو بھی بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

”یہی چیف حکم دیجئے“..... راؤرک نے کہا۔

”بوروڈ آف گورنر نے فیصلہ کیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی جو بھی ہوں ان کا مصر میں تعاقب کیا جائے اور انہیں پہلی فرصت میں ہلاک کر دیا جائے۔ ہم کوئی رسک نہیں لے سکتے لیکن ایک شرط بھی ہے کہ اس پر حملہ کرنے والوں میں سے کسی کا کوئی تعلق ہماری تنظیم رویڈ لائٹ سے نہیں ہوتا چاہئے اور اس گروپ کو مسلمان ہوتا چاہئے۔ یہودی نہیں تاکہ عمران ہماری طرف کی طرح سے بھی متوجہ نہ ہو سکے اور یہ بھی نوٹ کرو کہ اس کے مقابل کسی عام سے گروپ کو ہائز مر کرنا۔ عمران دنیا کا خطرہ ہاں ترین ایجنت ہے اور وہ اسرائیل کو بھی کئی بار بڑے بڑے نقصانات پہنچا چکا ہے اور یہ

بھی نوٹ کرو اور اس گروپ کو بھی خصوصی احکامات دے دینا کہ وہ عمران کو زندہ پکڑنے اور پوچھ چکھ کرنے اور بے ہوش کرنے کے پکڑ میں ہرگز نہ پڑے۔ اس سے بھتی کا موقع دیے بغیر گولی مار دی جائے“..... دوسرا طرف سے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ میرا نائب ہے رافائل جو بظاہر مسلمان ہے لیکن دراصل یہودی ہے۔ اس کا پورا گروپ ہے۔ رافائل خود بھی مصر کی سینکڑت سروس میں کام کر چکا ہے۔ اس نے امکنی بیان میں ٹریننگ حاصل کی ہوئی ہے اور عمران کو وہ اپنا اوز اسرا ایکل کا دشمن سمجھتا ہے۔ وہ عمران کے مقابلے میں بہترین کام کرے گا۔ اب بھی تمام معلومات رافائل نے ہی مہیا کی ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو رافائل کو اس مشن پر لگایا جائے۔ اس طرح ہر قسم کا رسک ختم ہو جائے گا“..... راؤرک نے کہا۔

”رافائل کے بارے میں ہمارے پاس فائل موجود ہے۔ میں وہ فائل چیک کر لوں پھر تمہیں فون کرتا ہوں لیکن یہ پہلے بتا دوں کہ اگر رافائل، عمران کے ہاتھ آ گیا تو وہ تمہارا نام لے دے گا اور پھر تم سے وہ ریٹی لائٹ کے بارے میں تمام تفصیل معلوم کر سکتا ہے اس لئے یہ سن لو کہ اگر رافائل ناکام رہا تو پھر تمہیں بھی ساتھ ہی ہلاک ہوتا پڑے گا“..... چیف نے کہا۔

”چیف۔ اس کا ایک اور حل بھی ہے کہ رافائل کو میں یہاں اپنی جگہ دے دوں اور خود اس وقت تک مصر سے باہر ایسی جگہ چلا

”چیف فرام دس اینڈ“..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”لیں چیف۔ حکم دیجئے“..... راڑرک نے کہا۔

”میں نے رافائل کی فائل کو بغور پڑھا ہے۔ اس میں واقعی ایسی ملاحتیں موجود ہیں کہ یہ اگر ذہانت سے کام کرے تو عمران کا خاتمہ کرنے لگتا ہے۔ جہاں تک تمہارا تعلق ہے تو تمہاری تجویز مجھے پنڈ آتی ہے اس لئے میں یہ کیس رافائل کے خالے کرتا ہوں۔ اگر رافائل عمران کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اسے تمہاری جگہ مصر کا چیف بنا دیا جائے گا جبکہ تمہیں ہیڈ کوارٹر کاں کر لیا جائے گا۔ بہرحال اب تم رافائل کو اپنی جگہ دے کر ایکمیں یہاں پلے جاؤ۔ تم نے وہاں اپنا نام، میک اپ، کاغذات سب کچھ تبدیل کر لیا ہے۔ تمہارا رابطہ صرف مجھے سے ہو گا اور کسی سے نہیں اور رافائل، عمران کو ہلاک کرے گا اور ریڈ لائٹ کے مفادوں کی تنبہبانی کرے گا۔“..... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راڑرک نے رسیور رکھ دیا۔

”مبارک ہو رافائل۔ اب تم مصر کے باس ہن گئے ہو۔“ راڑرک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ سب آپ کی مریبانی ہے باس۔ میرے درخواست ہے کہ جب تک عمران کا خاتمہ نہیں ہو جاتا آپ یہاں بطور باس رہیں۔ جب خاتمہ ہو جائے گا تب چیف جو فیصلہ کرے گا ویسے ہی ہو گا۔ میرے لئے باس بنتے سے زیادہ سرت اس عمران کو ختم کرنے کی

42 جاؤں جس کا علم صرف ہیڈ کوارٹر کو ہو اور رافائل کو بھی نہ ہو تو رافائل

کی ناکامی کی صورت میں مجھ پر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکے گا۔ یہ ایک امکانی صورت ہے ورنہ آپ جیسے حکم دیں۔“..... راڑرک نے کہا۔

”میں فائل دیکھ کر تمہیں دوبارہ فون کرتا ہوں“..... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راڑرک نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”کاش چیف مجھے یہ مشن دے دیں تو عمران کو ہلاک کرنے کا میرا خواب پورا ہو جائے گا۔“..... رافائل نے کہا۔

”نہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن وہ میرے اور تمہارے درمیان موجود تعلق سے خوفزدہ ہیں اور ان کی بات بھی نمیک ہے۔ وہ لوگ تمہارے ذریعے مجھے تک اور میرے ذریعے چیف تک پہنچ سکتے ہیں اور ان کا طریقہ بھی میں ہے۔“..... راڑرک نے کہا۔

”وہ زندہ رہے گا تو پہنچ گا۔“..... رافائل نے جواب دیا۔

”تم غفر مت کرو۔ تمہاری جو فائل میں نے یہاں سے بھیجنی ہوئی ہے وہ اس قدر بھر پور ہے کہ فائل پڑھنے کے بعد تمہارا نام ہی اس مشن کے لئے تجویز ہو گا۔“..... راڑرک نے کہا تو رافائل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی مخفیتی بخش اسے تو رافائل اور راڑرک دونوں چوک کپڑے۔ راڑرک نے ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ راڑرک بول رہا ہوں۔“..... راڑرک نے کہا۔

مصر میں تو سینکڑوں افراد روزانہ آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو ٹریس کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے یہ سب سے بہترین اور فول پروف طریقہ ہے..... رافائل نے کہا۔

”جو کچھ تم نے کہا اور سوچا ہے واقعی تہاری بات درست ہے۔ اوسکے جادو اور کام شروع کر دو۔ میں آج رات یہاں سے چلا جاؤں گا اس لئے کل سے تم نے یہاں بیٹھنا ہے۔“..... راؤرک نے کہا اور انھ کر کھڑا ہو گیا تو رافائل بھی ایک بھٹکے سے انھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اوکے۔ وہ پو گدک لک۔“..... راؤرک نے اس کی طرف مصافی کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”تھیک یو باس۔“..... رافائل نے بڑے پر جوش انداز میں مصافی کرتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر وہ پیردنی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہے۔..... رافائل نے کہا۔

”تم میری فکر چھوڑو۔ مجھے بہر حال چیف کے حکم کی تعلیم کرنی ہے۔ تم اپنا کام کرو۔ کیا سوچا ہے تم نے۔ مجھے بتاؤ کہ اس کے لئے تہاری کیا پلانگ ہے۔“..... باس نے کہا۔

”باس۔ عمران کو جس قدر سادہ انداز میں ختم کیا جائے گا اتنی ہی اس کی موت تیقینی ہو جائے گی۔ عمران چاہے کسی بھی میک اپ میں یہاں آئے وہ لازماً جمال پاشا سے اس کی رہائش گاہ پر ملاقات کرے گا اور میرے آدمی جمال پاشا کے نہ صرف گھر کی نگرانی کریں گے بلکہ جدید مشینری سے اس کے گھر کا فون بھی ٹیپ کریں گے پھر جیسے ہی وہاں عمران کی آمد کی اطلاع ملے گی میں خود وہاں پہنچ جاؤں گا اور عمران جیسے ہی ملاقات کر کے باہر آئے گا وہ چاہے کار پر ہو یا عیکسی پر اس کار یا عیکسی کو میراں سے تباہ کر دیا جائے گا۔ اس طرح عمران کا خاتمه تیقینی ہو جائے گا۔“..... رافائل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یکی کام تم ایزز پورٹ پر کیوں نہیں کرتے۔ وہ اگر جمال پاشا سے ملنے نہ گیا تو تم صرف اس کا انتظار ہی کرتے رہ جاؤ گے۔“..... راؤرک نے کہا۔

”وہ اختیالی محتاط اور ہوشیار آدمی ہے باس۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ میک اپ میں ہو گا۔ دوسری یہ کہ وہ وہاں ہر طرح سے چوکنا ہو گا۔ وہ اپنے سائے سے بھی ہوشیار رہنے والا آدمی ہے اور یہاں

کا ناجائز فائدہ میری طرف بھیج دیتے ہیں۔..... عمران نے کہا۔
 ”پھر آپ کو کیا اعتراض ہے۔ فائدہ آپ کو ہی مل رہا ہے۔۔۔۔۔
 بلیک زیرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ یہی سمجھا تھا کہ عمران حسب
 عادت مذاق کر رہا ہے۔

”تم اسے مذاق بھر رہے ہو بلکہ میں اب سمجھدے ہو رہا ہوں کہ
 تمام بابوں کو اب ان کی سیلوں سے فارغ کر دینا چاہئے۔ جیسے
 سرسلطان نجاتے کب کے ریاضت ہو پکے ہوتے لیکن ملکی مقادات کی
 وجہ سے انہیں ملازمت میں توسعہ دی جا رہی ہے۔ چلو ایک بار تو
 یہ برداشت ہو سکتا ہے لیکن مسلسل توسعہ تو زیادتی ہے۔ یہ بھی گے
 تو ان کی جگہ دوسرے اور دوسروں کی جگہ تیسرے اور تیسروں کی جگہ
 چوتھے، نجاتے یہ سلسلہ کہاں تک جاتا ہے لیکن اس دوسرے کے
 سامنے بزرگ بابے دیوار بن کر موجود ہیں۔..... عمران کے لئے
 میں سمجھدی کے ساتھ ساتھ ختنی بھی تھی۔

”ایسی صورت میں تو سر عبدالرحمٰن کو بھی ریاضت ہونا پڑے گا۔۔۔۔۔
 بلیک زیرہ نے کہا۔

”ان کی ریاضت سے اماں بی کو بے حد خوشی ہو گی اور میری
 خوشی اماں بی کی خوشی میں ہے۔ البتہ ایک مسئلہ بن جائے گا اور
 باں۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اس لئے نمیک ہے بابے ہی بیٹھے
 رہیں۔..... عمران نے بات کرتے کرتے اچاک پلا کھاتے ہوئے
 کہا تو بلیک زیرہ کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت ابھر آئی۔

عمران داشت منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرہ
 احران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”جنہو۔۔۔۔۔ رسمی جملوں کی ادائیگی کے بعد عمران نے کہا اور وہ
 خود بھی اپنے لئے مخصوص کرنی پر بیٹھ گیا۔

”آپ کچھ سمجھیدہ دکھائی دے رہے ہیں۔ کوئی خاص بات۔۔۔۔۔
 بلیک زیرہ نے کرکی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میں سوچ رہا ہوں کہ سرسلطان کو اب ریاضت کر دینا چاہئے۔۔۔۔۔

عمران نے کہا تو بلیک زیرہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چھرے
 شدید حیرت کے نثارات ابھر آئے۔

”کیوں۔ کیا سرسلطان سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ بلیک زیرہ
 نے کہا۔

”اب لوگ ان سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور سرسلطان ا

”اچاک کیا ہو گیا ہے کہ آپ نے اپنا فیصلہ تبدیل کر دیا۔“

بلیک زیر و نے جھٹ بھرے لبجے میں کہا۔
”میرے فیصلے بدلتے کی وجہ سے پر فیاض ہے۔ ڈینی کے رنائز ہوتے ہی وہ ڈینی کی جگہ ڈائریکٹر جزل بن جائے گا اور پھر سنرل انٹلی جنس یورو کا وہی خشن ہو گا جو ایسے ہی دوسراً اداروں کا ہو رہا ہے کہ ہر کام پر رشوت لینا یہ لوگ اپنا حق سمجھتے ہیں اس لئے ٹھیک ہے۔ اماں بی چاہے خوش ہوں یا نہ ہوں ڈینی کو بھر جال تو سعی ملتی ڈھنی چاہئے۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیر و بے اختیار پس پڑا۔

”اچھا اب آپ بتا دیجئے کہ سرسلطان نے کون سا ناجائز فائدہ آپ کو دیا ہے جس پر آپ اس قدر ناراض ہو رہے ہیں کہ انہیں رینائز کرنے پر تسلی گئے ہیں۔“ بلیک زیر و نے کہا تو عمران نے اسے سرسلطان کی کال آنے سے لے کر ان کے آفس میں ان سے اور رفاقتی صاحب سے ہونے والی پات چیت بھی بتا دی۔

”لیکن عمران صاحب۔ اس گروہ کو ان تختیوں کو چرانے سے کیا فائدہ ہو گا۔ تختیوں پر موجود تحریروں کے فوٹوگراف میوزیم والے خود فردخت کرتے ہیں پھر اب تو انٹریست پر بھی یہ تختیاں اپنی تحریروں سیست موجود ہیں۔ چلو مصری حکومت تو چاہتی ہے کہ یہ تاریخی تختیاں واپس میوزیم میں آ جائیں لیکن مجرموں کو اس کا کیا فائدہ ہو گا۔“ بلیک زیر و نے کہا۔

”ان تختیوں میں ایک قدیم دور کے پروہت کے بارے میں ذکر ہے جس کا نام آرس تھا۔ وہ شیطان صفت پروہت تھا جس کے قبضے میں شیطانی طاقتیں تھیں اور وہ ان شیطانی طاقتیوں کی مدد سے دراصل پورے مصر تو کیا براعظم افریقہ پر حکومت کرتا تھا۔ نام باہدھا ہوں کا تھا لیکن اصل حکومت اس پروہت کی تھی۔ اس کا مقبرہ آج تک نہیں مل سکا جبکہ مصر کے ماہرین آثار قدیمہ کا خیال ہے کہ تو تختیاں پڑھنی نہیں جاسکیں ان میں آرس پروہت کے مقبرے کی تفصیل موجود ہے۔ مجرموں نے اس لئے بھی یہ تختیاں اڑائی ہیں تاکہ وہ اپنے ماہرین سے انہیں پڑھو سکیں۔ فوٹوگراف یا انٹریست پر ان تختیوں کی تحریر تو سامنے آ جاتی ہے لیکن قدیم مصری زبانیں اس قدر نازک ہوتی تھیں کہ معنوی سی لکیر سے معافی بدل جاتے ہیں اور فوٹوگراف پر کوئی لکیر یا نظر آ سکتا ہے جبکہ اصل تختیوں کو اس قدر گہرا کھود کر لکھا گیا ہے کہ اس میں غلطی نہیں ہو سکتی۔“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اس آرس کے مقبرے میں ایسی کیا بات ہے جو اس کے لئے گروہ کام کر رہے ہیں حالانکہ یہ کام تو ماہرین آثار قدیمہ کا ہے۔“ بلیک زیر و نے کہا۔

”اس دور میں رواج تھا کہ مرنے والے کی ملکیت میں جو سونا اور جواہرات ہوتے تھے وہ اس کے ساتھ ہی قبر میں رکھ دیئے جاتے تھے۔ جو مقبرے یا اہرام نریں کر لئے گئے ان میں موجود

کرتے ہیں۔۔۔ بلیک زیر و نے بات کرتے کرتے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”کیا۔۔۔ عمران نے چوتھے ہوئے پوچھا۔

”آپ یہ کام کریں میں آپ کو ذاتی فتنہ سے بڑا چیک دے دوں گا تاکہ سرسلطان کے حکم کی قیل ہو سکے۔۔۔ بلیک زیر و نے کہا۔

”بڑا چیک۔ واقعی۔ کیا قارون کا خزانہ ہاتھ گلگیا ہے تمہارے۔۔۔

عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”جس پینک میں میرا کاؤنٹ ہے اس کا چیک باقی پینگوں کے چیکوں سے بڑا ہوتا ہے۔ مطلب ہے سائز میں بڑا۔ مالیت میں بڑا نہیں۔۔۔ بلیک زیر و نے کہا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار کلکھلا کر پس پڑا۔

”تمہیں چیک دینے کی ضرورت نہیں اور اس کے باوجود اگر دینا چاہو تو سلیمان کے ذریعے رفاقتی ادارے میں بھجو دینا۔ اس نے باقاعدہ رسید کب چھپوا رکھی ہے۔ آغا سلیمان پاشا رفاقتی ادارہ۔۔۔

عمران نے کہا تو بلیک زیر و بے اختیار پس پڑا۔

”تو آپ اس پر کام کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے ہیں۔ آپ اکیلے جائیں گے یا نہیں کوئی ساتھ لے جائیں گے۔۔۔ بلیک زیر و نے چونک کر پوچھا۔

”تمہاری بات کا جواب دینے میں ایک بڑی مشکل ہے۔۔۔

جوہرات اور اہم چیزیں حکومت مصر کی تحويل میں چلی گئیں لیکن آرس پروہت کا مقبرہ چونکہ آج تک دریافت نہیں ہو سکا اس لئے سب کا خیال ہے کہ آرس کا مقبرہ سونے اور جوہرات سے بھرا ہوا ہو گا۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیر و نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔ ”آپ کی خدمات کیوں حاصل کی جا رہی ہیں۔ آپ کیا کریں گے۔۔۔ بلیک زیر و نے پوچھا۔

”اسی لئے تو کہہ رہا تھا کہ سرسلطان کو اب ریٹائر ہو جانا چاہئے لیکن وہ سوپر فیاض دیوار بن گیا۔ سرسلطان کو حکومت مصر نے کہا اور ان کا ڈپنی سیکڑی خود پل کر سرسلطان کے گھر آگئی اور لازماً اس کام کو کرانے میں ایسے معاہدوں کی بھی آفر کی گئی ہو گی جن سے پاکیشیا کو فائدہ ہو گا اور سرسلطان تو اب جی ہی رہے ہیں پاکیشیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے چاہے اس میں مجھ بھیسا مفلس و فلاش کیوں نہ رگڑا جائے۔ چنانچہ نادر شاہی حکم دیا گیا اور ساتھ ہی جمال پاشا نے ایک خط میرے نام بھیج دیا۔ اب بتاؤ میں کیا کروں۔ نہ سرسلطان کو انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی جمال پاشا جیسے صاحب علم کو انکار کر سکتا ہوں اور یہ کام ایسا ہے کہ وہ چھوٹا سا چیک بھی نہیں ملتا۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیر و بے اختیار پس پڑا۔

”تو یہ تھی اصل وجہ کہ آپ کو چونکہ چیک نہیں ملتا اس لئے آپ سرسلطان کو ہی سیٹ سے ہٹانا چاہتے تھے۔ چلو ایک اور کام

عمران نے کہا۔
”کون سی مشکل“..... بلیک زیرو نے چوک کر پوچھا۔

”اگر میں کہوں کہ شیم کو ساتھ لے جاؤں گا تو تم فوراً اعتراض کر دو گے کہ یہ سیکرٹ سروس کا مشن ہی نہیں ہے اور اگر میں کہوں کہ میں اکیلا جاؤں گا تو تم نے فوراً اپنے آپ کو آفر کر دینا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ میں کیا جواب دوں“..... عمران نے کہا۔
”میں نے پوچھا بھی اسی لئے تھا۔ آپ کو مجھے ساتھ لے جانے میں کیا اعتراض ہے“..... بلیک زیرو نے سبیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”تمہارے والد ڈاکٹر صدیقی مرحوم کو دیا ہوا حلف یاد آ جاتا ہے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔
”آپ نے ڈیڑی کو حلف دیا تھا۔ کس بات کا“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لجھ میں کہا۔
”کہ میں ان کے اکتوتے میٹے کا خیال رکھوں گا۔ اسے کوئی تکلیف نہ ہونے دوں گا“..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار پڑا۔

”وہ مجھے خود کہتے تھے کہ بیٹا رف ایڈٹ لف زندگی گزارا کرو۔ اس میں بہت فائدے ہیں اور آپ نے مجھے اس داش مزبل اور اس کر کے تک بھی محمود کر دیا ہے“..... بلیک زیرو نے مکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تاتاریوں کی طرح تم بھی گھوڑے کی پیٹھ پر پینٹھ کر دینا کے دو تین چکر لگا ڈالو۔ دنوں ہی کام ہو جائیں گے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر فس پڑا۔
”جلیں آپ مجھے ساتھ نہ لے جائیں لیکن تائیں تو سہی کہ آپ اکیلے جا رہے ہیں یا شیم کے ساتھ“..... بلیک زیرو نے شاید بات کا رغبہ دلتے کے لئے کہا۔
”ذمکارا جا رہا ہوں نہ یعنی شیم کے ساتھ جا رہا ہوں۔ نائیگر کو ساتھ لے جا رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔
”نائیگر کیا کرے گا وہاں“..... بلیک زیرو نے قدرے حیرت بھرے لجھ میں کہا۔
”ساری زندگی جنگلوں میں گزاری ہے اب صحراء بھی دیکھ لے گا کہ کیسا ہوتا ہے“..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار پس پڑا۔
”میرا خیال تھا کہ آپ جوزف کو ساتھ لے جائیں گے کیونکہ مصر میں صحراء ہی سکی، ہے تو وہ براعظم افریقہ میں۔ پھر جوزف جس انداز میں کام کرتا ہے ویسے کوئی بھی نہیں کر سکتا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس کے اور جوانا کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ وہ ہمارا اشتہار بن جاتے ہیں۔ جنگل کی حد تک تو کام چل جاتا ہے اور انکر بیبا میں جوانا جیسے کافی ہوتے ہیں لیکن مصر جیسے علاقے میں وہ دلوں نہایاں

”تمہارا مطلب ہے کہ وہ عام چوروں کا گروہ نہیں ہے بلکہ باقاعدہ تربیت یافتہ مجرم گروپ ہے..... عمران نے کہا۔ ”عام مجرم اتنی بڑی بڑی وارداتیں کیا کرتے کہ حکومت ان کا نوش لینا شروع کر دیں۔ یہ لازماً کوئی تربیت یافتہ مقلم گروپ ہوگا۔..... بلکہ زید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گند۔ تم نے اچھا کیا کہ یہ بات کر دی۔ میرے ذہن میں بھی تھا کہ عام سے مجرم ہوں گے، چور ہوں گے اور حکومت صرف تاریخی ورثت کی وجہ سے پریشان ہو رہی ہے۔ تمہاری بات درست ہے۔ اب مجھے اس انداز میں سوچنا پڑے گا۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے میل فون کالا اور اسے آن کر کے اس نے نمبر پر لیں کر دیئے۔ چند لمحوں بعد سکرین پر نائیگر کا نام ڈپٹے ہوتا شروع ہو گیا تو عمران نے رابطے کا بٹن پر لیں کر دیا۔

”یہیں پاس۔ میں نائیگر بول رہا ہوں۔..... رابطہ ہوتے ہی نائیگر کی مدد باند آواز سنائی وی۔

”تیار ہو جاؤ۔ ایک منٹ کے سلسلے میں تم نے میرے ساتھ صدر جاتا ہے۔ وہاں کے لئے کوئی ٹپ حاصل کر لیتا۔..... عمران نے کہا۔

”باس۔ من کے سلسلے میں کوئی اشارہ کر دیں تو میں اس کو ذہن میں رکھ کر ٹپ حاصل کروں۔..... نائیگر نے کہا تو عمران نے

طور پر شاخت کر لئے جاتے ہیں۔..... عمران نے کہا۔ ”تواب آپ جا کر اس گروہ کا سراغ لگائیں گے جس نے یہ تختیاں اور ہیرا اڑایا ہے۔..... بلکہ زید نے کہا۔ ”ہاں تو اور کیا کروں گا۔..... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ آپ کا باقاعدہ وہاں استقبال کیا جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ ایک پورٹ پر ہی میڈیا پارا جا موجود ہو۔..... بلکہ زید نے کہا تو اس پار عمران چونکہ پڑا۔

”میں سوئزر لینڈ نہیں جا رہا بارات لے کر کہ میرا میڈیا پابجے سے استقبال ہو اور تنویر ہاں ہوائی فائر گگ کر کے اپنے دل کی بھروسہ کالا لے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تھویر ہوائی فائر گگ کا کاکل ہی نہیں رہا۔ بہر حال میرا مطلب دوسرا تھا کہ جس گروہ کو آپ ٹریں کرنے جا رہے ہیں وہ اسلحہ اخلاعے ایک پورٹ پر شاید آپ کا استقبال کرئے۔..... بلکہ زید نے کہا۔

”اوہ۔ یہ اندازہ تم نے کیسے لگایا۔..... عمران نے اس پار مسجدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”رقائی نے وہاں جا کر حکومت کو پورٹ دی ہو گی اور ایسے گروہ بہر حال ہر وقت پوچن کا رہجے ہیں۔ انہیں اطلاع مل گئی ہو گی کہ آپ ان کے خلاف کام کرنے مصراً رہے ہیں۔..... بلکہ زید نے کہا۔

مصر کے دارالحکومت قاہرہ کی ایک سڑک پر سفید رنگ کی سپورٹس کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گو سڑک پر ٹریک کا کافی رش تھا لیکن کار سب کاروں کو کافی ہوئی اس طرح بڑھ رہی تھی کہ جیسے کسی میں الاقوای کار ریس میں شامل ہو۔ ڈرائیور یہ سب سے پہلے ایک نوجوان اور خاصی خوبصورت لڑکی جیز کی پیٹھ اور سیاہ لیدر کی جیکٹ پہنچنے ہوئے پیشی تھی۔ اس کی آنکھوں پر سرخ رنگ کے شیشوں والی گاگل تھی۔ جیکٹ کے نیچے اس نے گھبرے سرخ رنگ کی شرت پہنچی ہوئی تھی۔ اس لڑکی کے لفظ و نثار قدیم مصری شہزادیوں سے ملتے جلتے تھے۔ اس کا نام پرنسز سدرہ تھا کیونکہ اس کا تعلق مصر کے ایک قدیم شاہی خاندان سے تھا۔ وہ مصر کی سیکرت ایجنسی کی بڑی فعال رکن تھی۔ اس کا اپنا سیکشن تھا۔ اس نے خود بھی ایکریسا اور گریٹ لینڈ سے مارشل آرٹ اور

اے منظر طور پر مصر کی قدیم تختیوں اور ہیرے کی چوری کے بارے میں تا دیا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں تیار ہوں گا اور ٹپ بھی حاصل کر لوں گا۔“..... نائیگر نے کہا۔

”میں تمہیں کال کر لوں گا۔ اوکے۔“..... عمران نے کہا اور فون آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔ پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور راتا ہاؤس فون کر کے اس نے جوزف کو بتایا کہ وہ نائیگر کے ساتھ مصر جا رہا ہے۔ ضرورت پڑی تو وہ اسے اور جوانا کو بھی کال کر سکتا ہے اور پھر رسیور رکھ کر اٹھ کرٹھا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زیو بھی کھڑا ہو گیا اور عمران اسے اللہ حافظ کہتا ہوا ہڑک بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

نشانہ بازی کی باقاعدہ تربیت لی ہوئی تھی اور اس کے سیکشن میں چھ مرد اور چار عورتیں تھیں اور ان سب کو بھی اس نے گردہ لینڈ سے باقاعدہ تربیت دلائی ہوئی تھی۔ مصر میں اس کا کام زیادہ تر تاریخی آثار کی چوریاں یا راہکاری میں موجود اہراموں سے کی جانے والی چوریوں کو روکنا اور مجرموں کو گرفتار کرنا تھا۔ گواں سے یہاں کام کرتے ہوئے ابھی پانچ چھ سال ہوئے تھے لیکن اس نے اس دوران خاصے بڑے بڑے کام کر کے نام پیدا کر لیا تھا۔

اس کا باس سیکٹ ایجنسی کا چیف اعظم سالار اس کی کارکردگی سے بے حد خوش تھا۔ اس وقت بھی وہ اعظم سالار کی کالی پار ایجنسی کے ہیڈکوارٹر جا رہی تھی جو ایک رہائش کاalonی میں بنایا گیا تھا۔ یہاں ظاہر کسی بڑے سرکاری ادارے کا بورڈ لگا ہوا تھا لیکن دراصل یہ اس سیکٹ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر تھا اور اعظم سالار اس ہیڈکوارٹر میں بیٹھتا تھا۔ پنسز سدرہ کچھ دیر بعد ہیڈکوارٹر کے گیٹ پر پہنچ گئی۔

ہارون دیتے ہی ایک سلیٹ نوجوان چھوٹا پچھاٹ کھول کر باہر آ گیا۔ اس نے پنسز سدرہ کو سلام کیا اور تیری سے واہیں مڑ گیا۔ ہذا پچھاٹ کھلتے ہی پنسز سدرہ نے کار آگے بڑھائی اور پھر ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ کی طرف لے گئی۔ یہاں ایک سفید رنگ کی جدید ماڈل کی کار پہلے سے موجود تھی۔ یہ اعظم سالار کی کار تھی۔ اس کار کی یہاں موجودگی کا مطلب تھا کہ اعظم سالار آفس میں موجود ہے۔ ہیڈکوارٹر میں زیادہ افراد نہیں تھے۔ ایک فون سیکرٹری تھا۔ چار

ستخ گارڈ تھے اور ایک بچن بوابے تھا جو ضرورت پڑنے پر کھانا بھی بیان لیتا تھا ورنہ اس کی ذیولیتی ہاتھ کافی بنا کر اعظم سالار یا مہماںوں کو پیش کرنا تھی۔ اعظم سالار خود بھی ہاتھ کافی پیسے کا بے حد شوقیں تھا اس لئے بچن بوابے کو کافی بناۓ سے کم ہی فرصلہ ملتی تھی۔ پنسز سدرہ نے کار روکی اور پھر پنج اتر کروہ تیز تیز قدم اخالتی آفس کی طرف بڑھ گئی۔ آفس کا دروازہ بند تھا۔ اس نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی اور پھر اسے دھکل کر کھوکھا اور اندر داخل ہو گئی۔ ادھیزر عمر اعظم سالار سوت پسے ریوالونگ چیزر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی۔ سائینڈ پر تین رنگوں کے فون موجود تھے۔ پنسز سدرہ کے اندر داخل ہونے پر اس کے چہرے پر بھلی سی مسکراہٹ امپھر آئی۔

”میٹھو پرنسز سدرہ“..... ادھیزر عمر نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تھیکنگس پاس“..... پنسز سدرہ نے میز کی دوسری طرف موجود کریں پر نیچتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔

”قدیم تاریخی تختیاں چوری کرنے والے گروہ کے خلاف کہاں تک کام پہنچا ہے“..... باس نے اس پار خاۓ سنجیدہ لجھ میں کہا۔ ”کام تو ہورہا ہے باس لیکن ابھی تک کوئی ٹھوس کلیو سامنے نہیں آ کا“..... پنسز سدرہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ حکومت اس ملٹی میں کس قدر بے چین

کہا۔

”علی عمران کا نام تو میں نے بھی سنا ہوا ہے لیکن ان صاحب سے تفصیلی تعارف نہیں ہے“..... پرنسز سدرہ نے کہا۔

”جب وہ یہاں آئے گا تو تمہارا اس سے تفصیلی تعارف ہو جائے گا کیونکہ تم نے اس کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے“..... باس نے کہا تو پرنسز سدرہ بے اختیار چوک پڑی۔

”میں نے اس کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے یا اس نے میرے ساتھ مل کر کام کرنا ہے باس۔ میں یکشیخ چیف ہوں اور وہ آپ کے مطابق ایک فری لافر ایجٹ ہے“..... پرنسز سدرہ نے قدرے ناراض سے لبھ میں کہا۔

”پرنسز سدرہ۔ تم چونکہ اس کو نہیں جانتی اس لئے ایسا کہہ رہی ہو ورنہ اس کے ساتھ کام کرنے کی حرست تو پر پادرز کے ناپ ایجنٹوں کے دلوں میں بھی موجود ہے۔ یہ اس وقت دنیا کا خطرناک ترین ایجٹ سمجھا جاتا ہے۔ تمام پر پادرز اسرائیل سمیت اس سے خوف کھاتی ہیں“..... باس نے کہا۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس۔ کیا آپ اس سے ملتے ہوئے ہیں“..... پرنسز سدرہ نے کہا۔

”میں نے جب ایک ریڈیا کی ایک سرکاری ایجنٹی میں کام کیا تھا تو مجھے ایک مشن پر اس کے ساتھ کام کرنے کا تجوہ ہوا تھا۔ اس نے واقعی حیرت انگیز انداز میں کام کر کے مشن کو کامیاب کر لیا

ہے۔ آثار قدیمہ مصر کے لئے روح کا درجہ رکھتے ہیں“..... باس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

”میں باس۔ لیکن اس گروہ نے واردات ہی اس انداز میں کی ہے کہ ابھی تک معمولی سامان بھی کلیو سامنے نہیں آ کا لیکن میرا یکشن مسلسل کام کر رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہم جلد ہی انہیں پکولیں گے“..... پرنسز سدرہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”حکومت نے اس سلسلے میں پاکیشا کی حکومت سے باقاتude درخواست کی ہے کہ وہ ان تختیوں اور تاریخی ہیرے کی واپسی کے لئے پاکیشا یکثر سروں کو حرکت میں لائے اور اس سلسلے میں ڈپنی یکڑی یوسف رفاقتی بذات خود پاکیشا مجھے لیکن پاکیشا یکثر سروں کے انقلابی باس یکڑی وزارت خارجہ سلطان نے جواب دے دیا ہے کیونکہ ان کے مطابق پاکیشا یکثر سروں کا چیف صرف اس معاملے میں پاکیشا یکثر سروں کو حرکت میں لاتا ہے جب پاکیشا کی سلامتی یا مفاداٹ کو خطرہ لائی ہو۔ البتہ سلطان نے پاکیشا یکثر سروں کے لئے کام کرنے والے فری لافر ایجٹ علی عمران کو کال کیا اور جتاب جمال پاشا نے بھی عمران کے نام خط دیا تھا۔ اس خط میں بھی جتاب جمال پاشا نے عمران سے درخواست کی تھی کہ وہ لازماً ان تاریخی تختیوں کی واپسی کے لئے کام کرے۔ چنانچہ اس عمران نے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ جلد مصر پہنچ کر اس پر کام شروع کر دے گا“..... باس نے مسلسل بولتے ہوئے

”لیں سر۔ ہم اس پر کام کر رہے ہیں“..... عظم سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”حکومت کی خصوصی درخواست پر اس مشن پر کام کرنے کے لئے پاکیشیا کے ایک اجٹ علی عمران تشریف لائے ہیں۔ وہ اس وقت میرے آفس میں موجود ہیں۔ آپ اس فائل کی ایک کاپی میرے آفس بھجو دیں تاکہ یہ فائل ان کے حوالے کی جاسکے۔“ ذپی میکرڑی نے کہا۔

”میں ذاتی طور پر عمران صاحب سے واقف ہوں۔ ہم ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لئے یاد ہیں۔ میری اینجنسی کی پر اجٹ پرنز سدرہ اس فائل پر کام کر رہی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اور پرنز سدرہ آپ کے آفس آ کر علی عمران صاحب سے ملاقات کر لیں تاکہ آئندہ کالائچی مل مل کر تیار کیا جاسکے۔“ سالار نے کہا۔

”میں ان سے بات کر کے پھر آپ کو فون کرتا ہوں“..... ذپی میکرڑی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابط ٹھم ہو گیا تو سالار نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”رفاقی صاحب تو اس انداز میں بات کر رہے تھے جیسے وہ اس کیس میں ہمیں شامل ہی نہ کرنا چاہتے ہوں“..... پرنز سدرہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے ان کا اعتماد عمران پر ہو گا لیکن مجھے یقین ہے کہ

اور میں منہ بیکتا رہ گیا لیکن اس کا دل اتنا بڑا ہے کہ اس نے مجھے منہ لٹکائے دیکھ کر تمام کریمیت میرے کھاتے میں ڈال دیا اور اقوامِ متحده نے مجھے باقاعدہ بہترین کارکردگی کا ساری ترقیات جاری کر دیا حالانکہ میں نے واقعی کچھ نہیں کیا تھا۔ میں تو ابھی مشن پر کام کرنے کا طریقہ سوچ رہا تھا کہ عمران نے مشن کمل بھی کر لیا۔ میں تو اس کا بیشہ ممنون رہوں گا۔ اس کی وجہ سے میری بے حد پنیرائی ہوئی تھی“..... باس نے کہا تو پرنز سدرہ کے چہرے پر حرمت کے تاثرات بڑھتے چلے گئے۔

”لیکن باس۔ میں نے تو سنا ہے کہ وہ انتہائی غیر منجدہ اور محظہ سا آدمی ہے“..... پرنز سدرہ نے کہا۔

”ہاں۔ بظاہر وہ ایسا ہی ہے لیکن دراصل وہ بے حد ذہین اور معاملہ فہم آدمی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ وہ یہاں آ رہا ہے تو اس کے ساتھ کام کر کے تم بہت کچھ یکھے سکو گی اور یہ تجربہ بیشہ تمہارے کام آئے گا“..... باس نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ پرنز سدرہ کوئی جواب دیتی فون کی تھیں نہیں تو باس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ سالار بول رہا ہوں“..... باس نے کہا۔

”رفاقی بول رہا ہوں۔ آپ کے پاس ہیرے اور تختیوں کی چوری کی تفصیلی رپورٹ موجود ہو گی“..... دوسری طرف سے ذپی میکرڑی کی آواز سنائی دی۔

عمران کو جب ہمارے بارے میں علم ہو گا تو وہ ہمارے ساتھ مل کر کام کرنے کے لئے ہاں کر دے گا۔..... عظیم سالار نے جواب دیا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی تھنٹی ایک بار پھر بڑی تھی تو عظیم سالار نے صرف رسیور اخایا بلکہ لاڈوڈر کا بین بھی پرس کر دیا۔

”رفاقی بول رہا ہوں“..... ذپیٹی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”لیں سر۔ عظیم سالار بول رہا ہوں“..... عظیم سالار نے قدرے مودبانت لجھے میں کہا۔

”عمران صاحب بذات خود آپ کے پاس آ رہے ہیں۔ میرا ذرا سیور انہیں میری گاڑی پر وہاں لے جانے کے لئے ہیاں سے نکل چکا ہے۔ آپ پلیز ان سے ایسکی کوئی بات نہ کریں جس سے وہ ناراض ہو کر واپس چلے جائیں۔ ہمیں یہ ہیرا اور تھنٹیاں ہر صورت میں واپس چاہئیں“..... رفاقی نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جتاب۔ ہم عمران صاحب سے مکمل اور بھرپور تعاون کریں گے“..... عظیم سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پنسز سدرہ کو بھی پلیز سمجھا دیں۔ وہ جلدی ناراض ہو جاتی ہیں“..... دوسرا طرف سے رفاقی نے کہا تو پنسز سدرہ بے اختیار مکردا ہی۔

”آپ قلعی بے فکر رہیں جتاب۔ پنسز سدرہ سے میری پہلے ہی بات ہو چکی ہے۔ وہ بھی عمران صاحب سے بھرپور تعاون کرے

گی۔ اس کیس پر چونکہ پرنسز سدرہ ہی کام کر رہی ہے اس لئے وہ انہیں بریف کرے گی اور ان کے ساتھ کام بھی کرے گی۔“..... عظیم سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے“..... دوسرا طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عظیم سالار نے رسیور رکھ کر انہر کام کا رسیور اخایا اور یکے بعد دیگرے دو ہمیں پرنس کر دیئے۔ ”لیں باس“..... دوسرا طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”رفاقی صاحب کی سرکاری گاڑی میں ان کا سرکاری ڈرائیور ایک مہمان کو ہیاں لے کر آ رہا ہے۔ انہیں آپ نے میرے آفس تک پہنچانا ہے“..... عظیم سالار نے کہا۔

”لیں سر“..... دوسرا طرف سے کہا گیا اور عظیم سالار نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد آفس کے دروازے پر دستک ہوئی اور اس کے ساتھ ہی دروازے کو دھیل کر کھول دیا گیا تو عظیم سالار اور پرنسز سدرہ کی نظریں دروازے پر جمی گئیں۔ دروازے سے ایک نوجوان اندر داخل ہوا جس کے چہرے پر ایسی معمصیت موجود تھی جیسے وہ ابھی تک ایسا چہہ ہو جسے دنیا کی ہوا تک نہ گی ہو۔ اس نے پینٹ اور لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ جسمانی لحاظ سے وہ خاصاً مضبوط نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔ ”السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ“..... آنے والے نے بڑے

خشوع و خضوع سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

”ولیکم السلام عمران صاحب۔ آپ مجھے تو بیچان گئے ہوں گے۔ میرا نام اعظم سالار ہے اور یہ میری ایجنسی کی پر الجست پرنز سدرہ ہے۔ جس کیس پر کام کرنے کے لئے آپ پائیشیا سے قاہرہ تشریف لائے ہیں اس پر پرنز سدرہ ہی کام کر رہی ہے۔“ اعظم سالار نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”صرف سالار نہیں سالار اعظم۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ سے ملاقات میرے لئے واقعی سمرت کا باعث ہے۔“..... عمران نے بڑے رجوش انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”حصینکس۔ مجھے بھی آپ سے ملاقات کر کے بے حد سمرت ہوئی ہے۔“..... سالار اعظم نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی اعظم سالار نے عمران کا ہاتھ چھوڑا تو پرنز سدرہ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھادیا۔

”سوری۔ ہم خواتین سے مصافحہ نہیں کیا کرتے بلکہ ان کا احترام آداب سے کرتے ہیں۔“..... عمران نے پرنز سدرہ کا بڑھا ہوا ہاتھ نظر انداز کر کے میئے پر ہاتھ رکھ کر سر جھکاتے ہوئے کہا تو پرنز سدرہ نے ایک جھکٹے سے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

”شش۔ شش۔ ششکریہ۔“..... پرنز سدرہ نے رک کر کہا اور پھر تیزی سے مز کر اپنی کری پر اس طرح بینچ گئی جیسے عمران کو بتا رہی ہو کہ اسے بھی اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ عمران، پرنز سدرہ

کار عمل دیکھ کر مسکرا دیا اور پھر سایہ پر موجود کری پر بینچ گیا۔
”عمران صاحب۔ آپ کیا پینڈ کریں گے۔“..... اعظم سالار نے اپنی کری پر بینچتے ہوئے کہا۔
”جو پرنز سدرہ میرے لئے پینڈ کریں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”م۔ میں۔ کیا مطلب۔ آپ اپنی پینڈ بتائیں۔ یہ کیا بات ہوئی۔“..... پرنز سدرہ نے کہا۔ وہ عمران کی اس بات پر واقعی یوکھلا گئی تھی کیونکہ اس کے ذہن کے مطابق عمران کا یہ فقرہ خواتین کے لئے اپنے اندر کچھ اور مخفی رکھتا تھا اور اس کے مطابق عمران نے یہ فقرہ کہہ کر یہ پیغام دیا ہے کہ وہ اس میں وچکی لے رہا ہے اور اس کے اس قدر قریب آتا چاہتا ہے کہ اس کی پینڈ کا مشروب پینا چاہتا ہے اس لئے وہ واقعی یوکھلا گئی تھی۔

”عمران صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ مشروب میں اپنے جوس پینڈ کرتے تھے۔ میں ابھی منگولیتا ہوں۔“..... اعظم سالار نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے کسی سے تین گلاں اپنے جوس لانے کا حکم دیا اور رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال تھا کہ آپ ہمیں رفاقتی صاحب کے آفس میں کال کریں گے لیکن آپ کی مہربانی کہ آپ ازخود بیباں چلے آئے۔“..... اعظم سالار نے کہا۔
”تمہارا مطلب ہے کہ میں اس کیس پر کام کرنے کی بجائے

اس نے آپ مردوں کی طرح سرے سے بولتی ہی نہیں ہیں اور میں زیادہ بولتا ہوں۔..... عمران نے بڑے مضمون سے لمحے میں کہا تو اس پار اعظم سالار کے ساتھ ساتھ پرنز سدرہ بھی بے اختیار گلکھلا کر نفس پڑی۔

”سالار۔ یہ بتاؤ کہ خوبصورت عورتیں ہنستے ہوئے مزید خوبصورت کیوں لگنے لگ جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوبصورت بناتے وقت ضرور ہنسایا ہو گا۔“..... عمران نے کہا۔

”آپ مجھے بار بار خوبصورت کہہ رہے ہیں۔ کیا میں آپ کو پسند آ گئی ہوں۔..... پرنز سدرہ نے بڑے بے باک سے لمحے میں کہا تو عمران کے چہرے کے تاثرات یکخت بدلت گئے۔

”اصل میں آپ کا نام بے حد خوبصورت ہے۔ سدرہ۔ واد۔ کیا خوبصورت نام ہے اور پھل بھی خوبصورت ہے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پھل۔ کیا مطلب عمران صاحب۔ کس پھل کی بات کر رہے ہیں آپ۔..... اعظم سالار نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ پرنز سدرہ بھی حیرت بھری نظرؤں سے عمران کو دیکھنے لگی۔

”سدہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے یہری کا درخت اور یہری کائی نے دار تو ضرور ہوتی ہے لیکن یہر بھر حال میرا پسندیدہ پھل ہے۔..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سدرہ کا ایک بار پھر منہ بن گیا۔ شاید اسے آج تک اپنے نام کے

والپس پا کیشنا چلا جاؤں۔..... عمران نے کہا تو اعظم سالار کے ساتھ ساتھ پرنز سدرہ کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ ”یہ کیسے آپ نے سوچ لیا۔ میں تو آپ کے آنے سے پہلے پرنز سدرہ سے میں بات کر رہا تھا کہ ہمارے لئے آپ کے ساتھ کام کرنا ایک اعزاز ہے۔“..... سالار نے کہا۔

”اگر تم اتنی تکلف سے بھر پور باتیں کرو گے مجھے کسی اپنی سے کی جاتی ہیں تو مجھے واپس پا کیشنا ہی بھاگنا پڑے گا۔ جہاں تک پرنز سدرہ کا تعلق ہے تو مجھے یہ دلکھ کر بے حد افسوس ہوا ہے کہ اس قدر خوبصورت پرنز گوگی ہے اور سننا ہے کہ جو گوگا ہوتا ہے وہ بہرہ بھی ہوتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”اڑے۔ اڑے۔ پرنز گوگی بھری نہیں ہیں۔“..... سالار نے چونک کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”ابھی تک انہوں نے صرف شکریہ کا لفظ ہی بولا ہے۔ میں سمجھا شاید یہی ایک لفظ ہی انہیں بولنا آتا ہے ورنہ خواتین ہوں اور خاموش رہیں۔..... عمران نے کہا تو اس پار پرنز سدرہ بے اختیار ہنس پڑی۔ شاید عمران نے اسے خوبصورت کہا تھا اس نے اس کا مصافحہ نہ کرنے کی وجہ سے بگڑا ہوا موز بھال ہو گیا تھا۔

”آپ خاموش ہوں گے تو میں بولوں گی۔“..... پرنز سدرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ کی اور میری زبان تبدیل ہو گئی ہے۔

مطلوب کا بھی علم نہیں تھا۔

”عمران صاحب۔ آپ اکیلے آئے ہیں یا آپ کے ساتھی بھی آپ کے ساتھ ہیں۔“..... عظیم سالار نے کہا۔

”فی الحال میرا ایک شاگرد میرے ساتھ ہے۔ اس کا نام ہے نائیگر اور وہ ہے بھی نائیگر۔ ہنر کے سوا اور کسی کے قابو میں نہیں آتا۔“..... عمران نے کہا۔

”آپ کا شاگرد جو ہوا۔“..... عظیم سالار نے بتتے ہوئے کہا اور پرنز سدرہ نے صرف سر ہلانے پر اکتفاء کیا۔

”تمہاری ایجنسی نے بیرے اور قدیم تختیوں کے ٹھنڈیں میں جو انکو اڑا کی ہے اس کی فائل تو بنائی ہو گئی۔“..... عمران نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس کیس پر پرنز سدرہ کام کر رہی ہے۔ ان کا اکیشن بینے کوارٹر علیحدہ ہے۔ اگر آپ دہاں جانا چاہیں تو وہاں فائل موجود ہے یا آپ حکم دیں تو فائل یہاں محفوظی جائے۔“..... سالار نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”مجھے فوری اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے کل جمال پاشا صاحب سے ملاقات کا وقت لیا ہوا ہے۔ انہوں نے کل دوپھر ڈیزی ہبے ملاقات کا وقت دیا ہے۔ اس سے پہلے مجھے فائل چاہئے۔“..... عمران نے کہا۔

”کیا آپ نے جمال پاشا صاحب کو اس کیس کے ملٹے میں

بریفنگ دیتی ہے۔“..... عظیم سالار نے چونک کر اور حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”نہیں۔ بلکہ ان سے تختیوں پر لکھی گئی تحریر کے بارے میں کچھ باتیں پوچھنی ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ مجھے جمال پاشا صاحب سے بے حد عقیدت ہے۔ ان سے ملاقات میرے لئے بھیشہ بے حد سرت کا باعث بنتی ہے لیکن وہ اب کافی بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اکثر پیار رہتے ہیں اس لئے ان سے ملاقات کا وقت ہی نہیں ملتا۔“..... خاموش بیٹھی ہوئی پرنز نے یکخت تجزیہ لجھے میں کہا۔

”گذ۔ آپ ضرور میرے ساتھ چلیں۔ بزرگوں سے ملاقات بھیشہ باعث رحمت ہوتی ہے۔ نھیک ہے۔ آپ فائل لے کر کل ڈیزی ہبے جمال پاشا صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچ جائیں۔ میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ فائل بعد میں دیکھ لیں گے۔“..... عمران نے کہا۔ ”اوکے۔ میں پہنچ جاؤں گی۔“..... پرنز سدرہ نے کہا تو عمران اٹھ کر ہوا اور پھر عظیم سالار اسے باہر چوڑنے لگا جبکہ پرنز سدرہ ایک طرف موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔

تما، نکلی اور اس کے ساتھ ہی سائز بجھ کی آواز سنائی دی۔

”جیپ روک لو“..... یورپی نژاد نے کہا تو ڈرائیور نے ایک جھکٹے سے جیپ روک دی۔ آنے والی سرکاری جیپ کا سائز بھی اس جیپ کے کورکے دکھ کر بند ہو گیا۔ جیپ تیزی سے چلتی ہوئی اس سیاہ رنگ کی نوپالا پہنے مشین گنوں سے مسلح افراد جب لگا کر اترے۔ ان کی تعداد تین تھی جبکہ دو کے پاس مشین گنیں تھیں اور ایک خالی ہاتھ تھا لیکن اس کے کاندھوں پر موجود شار بتا رہا تھا کہ یہ کیپشن ہے اور سینے پر موجود قباق پر عظمت لکھا ہوا تھا۔ یہ مصر کی صحرائی پولیس تھی جسے فوج کے انداز میں ٹریننگ دی گئی تھی۔ لق و دلق اور سچع و عریض صحراء میں انہوں نے خفیہ چیک پوشیں بنائی ہوئی تھیں اور انہیں وسیع اختیارات دیے گئے تھے۔ یہ جس کو بھی چاہیں چیک کر سکتے تھے اور جسے چاہیں گولی مار کر ریت میں دبا سکتے تھے جہاں نجاح نہ کرنے والوں کے لاشیں دبی رہتی تھیں۔ ان کی جگہیں صحراء میں گستاخی کرتی تھیں۔ انہیں ڈیزرت فورس یا ذی ایف کہا جاتا تھا۔ یہ جیپ بھی ذی ایف کی تھی۔

”آپ ادھر کہاں جا رہے ہیں“..... کیپشن عظمت نے آگے بڑھ کر ڈرائیور سے کہا۔

”میں آ رہا ہوں کیپشن“..... سائینڈ پر بیٹھے یورپی نژاد نے کہا اور جیپ سے نیچے اتر آیا تو کیپشن عظمت گھوم کر جیپ کی دوسری

جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی صحراء میں آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ صحراء دور دور تک پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا۔ ریت کے اوپنے نیچے نیلے ہر طرف بکھرے ہوئے تھے لیکن دور ایک اوپنے نیلے پر لہراتا ہوا جھنڈا اتنے فاصلے سے بھی نظر آ رہا تھا۔ جیپ کی ڈرائیورنگ سیٹ پر ایک مقامی آدمی تھا جبکہ سائینڈ سیٹ پر ایک یورپی نژاد اور بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹ پر دو مقامی آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں کپڑے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جیپ ریت پر بھی خاصی تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی کیونکہ یہ طاقتور انجن کی حامل جیپ خصوصی طور پر ریت پر دوڑنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اس کے نازر خصوصی ساخت کے تھے۔ اچانک جیپ میں موجود سب افراد بے اختیار چوک پڑے کیونکہ ایک نیلے کی اوٹ سے یکلفت ایک خالی رنگ کی جیپ جس کے سامنے مصر کا جھنڈا لہرا رہا

سائید پر آ گیا۔
 ”میرا نام نکسن ہے اور میرا تعلق پورپی ملک سوونیا سے ہے۔
 میں سوونیا کی بیشش یونیورسٹی میں دنیا کی قدیم تاریخ کا پروفسر ہوں
 اور یہاں صدر میں مطالعاتی دورے پر آیا ہوا ہوں۔ یہ دونوں گارڈز
 ہیں اور تیسرا ڈرامہ ہے۔ یہ تینوں مقامی ہیں اور یہاں کی وزارت
 نے انہیں میرے ساتھ مقرر کیا ہے۔ یہ میرا کارڈ ہے۔۔۔۔۔ نکسن
 نے جیب سے پس نکال کر اس میں سے ایک پلاسٹک کوٹ کیا ہوا
 کارڈ نکال کر کیپشن عظمت کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ کیپشن
 عظمت نے کارڈ کو اٹ پٹ کر خور سے دیکھا اور پھر اس نے
 جیپ کے اندر نظریں دوڑا میں۔
 ”آپ فی الوقت کہاں جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ کیپشن عظمت نے کارڈ
 واپس کرتے ہوئے کہا۔

”راہل ولی میں ایک علاقہ ہے کوئن ایریا۔ وہاں جا رہا ہوں۔
 مجھے بتایا گیا ہے کہ وہاں کوئی نیا چھوپا اہرام دریافت ہوا ہے اور اس
 اہرام سے انتہائی قیمتی چیزیں برآمد ہوئی ہیں۔ وہاں پروفسر اسٹ
 کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے دعوت دی ہے کہ میں بھی اس
 اہرام کو اندر سے دیکھ سکتا ہوں۔۔۔۔۔ نکسن نے جواب دیتے ہوئے
 کہا۔

”اوکے۔ غمیک ہے۔ آئی ایم سوری کہ آپ کا وقت ضائع ہوا۔
 آپ جائکتے ہیں۔۔۔۔۔ کیپشن عظمت نے مکراتے ہوئے کہا اور بچھے

ہٹ گیا۔

”تحمیک یو کیپشن۔۔۔۔۔ نکسن نے کارڈ کو واپس جیب میں ڈالتے
 ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر وہ جیپ کی سائید سیٹ پر اچھل کر
 بیٹھ گیا۔

”چلو ڈرامہ۔۔۔۔۔ نکسن نے ڈرامہ سے کہا تو ڈرامہ نور نے
 اثبات میں سر بلاتے ہوئے ایک جھکٹے سے جیپ آگے بڑھا دی۔
 ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گئے تھے کہ نکسن کی جیب سے نوں نوں کی
 آوازیں سنائی دیئے گئیں۔ نکسن نے جیب سے ایک جدید ساخت کا
 ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کی سکرین پر موجود فریکوئنی دیکھ کر اس نے اس
 کا بہن دبا کر اسے آن کر دیا۔
 ”بیلو۔ بیلو۔ جنگر کانگ۔ اور۔۔۔۔۔ ایک مردانہ آواز سنائی
 دی۔

لیں۔ نکسن اندھنگ یو۔ اور۔۔۔۔۔ نکسن نے نرم لبجھ میں کہا۔
 ”آپ ابھی تک نہیں پہنچ۔ پروفیسر اسٹ بار بار پوچھ رہے
 ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”میں راستے میں ہوں۔ ذی ایف نے چینگ کے لئے روک
 لیا تھا۔ اب انہوں نے کلیئر کیا ہے تو تم آ رہے ہیں۔ ہم فلیگ
 ایسا یا سے گزر رہے ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ نکسن نے جواب دیتے ہوئے
 کہا۔

”اوکے۔ اوکے۔ غمیک ہے۔ آئی ایم سوری کہ آپ کا وقت ضائع ہوا۔

کے ساتھ ہی رابطہ فتح ہو گیا تو نکس نے ٹرانسیور آف کر کے اسے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ پھر حرام میں تقریباً دو گھنٹے کے مریزہ سفر کے بعد جیپ ایک چھوٹے سے اہرام کے قریب جا کر رک گئی۔ یہ اہرام پرے اہراموں کے سامنے بچ سا وکھائی دیتا تھا۔ اہرام کے دامیں طرف باقاعدہ راستہ بنایا ہوا تھا جس کے باہر دو مسلح مقامی آدمی موجود تھے۔ جیپ رکتے ہی وہ دونوں لیکھت چوکنا ہو گئے۔ نکس جیپ سے پیچے اترنا اور وہ دونوں اس کی طرف بڑھے۔

”اجازت کا کارڈ“..... ان میں سے ایک نے قدرے سخت لیج میں کہا تو نکس نے بغیر کوئی جواب دیئے جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس مقامی مسلح آدمی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

”یہ لے جاؤ اور چیک کر کے لاو“..... اس مسلح آدمی نے دوسرے آدمی سے کہا تو وہ کارڈ لے کر مزا اور تیزی سے اہرام کے اس راستے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے قریب ہی ایک باکس زمین پر رکھا ہوا تھا جس پر سرخ رنگ کا دائرة سماں بنایا ہوا تھا۔ مسلح گارڈ نے کارڈ کو اس باکس میں ڈال دیا اور باکس کے اوپر ایک مٹ پر لیں کیا تو چند لمحوں بعد کلک کی آواز کے ساتھ ہی کارڈ باہر گیا۔ مسلح گارڈ نے کارڈ اٹھا لیا اور پھر واپس آ کر اس نے کارڈ نکس کے حوالے کر دیا۔

”صاحب اوکے ہیں“..... اس مسلح آدمی نے اپنے ساتھی سے کہا۔

”اوکے سر۔ آپ جائیں۔ البتہ آپ کی جیپ اور ساتھی باہر ہی رہیں گے“..... اس مسلح آدمی سے کہا تو نکس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اہرام کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کرائیں کر کے وہ ایک بڑے ہال میں پہنچ گیا جو اہرام کا اندر ہوتی حصہ تھا۔ وہاں نکس کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی صدیوں پرانی عمرت میں پہنچ گیا ہو اور تھا بھی ایسا ہی۔ یہ اہرام صدیوں پہلے ایک شہزادے کے مقبرے کے طور پر بنایا گیا تھا۔ وہاں چار افراد موجود تھے جو عجیب ہی مشیزی کے ذریعے اہرام کے فرش پر کام کر رہے تھے جبکہ ایک سفید بالوں والا بوڑھا آدمی ایک آرام وہ کری پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تمین مریزہ کریاں موجود تھیں جن میں سے ایک کری پر نوجوان میٹھا ہوا تھا۔ بوڑھا اور نوجوان یورپی نژاد تھے۔ نکس نے اندر داخل ہو کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کوئنے کی طرف بڑھ گیا جہاں بوڑھا اور نوجوان موجود تھے۔ نکس کے قریب پہنچنے پر وہ نوجوان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میرا نام نکس ہے“..... نکس نے قریب جا کر کہا۔

”نکس تم یہاں نہیں ہو۔ میں پروفیسر اسٹ ہوں“..... بوڑھے آدمی نے اٹھنے کی بجائے پہنچنے بیٹھنے سکراتے ہوئے کہا تو نکس سر بلاتا ہوا ساتھ پڑی غالی کری پر بیٹھ گیا۔

”پروفیسر صاحب۔ آپ کی ارجمند کال نے ہم سب کو پریشان کر دیا ہے“..... نکس نے آہستہ سے بوڑھے پروفیسر سے کہا۔

تیار کیا جاتا ہے جس کا ذکر ایک قدیم ختنی پر بھی موجود ہے۔ اس ختنی کے مطابق ریت اور چونے کی آمیزش سے ایک ایسا آمیزہ تیار کیا گیا ہے جو انہائی دیرپا اور طاقتور ہوتا ہے۔ اسے جدید دور میں علیم سلیکٹ کہا جاتا ہے۔ علیم سلیکٹ کو فوٹو ریز کراس نہیں بلکہ اسکی اس لئے فوٹو ریز کی مشین علیم سلیکٹ کے پیچے جو کچھ ہے اس کی تصویر نہیں بنائیں اور اہراموں میں یہ آمیزہ صرف فرش پر استعمال کیا گیا ہے دیواروں پر نہیں اس لئے فوٹو ریز پورے اہرام کو چیک کر سکتی ہیں سوائے فرش کے اس لئے اس مشینزی نے یہی ظاہر کرنا ہے کہ فرش میں کچھ نہیں ہے لیکن ہم نے اس نظریے کو سامنے رکھتے ہوئے ایک ایسی مشینزی ایجاد کی ہے جس کے تحت فوٹو ریز علیم سلیکٹ کے آمیزے کی موٹی تہ سے گزر کر پیچے موجود ہر چیز کو سکریں پر لے آتی ہے جس کی بعد میں سکرینگ کر کے تصاویر تیار کی جا سکتی ہیں۔ اس جدید ترین مشین کا تجربہ کرنے کے لئے ہم یہاں مصر آئے ہیں اور اس پہلے اہرام میں ہی نہ صرف ہماری مشین کا میاہ ہو گئی ہے بلکہ اس اہرام میں بہت بڑا خزانہ بھی سامنے آ گیا ہے۔ پروفیسر اسٹ نے تفصیل سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ویری سڑی۔ یہ تو کمال ہو گیا۔ کہاں ہیں تصاویر۔ مجھے دکھائیں۔“.....نکسن نے انتہائی سرست بھرے لبجے میں کہا۔

”ابھی تم مشینزی کی سکریں پر دیکھ سکتے ہو۔ اس کی کمپیوٹر پر“

”یہاں ایک خفیہ خزانہ موجود ہے۔“.....پروفیسر نے آہستہ سے کہا تو نکسن بے اختیار اچل چلا۔

”خزانہ۔ کیا مطلب۔ کیا خزانہ۔ آپ کا مطلب قدیم دور کے سکون سے ہے۔“.....نکسن نے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”جس شہزادے کا یہ مقبرہ ہے اس کی ملکیت میں جو سوتا اور جو اہرات تھے وہ بھی یہاں دفن کر دیئے گئے تھے جو بھی پوری مقدار میں موجود ہیں۔ مصر کے ماہرین کو ان کا علم ہی نہیں ہے ورنہ وہ سب کچھ کھال کر لے جاتے اور قوی میوزیم میں رکھ دیتے۔“

پروفیسر اسٹ نے آہستہ سے کہا۔

”مصری ماہرین آثار قدیمہ نے پہلے اس مقبرے کی ہر قابل ذکر چیزیں یہاں سے شافت کی۔ اس کے بعد ہی انہوں نے یہیں یہاں کے مطالعے کی اجازت دی جبکہ انہوں نے جدید ترین مشینزی کی مدد سے اس پورے مقبرے کو اچھی طرح کھکھال لینے کے بعد یہی اسے اوپن کیا۔ پھر یہ خزانہ کہاں سے آ گیا اور آپ نے اسے کہنے والے دیافت کیا۔“.....نکسن کے لبجے میں نہ صرف حیرت تھی بلکہ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اسے پروفیسر اسٹ کی بات پر یقین تھا۔“

رباہو۔

”مصری ماہرین نے جو جدید مشینزی چینگ کے لئے استعمال کی ہے وہ صرف ماؤل کے لحاظ سے جدید ہے۔ جدید ریسرچ کے مطابق اہراموں کے فرش کو سیکلون کے آمیزے علیم سلیکٹ سے“

کے ہیں۔ ان میں جواہرات بھی ہیں لیکن یہاں کتنا ذخیرہ ہے؟”
نگنس نے سرست بھرے لجئے میں کہا۔

”میرے خیال میں کافی ذخیرہ ہے۔ یہ تو اس جگہ کی کھدائی کے بعد ہی سامنے آئے گا۔“ پروفیر اسٹ نے کہا۔

”لیکن آپ کیا کہتے ہیں۔ یہ خزانہ ہم ادا لیں گے لیکن یہ سوچ لیں کہ ہم ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔ یہاں جگہ جگہ چینگ ہوتی ہے۔ ایک پورٹ پر نکای کے تمام راستوں پر آثار قدیمہ کے سطح میں انتہائی سخت ترین چینگ ہوتی ہے اور اگر کوئی ایسا اسٹنگ کا آدمی پکڑا جائے تو اس کی کم سے کم سزا موت ہے۔ یہاں مقامی عادتیں چند روز میں فیصلہ کر کے سزا موت پر عمل دار کر دیتی ہیں۔“ نگنس نے کہا۔

”محضے معلوم ہے یہ سب کچھ۔ میں نے اس لئے تمہیں کال نہیں کیا کہ تم یہاں آ کر مجھے لپکھ دو۔ تھاڑا تعلق سفارت خانے سے ہے۔ تم نے یہ زبردست اور شاندار خزانہ دیکھ لیا ہے۔ اب تم واپس چاؤ اور ہمارے ملک کے حکام کے ساتھ مل کر کوئی ایسا طریقہ تیار کرو کہ ہم یہاں سے یہ خزانہ خاموشی سے اپنے ملک منتقل کر سکیں۔ ہمارا ملک باقی تمام یورپی ممالک میں سب سے غریب ہے لیکن اگر ہم مصر کے خزانوں کو نکال کر اپنے ملک لے جائیں تو ہمارا ملک خوشحال ہو جائے گا۔ ہمیں تاریخ سے زیادہ اپنے ملک کے عوام کی گلر ہے۔“ پروفیر اسٹ نے کہا۔

80
سکنینگ کر کے تصاویر بنائی جائیں گی۔“ پروفیر اسٹ نے کہا اور پھر جیب سے ایک کیسرہ نکال لیا۔ بظاہر دیکھنے میں یہ ایک عام سا کیسرہ ہے۔“ یہ تو عام سا کیسرہ ہے۔“ نگنس نے جیسے بھرے لجئے میں کہا۔

”ہاں۔ اسے اس انداز میں بنایا گیا ہے تاکہ کسی کو اس پر ٹک نہ ہو سکے اور کوئی اس کی اصلاحیت نہ جان سکے۔ اس کا ایک بیٹ پر لیں کر دو تو یہ واقعی ایک عام ڈیجیٹل کیسرہ بن جاتا ہے اور یہ باقاعدہ تصاویر بھی اتنا رتا ہے لیکن دوسرا بیٹ پر لیں کرنے سے یہ فوٹو ریزیشن بن جاتی ہے۔ تم دیکھو ہمیں لئے دن یہاں ہو گئے ہیں لیکن کسی کو آج تک اس پر ٹک نہیں چڑھا کر کیسرہ سیاح کے لئے لازم و ملزم سمجھا جاتا ہے۔“ پروفیر اسٹ نے کہا اور پھر اس نے کیسرے کا ایک بیٹ پر لیں کیا تو سکرین پر جھمکا کے سے ہونے لگا۔ چند لمحوں بعد سکرین پر چند قدیم ترین دور کے زیورات کی دھنڈلی سی شبیہ نظر آنے لگ گئی۔

”یہ خاصی دھنڈلی ہے۔“ نگنس نے کہا۔
”ابھی کلیستر ہو جائے گی۔“ پروفیر اسٹ نے ایک اور بیٹ پر لیں کرتے ہوئے کہا تو تصویر نہ صرف کلو اپ میں آ گئی بلکہ پبلے کی نسبت خاصی واضح بھی ہو گئی۔
”اوہ۔ اوہ ہاں۔ یہ واقعی قدیم دور کے زیورات ہیں اور سونے

نے کہا ہے وہ کرو۔ باقی تم علیحدہ ہو جاؤ۔ ہم سب کام کر لیں گے۔ میں یہاں سے فراسٹ کیور پر اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا کیونکہ نشیرات چیک بھی ہو سکتی ہیں۔ پروفیر اسٹ نے کہا۔

”اوکے۔ میں بات کرتا ہوں۔ مجھے اجازت دیجئے۔“..... نکس نے اٹھتے ہوئے کہا تو جگر بھی انھوں کھرا ہوا جبکہ پروفیر اسٹ کری پر بیخا رہا۔

”اوکے۔“..... پروفیر اسٹ نے کہا تو نکس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جگر اس کے ساتھ تھا۔

”نکس صاحب۔ پروفیر صاحب کی باتوں پر ناراض ہے ہوتا۔ ان کا مزاج ہتھی ایسا ہے۔ ان کا یہ کہنا درست ہے کہ ہم اگر یہ زیورات نکال کر لے جائیں تو ہمارے ملک کو بہت فائدہ ہو گا اور جہاں تک میرا خیال ہے یہاں ہر اہرام اور مقبرے میں زیورات کی صورت میں سونے اور جواہرات کے خزانے بکھرے پکڑے چیز۔“..... جگر نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات صحیح ہے لیکن حالات بے حد دخت ہیں۔ بہرحال فصلہ حکام نے کتنا ہے۔“..... نکس نے کہا تو جگر اسے دروازے تک چھوڑ کر واپس آگیا اور نکس تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک طرف موجود اپنی جیپ کی طرف ہوتا چلا گیا۔

”صحیح ہے۔ آپ یہ کیسرہ مجھے دیں۔ میں اس سے تصاویر تیار کر کے انہیں سفارتی بیک میں ڈال کر اپنے ملک بھجواتا ہوں اور وہاں اعلیٰ حکام سے رابطہ کر کے ان سے احکامات لے کر آپ تک پہنچا دوں گا۔“..... نکس نے کہا۔

”کیسرے کو ابھی میرے پاس رہنے دیں۔ ہم یہاں ایک ہفتہ مزید ہیں۔ تم انہیں صرف زبانی بتا دو کہ اس خزانے کے لئے پالیسی کیا ہوئی چاہئے۔“..... پروفیر اسٹ نے کہا۔

”پروفیر صاحب مجھے اعلیٰ حکام کو یہ بھی بتانا پڑے گا کہ پہلے کس گروپ نے بینش میوزم سے قدم تاریخی تختیاں چوری کی ہیں۔ ایک بڑا قدم تاریخی ہیرا بھی چوری کر لیا گیا ہے۔ اس پہنچے صرف مصر کے تمام اعلیٰ حکام اور ایجنیاں الرٹ ہو گئی ہیں بلکہ حکومت مصر نے ایسا کیا ملک پا کیشیا کے ملک پا کیشیا کی سیکرٹ سروس کو ان تختیوں اور ہیرے کی برآمدگی کے لئے کال کیا ہے جہاں سے ایک پر ایجنت علی عمران مصر پہنچ چکا ہے اور اسے دنیا کا خطرناک ترین ابجٹ کہا جاتا ہے۔ خاہر ہے اس کے ساتھی غفیر طور پر کام کر رہے ہوں گے۔ اگر مصری حکومت کو کسی طرح اس معاملے کی بھلک پڑ گئی تو یہ عربان اور اس کے ساتھی ہمارے خلاف بھی کام کر سکتے ہیں۔“..... نکس نے کہا۔

”تم اس قدر خوفزدہ کیوں ہو۔ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ تم ان زیورات کو جیب میں ڈال کر اپنے ملک سلاواں ٹھے جاؤ۔ جو میں

کرنے والی ہر قسم کی تھیوں جن میں اسلو، ڈرگ کی اسمگنگ اور ایسے ہی دوسرے کام کرنے والے گروپس سب کے ساتھ اس کے تعلقات رہتے تھے۔ چنانچہ نائیگر کا خیال تھا کہ شیرازی ان کے کام آپکتا ہے۔ نائیگر نے شیرازی کے لئے جو مپ حاصل کی تھی وہ اس قدر کامیاب تھی کہ اسے یقین تھا کہ اس مپ کے حوالے کے بعد شیرازی اس کے ساتھ کام کرنے سے انکار کریں گے۔ اس وقت بھی وہ یہی باتیں سوچ رہا تھا کہ نیکی کی رفتار آہستہ ہوئی اور بھرہ وہ تیزی سے مڑ گئی تو نائیگر نے چوک کر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ڈھیلا پڑا ہوا جنم سن اگلی کیونکہ نیکی کوبرا کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑی تھی۔ چار منزلہ عمارت پر چہازی سائز کا نیون سائیں موجود تھا جس پر کobra کلب کے الفاظ مسلسل چک رہے تھے۔ میں گیٹ کے قریب نیکی رک گئی تو نائیگر نے میزدیکھ کر ایک بڑا نوٹ نیکی ڈرائیور کی طرف بڑا دیا۔

”باتی تھاری مپ“..... نائیگر نے کہا اور نیکی کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

”مکریہ سر۔ لیکن کیا میں نے آپ کی واپسی کا انتظار کرتا ہے۔“
نیکی ڈرائیور نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے خاصی دیر لگ سکتی ہے۔ مکریہ“..... نائیگر نے کہا اور مز کر میں گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ میں گیٹ پر دو ملٹے دربان موجود تھے۔ انہوں نے نہ صرف سلام کیا بلکہ ششیے کا دروازہ بھی

نیکی مصر کے دارالحکومت قاہرہ کی سڑک پر تیزی سے آگے بڑھی چل جا رہی تھی۔ عجی بیٹ پر نائیگر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے اہل چہرے میں تھا۔ نیکی میں نائیگر اکیلا تھا۔ وہ عمران کے ساتھ ہی پاکیشا سے قاہرہ پہنچا تھا لیکن یہاں تھنچ کر عمران نے نائیگر کو نہ صرف اپنے سے علیحدہ کر دیا بلکہ اس کے ذمے لگایا تھا کہ وہ ہیرے اور تختیاں چوری کرنے والے گروہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ نائیگر، عمران سے علیحدہ ہو کر نیکی میں سوار ہو کر قاہرہ کے مشہور کobra کلب کی طرف بڑا چلا جا رہا تھا۔

پاکیشا سے یہاں آنے سے پہلے اس نے وہاں سے کobra کلب کے مالک اور جزل مختر شیرازی کی مپ حاصل کر لی تھی۔ شیرازی کی مصر کے اعلیٰ حکام کے ساتھ دوستی کے ساتھ ساتھ مصر میں کام

کھول دیا اور نائیگر اندر داخل ہوا۔ ہال کافی بڑا تھا اور اس وقت تقریباً بھرا ہوا تھا۔ ان میں امراء طبقہ کی تعداد زیادہ نظر آ رہی تھی۔ البتہ اپنے افراد بھی تمیاز تھے جن کو دیکھتے ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ ان کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ ایک سائیڈ پر بڑا سا کاؤنٹر تھا جس پر چار افراد موجود تھے تین میں سے ایک نوجوان فون سننے میں مصروف تھا۔ دوسرا کاؤنٹر پر آئنے والوں کو انذر کر رہا تھا جبکہ باقی دو آدمی ویز کو سروں دینے میں مصروف تھے۔ نائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”لیں سر“..... آنے والوں کو انذر کرنے والے نوجوان نے نائیگر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ ”بزرل میخ شیرازی صاحب سے ملاقات کرنی ہے“..... نائیگر نے کہا۔

”عاصم۔ ان صاحب کو انذر کرو“..... نوجوان نے فون سننے والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں سر۔ فرمائیے سر“..... نوجوان نے رسیور کریل پر رکھتے ہوئے کہا تو نائیگر نے وہی فقرہ دوہرا دیا جو وہ اس سے پہلے دوسرا نوجوان کو کہہ چکا تھا۔

”کیا آپ کی ملاقات پہلے سے طے شدہ ہے“..... نوجوان نے پوچھا۔ ”نہیں۔ لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ فوری مجھ سے مل لیں

گے۔ آپ ان تک میری یہاں موجودگی کی اطلاع پہنچا دیں۔“..... نائیگر نے کہا۔

”لیں سر۔ آپ کا نام“..... نوجوان نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”میرا نام نائیگر ہے اور میرا تعلق پاکیشی سے ہے“..... نائیگر نے کہا تو نوجوان بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ اچھا“..... نوجوان نے چونک کر کہا اور پھر تیزی سے نبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے عاصم بول رہا ہوں۔ یہاں کاؤنٹر پر ایک صاحب تشریف لائے ہیں ان کا نام نائیگر ہے اور ان کا تعلق پاکیشی سے ہے۔ جی ایم صاحب سے ملاقات چاہتے ہیں۔ ان کا گھنا ہے کہ ان کے بارے میں اطلاع جی ایم صاحب تک پہنچا دی جائے تو فوری ملاقات ہو جائے گی“..... نوجوان نے مسند پانہ لبھے میں کہا اور پھر دو مزی طرف سے کچھ من کر اس نے لیں سر کہہ کر رسیور کو دیا۔

”آپ میخ صاحب سے مل لیں۔ جی ایم صاحب میٹنگ میں مصروف ہیں“..... عاصم نے نائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میخ کا آفس کہاں ہے“..... نائیگر نے سکراتے ہوئے کہا۔

”سائیڈ گلی میں“..... نوجوان نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو نائیگر سہلاتا ہوا اس راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد

ٹائیگر منیر کے آفس میں داخل ہوا تھا۔ آفس میں ایک ادھر عمر آدمی سوت پہنے بیٹھا تھا۔

”میرا نام ٹائیگر ہے اور میرا تعلق پاکیشی سے ہے۔“..... ٹائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ تو ہمارے دوست ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ تشریف رکھیں۔“..... منیر نے انہر کو باقاعدہ مصافی کرتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔ شیرازی صاحب تک میرا نام پہنچا دیں۔ ان سے ایک ذریعے سے بات طے ہو چکی ہے۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”سوری ٹائیگر صاحب۔ آپ کا جو مسئلہ ہے مجھے تادیں۔ میں حاضر ہوں لیکن جی ایم صاحب سے ملاقات ممکن نہیں ہے۔“..... منیر کا لجہ خٹک ہو گیا تھا۔

”آپ ان تک میرا نام تو پہنچا دیں۔ اگر وہ انکار کریں گے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔“..... ٹائیگر نے بھی قدرے سخت لمحے میں کہا۔

”آئی ایم سوری۔ ان کا اپنا شیدول ہوتا ہے۔ ان سے بات نہیں ہو سکتی۔ وہ خود فون کر سکتے ہیں ہم نہیں۔“..... منیر نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔“..... ٹائیگر نے کہا اور پھر جیب سے سل فون نکال کر اس نے اس پر انکو اڑی کا نمبر پر پیس کر دیا۔

”فون آپ باہر جا کر کریں۔“..... منیر نے احتیاج کرتے ہوئے کہا۔

”خاموش بیٹھے رہو ورنہ۔“..... ٹائیگر نے غراتے ہوئے لمحے میں کیا تو منیر اس طرح حیرت بھری نظر وہ سے اسے دیکھنے لگا جسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ ایسی غرائی ہوئی آواز ٹائیگر کے منہ سے نکلی ہو گی۔

”چیف ایگر بیکٹو آفس سے بول رہا ہوں۔ کوبرا کلب کے جزل منیر کا خصوصی نمبر بتا دیں۔“..... ٹائیگر نے تیز لمحے میں کہا اور منیر یہ سن کر بے اختیار ایک جھلک سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھ جاؤ درند تمہارا عبرت اک حرث بھی ہو سکتا ہے۔“..... ٹائیگر نے پہلے سے زیادہ غراتے ہوئے لمحے میں کہا اور منیر اس بار اس کی غراہت پر اس طرح کری پر بیٹھ گیا جسے کسی نے اسے دھکا دے کر گرایا ہو۔

”اوکے۔“..... ٹائیگر نے کہا اور پھر رابطہ آف کر کے اس نے دوبارہ فون آن کیا اور تیزی سے ہٹائے گئے نمبر پر پیس کرنے شروع کر دیتے۔

”جزل منیر شیرازی صاحب بول رہے ہیں۔“..... ٹائیگر نے کہا تو منیر کا چہرہ اس طرح گھوڑگیا جیسے کسی نے اس کی شرگ پر انکو خدا رکھ دیا ہو لیکن وہ ہونٹ بھیپنے خاموش رہا۔

”میرا نام ٹائیگر ہے اور میرا تعلق پاکیشی سے ہے۔“..... ٹائیگر

نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ کہاں ہیں۔ میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔“

دوسرا طرف سے چونکہ کہا گیا۔

”اپنے متھر سے پوچھیں کہ میں کہاں ہوں۔“..... تائینگر نے کہا

اور سل فون متھر کی طرف بڑھا دیا۔

”لیں سر۔ لیں سر۔“..... متھر نے جزل متھر کی بات سن

کر ترقیبا کا پتھر ہوئے لجھ میں کہا اور سل فون واپس تائینگر کی

طرف بڑھا دیا۔

”م۔ م۔ م۔ م۔ م۔ م۔“..... میں معافی چاہتا ہوں۔ مجھے صاحب نے بتایا ہی

نہیں ورنہ میں آپ کا شایان شان استقبال کرتا۔ آئیے تشریف

لائیے۔ میں خود آپ کو چھوڑا آتا ہوں۔“..... متھر نے کہا اور مزکر عجی

طرف ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا لجھ اس طرح بدل

گیا تھا جیسے اس کی جوں ہی بدلتی گئی۔

ہلایا اور متھر کے پیچھے ہل پڑا۔ وہ چونکہ اندر دروازے میں ہی رہتا تھا

اس لئے اسے معلوم تھا کہ بعض جزل متھر اپنا رب اس طرح

قام رکھتے ہیں جیسا کہ شیرازی نے کہا ہے کہ اس کا متھر اس

کی بات سن کر کاپنے لگ گیا تھا۔ پھر میرضیاں اتر کر تائینگر اور متھر

ایک اور رہداری میں پہنچ گئے۔

ہل کوئی دربان موجود نہ تھا۔

متھر نے دروازے کو دبا کر کھولا اور خود ایک طرف ہٹ کر کھرا ہو گیا۔

”مٹکریہ۔“..... تائینگر نے کہا اور کمرے میں داخل ہوا تو میز کی

دوسرا طرف بیٹھا ایک چوڑے چہرے اور پھیلے ہوئے جسم کا ماں
آدمی جس نے ڈارک براؤن رنگ کا سوت چین رکھا تھا مسکراتا ہوا
انھ کھرا ہوا۔

”میں شیرازی ہوں۔“..... اس آدمی نے آگے بڑھ کر مصافی
کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔
”میں تائینگر ہوں۔“..... بیکاٹ نے آپ کو فون کیا ہو گا۔“..... تائینگر
نے مصافی کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس کے فون کی وجہ سے تو آپ بیہاں ہیں ورنہ میں تو
مصر کے پائم منش سے بھی ملنے سے انکار کر دیتا ہوں لیکن بیکاٹ
کے سامنے تو میں انکار نہیں کر سکتا۔ پیش۔“..... شیرازی نے کہا۔

”مجھے بھی یہی امید تھی۔ آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ بیکاٹ
اس وقت درلہ مافیا کا جیسیز میں اس لئے ہے کہ میں ایسا چاہتا
ہوں۔ گو میرا درلہ مافیا سے رہا تو راست کوئی شغل نہیں ہے لیکن
میرے اشارے پر بیکاٹ ایک لمحے میں وہاں سے ہٹایا جا سکتا
ہے۔“..... تائینگر نے کہا تو حیرت کی نشدت سے شیرازی کی آنکھیں
چھپتی چل گئیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ اسی لئے بیکاٹ نے کہا تھا کہ مسٹر تائینگر جس وقت
چاہیں اسے دوکوڑی کا کر سکتے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ
میری ملاقات اتنی بڑی شخصیت سے ہو رہی ہے۔“..... شیرازی نے
اس پار مودہ بانہ لجھ میں کہا۔

شیرازی صاحب۔ یہاں مصر میں کچھ گروہ مصر کے آثار قدیم کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ پیش میوزیم سے قدیم تاریخی تختیاں اور ایک قدیم دور کا بڑا سا ہیراچوری کر لیا گیا ہے اور اب تک مصر حکومت اس کا معمولی سا کھو جبھی نہیں لگا سکی اور مصری حکومت جب تکمیل طور پر ناکام ہو گئی تو اس نے حکومت پاکیشی سے اس سلطے میں مدد مانگی۔ میرے استاد پاکیشی سینکڑت سروس کے لئے کام کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں مصر کی انڈر ورلڈ کے ذریعے اس گروپ کا سراج لگاؤں۔ میں نے بیکاٹ سے کہا تو بیکاٹ نے آپ کے بارے میں کہا کہ آپ مصر میں اڑی چیزیاں کے پر گھن لیتے ہیں اس لئے میں آپ سے ملوں۔ اب میں آ گیا ہوں۔ اس سلطے میں میری مدد کر سکتے ہیں تو بتا دیں۔ نہیں کر سکتے تب بھی بتا دیں تاکہ میں اپنے طور پر یہاں کام کر کے اس گروپ کا سراج لگا سکوں۔ پہلی صورت میں آپ کو آپ کی توفیق سے زیادہ مفاد مل سکتا ہے۔ یہاں کی حکومت کی طرف سے بھی اور انڈر ورلڈ مانیفا کی طرف سے بھی۔ دوسرا صورت میں آپ کو شاید ورلڈ مانیفا کی نمائندگی سے ہتھ دیا جائے..... نائیگر نے تقریر کرنے کے سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ شیرازی کوئی جواب دیتا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان نے اخراجے اندر داخل ہوا۔ نرے میں جوں کے دو گلاس موجود تھے۔ اس نے ایک گلاس شیرازی کے آگے اور دوسرا نائیگر کے سامنے رکھا اور

”آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ دیے مجھے معلوم ہے کہ یہاں مصر میں آپ ولڈ مافیا کی نمائندگی کرتے ہیں اور بیکاٹ کے تحت آتے ہیں.....“ نائیگر نے اندر ولڈ کے لوگوں کے طریقے پر چلتے ہوئے کہا تو شیرازی کے چہرے پر مرحومیت کے تاثرات مزید ابھر آئے تھے۔

”آپ کیا پینا پسند کریں گے.....“ شیرازی نے اس بار خاصے خوشگوار لیچ میں کہا۔ اسے شاید سمجھنا آرہ تھی کہ آخر نائیگر ہے کیا۔ یہ ایسی ایسی باتیں جانتا ہے جو شاید بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں۔

”اپل جوس ملنگوا لیں“..... نائیگر نے کہا تو شیرازی بے اختیار اچھل پڑا۔

”جوں۔ وہ کیوں۔ میرے پاس تو بہت اعلیٰ ذخیرہ ہے شراب کا۔“ شیرازی نے کہا۔

”میں شراب نہیں پیتا۔ اگر آپ نے لازماً کچھ پلاتا ہے تو اپنے جوں مٹکوا لیں ورنہ اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔“ نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو شیرازی نے انتظام کا رسیور الحفایا اور یہ کے بعد دھیکرے تین ٹھن پر پیس کر کے اس نے کسی سے اپنے جوں کے دو گلاس لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”اب آپ بتائیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟“ شیرازی نے کہا۔

واپس چلا گیا۔

”بیجے“..... شیرازی نے اپنا گلاں اٹھاتے ہوئے نائگر سے

کہا۔

”مگر یہ“..... نائگر نے بھی گلاں اٹھاتے ہوئے کہا۔

”مجھے ذاتی طور پر تو اس کا علم نہیں ہے البتہ مجھے کچھ وقت دیں میں معلومات حاصل کرتا ہوں“..... شیرازی نے گلاں سے جوں کا گھونٹ لے کر اسے واپس میر پر رکھتے ہوئے کہا۔

”کتنا وقت لیں گے“..... نائگر نے پوچھا۔

”دو چار دن تو لگ کر ہی جائیں گے“..... شیرازی نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ دو چار دن ہم صرف معلومات کے لئے یہاں نہیں بینھے سکتے۔ دو چار دنوں میں تو نہیں واپس پا کیشنا جانا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ اس سلسلے میں کس سے بات کریں گے“..... نائگر نے کہا۔

”یہ معاملہ آثار قدیمہ کا ہے۔ ان قدیمی تختیوں کا کسی عام آدمی کو تو کوئی فائدہ نہیں مل سکتا اس لئے لازماً اس چوری میں کوئی عام فال نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ یہاں ایسی چوری کی سزا میں اس قدر سخت چیز اور اس قدر جلد ان سزاوں پر عمل درآمد کر دیا جاتا ہے کہ کوئی مصری ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ البتہ مصری ان چوروں کو کوئی مدد فراہم کر سکتے ہیں۔ بذات خود چوری نہیں کر سکتے“..... شیرازی نے دو ٹوک لبھے میں بات کرتے ہوئے کہا تو

”کمل نہ سکی کچھ نہ کچھ علم ہو گا“..... شیرازی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو ناسی کو فون کر کے اس سے بات کریں۔ شاید کوئی ابتدائی کیوں ہاتھ لگ جائے“..... نائگر نے کہا۔

”میں فون تو کر دیتا ہوں لیکن وہ بے حد گہرا آدمی ہے اور عالم فاضل ہونے کی وجہ سے مصر کے اعلیٰ حکام تک اس کی رسائی ہے۔ مصر کی قدیم تاریخ کے سلسلے میں جب بھی کوئی عالمی کانفرنس ہوتی ہے تو مصر کی طرف سے وہ بھی اس کانفرنس میں لازماً شامل ہوتا ہے۔ بہرحال آپ کے سامنے بات ہو جاتی ہے“..... شیرازی نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے یہے بعد دنگرے تین ٹھن پر لیں کر دیئے۔

”علامہ ناسی چہاں بھی ہوں میری ان سے بات کرائیں۔“ شیرازی نے چند لمحوں بعد تھمانہ لبھے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی مصری گروپ اس چوری میں ملوث ہو“..... نائگر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

”نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ یہاں ایسی چوری کی سزا میں اس قدر سخت چیز اور اس قدر جلد ان سزاوں پر عمل درآمد کر دیا جاتا ہے کہ کوئی مصری ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ البتہ مصری ان چوروں کو کوئی مدد فراہم کر سکتے ہیں۔ بذات خود چوری نہیں کر سکتے“..... شیرازی نے دو ٹوک لبھے میں بات کرتے ہوئے کہا تو

ٹانیگر نے اپنات میں سر ہلا دیا۔ کافی دیر تک آفس میں خاموشی طاری رہی۔ دلوں اپل جوں سپ کرنے میں صرف رہے پھر فون کی گھنٹی نج اٹھی تو شیرازی نے رسیور اٹھا لیا اور اس نے دوسرے ہاتھ سے لاڈر کا بٹن پر لیں کر دیا۔

”علامہ نسائی صاحب لائن پر میں جناب۔ بات سمجھے“..... ایک متو بان آواز نسائی دی۔

”بیلوں شیرازی بول رہا ہوں۔ کوہا لکب سے“..... شیرازی نے کہا۔

”اوہ آپ۔ خیریت۔ آج کیسے یاد کر لیا۔ کوئی خاص بات۔“

دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز نسائی دی۔ لجھے بے حد تکلفانہ تھا۔

”یہاں مصر کے بیشتر سیزیم میں قدیم تاریخی تختیاں اور ایک قدیم ہیرا چوری کر لیا گیا ہے۔ پرانم شر صاحب نے از راہ ہمہ بانی مجھ سے کہا ہے کہ میں اس سلطے میں کام کروں کیونکہ یہ مصر کی تاریخ کا بہت بڑا نقشان ہے۔ میرے ذہن میں آپ کا خیال آیا ہے کہ آپ لازماً ایسے کسی گروپ سے واقف ہوں گے۔“ شیرازی نے کہا۔

”میرا ایسے کسی گروپ سے کیا تعلق۔ آپ نے میرے بارے میں ایسا سوچا ہی کیوں۔ کیا میں آپ کو چور لگتا ہوں“..... نسائی کے لجھے میں یکخت بے حد تھی کی آئی۔

”میں نے آپ کو چور نہیں کہا۔ آپ کی معلومات سے فائدہ اخانے کے لئے آپ کو فون کیا ہے..... شیرازی نے جواب دیا۔ ”سوری۔ اس سلطے میں آپ آنکھے نہ مجھے فون کریں گے اور نہ ہی اس سلطے میں کوئی بات کریں گے۔“ دوسری طرف سے انتیائی سخت لجھے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شیرازی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے پھرے پر ناگواریت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”آپ کی وجہ سے مجھے آج بے عزت ہونا پڑا ہے درندہ میں کسی سے اس قسم کی بات سننے کا روادار نہیں ہوں“..... شیرازی نے رسیور رکھ کر ٹانیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ کا غصہ بجا ہے اور مجھے بھی اس پر دلی تکلیف ہوتی ہے لیکن آپ نے میرا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ علامہ نسائی نے جس لجھے اور جس انداز میں جواب دیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے نہ صرف اس معاملے کے بارے میں علم ہے بلکہ وہ اس میں کسی نہ کسی حد تک ملوث بھی ہے درندہ وہ آپ کو اس انداز میں کبھی جواب نہ دو جائے۔“..... ٹانیگر نے کہا۔

”آپ میری وجہ سے اسے جرا ملوث نہ کریں۔ میں مزید اس سلطے میں تحقیق کر کر آپ کو بتاؤں گا“..... شیرازی نے کہا۔

”آپ بے نک تحقیق کرتے رہیں۔ میں فون پر آپ سے رابطہ رکھوں گا لیکن یہ صاحب علامہ نسائی اس وقت کہاں مل کتے

ہیں۔ یہ معلوم کر دیں۔” ناگیر نے کہا تو شیرازی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور انھیا اور یکے بعد دیگرے تین ٹن پر لیں کر دیئے۔

”علامہ نائلی اس وقت کہاں ہیں۔“..... وسری طرف سے لم سر کی آواز سنتے ہی شیرازی نے کہا۔

”وہ اس وقت اپنے آفس میں ہیں۔ آپ کا نام من کر انہوں نے فون انڈر کر لیا ورنہ اپنے خصوصی آفس میں وہ کسی کا فون انڈر نہیں کرتے۔“ وسری طرف سے کہا گیا تو شیرازی نے رسیور رکھ دیا۔

”کہاں ہے علامہ نائلی کا آفس۔“..... ناگیر نے پوچھا۔

”علامہ نائلی بظاہر پارٹس امپورٹ ایکسپورٹ کا اوپنچی پیلانے پر کام کرتے ہیں اور ان کا کاروباری آفس نیشنل برسن پلازا کی تیسری منزل پر ہے۔ ان کے ادارے کا نام علامہ نائلی ایکسپلیٹر ٹریلر رز ہے لیکن وہ اپنے کاروباری آفس میں بہت کم بیٹھتے ہیں۔ زیادہ تر وہ اپنے خصوصی آفس میں بیٹھ کر اسلو کے برسن میں ملوث رہتے ہیں۔ یہ خصوصی آفس اسی برسن پلازا میں ہی ہے اور اس کا راستہ ان کے کاروباری آفس سے ہی جاتا ہے اس لئے جب وہ خصوصی آفس میں ہوتے ہیں تو ان تک اس وقت تک کوئی نہیں بیٹھ سکتا

جب تک کہ وہ خود اجازت نہ دیں۔ اسی طرح فون بھی وہ اپنی مریضی سے سنتے ہیں۔“..... شیرازی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”لازی بات ہے شیرازی صاحب کہ اس خصوصی آفس کا کوئی خفیہ راستہ بھی ہوگا۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے کہ ایسے آفس کا خفیہ راستہ نہ ہو۔“..... ناگیر نے کہا۔

”ہاں ہے تو کسی لیکن سوری۔ میں آپ کو بتانہیں سکتا ورنہ نائلی کے ساتھ میرا خواہ خواہ کا جھگڑا شروع ہو جائے گا۔“ شیرازی نے مکراتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کو حلف دیتا ہوں کہ آپ کا نام کسی صورت سامنے نہیں آئے گا۔“..... ناگیر نے حلف کے انداز میں ہاتھ اختتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تو سن لیں۔ نیشنل برسن پلازا کے جو بولی سمت ایک خاص چوڑی اور شارع عام سڑک ہے۔ اس سڑک پر دوائیں طرف ایک چھوٹا سا کلب ہے جس کا نام میراںو کلب ہے۔ میراںو کلب میں داخل ہوں تو راہداری میں دوائیں طرف ایک دروازہ ہے۔ یہ دروازہ اندر سے ہی کھولا جاسکتا ہے۔ بہر حال یہ دروازہ علامہ نائلی کے خصوصی آفس تک پہنچتا ہے لیکن دروازہ کھلتے ہی اس کی اطلاع علامہ نائلی تک پہنچ جاتی ہے اور پھر اندر ونی اور بیرونی چھت میں کھرے لگے ہوئے ہیں اور آٹو بیک گئیں بھی نصب ہیں تاکہ ناپسندیدہ آدمی سے نہ جائے۔“..... شیرازی نے کہا۔

”آپ نے تو اس طرح تفصیل بتائی ہے جیسے آپ وہاں اکثر آتے جاتے رہتے ہیں۔“..... ناگیر نے کہا تو شیرازی بے اختیار ہوئے کہا۔

بُش پڑا۔

”نسائی نے اپنے پاجیکٹ کے لئے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ میں نے ایک بیماری سے بے حد جدید ترین انسٹرument مانگوا کر ایک بیماری کے ایک انجینئر کے ذریعے یہ کمرے اور گھنیں نصب کرائی تھیں اور اس نے اس انجینئر سے چونکہ اس معاملے پر تفصیلی معلومات لی تھیں اور پھر میں نے نسائی کے ساتھ دہاں جا کر اس سارے پاجیکٹ کا عملی مظاہرہ دیکھا تھا اس لئے مجھے اس کا تفصیلی علم ہے۔“ شیرازی میں جواب دیا۔

”اوکے۔ اس اطلاع کا بے حد شکریہ۔ اب ایک درخواست ہے۔ درخواست کا لفظ میں اس لئے استعمال کر رہا ہوں کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ اگر عمران وہاں موجود ہو تو اسے شیرازی سے ہونے والی ملاقات کے بارے میں تفصیل بتا دے گا اور اگر نہیں ہوگا تو وہ کار لے کر علامہ نسائی سے ملاقات کے لئے چل پڑے گا۔“

”میں یہ درخواست کر رہا تھا کہ میرے یہاں سے جانے کے بعد آپ علامہ نسائی کو فون کر کے میرے بارے میں نہیں بتائیں گے۔ یہ ملاقات صرف میرے اور آپ کے درمیان رہے گی۔“

ناٹیگر نے کہا۔

”اوہ۔ بے قلر ہیں۔ ایسا نہیں ہو گا۔ میں ذمہ دار آدمی ہوں۔“

شیرازی نے کہا۔

”مُحْكَمٰ۔ میرا بھی یہی خیال تھا اس لئے میں نے آپ سے ملاقات بھی کی ہے۔ اوکے۔ آپ سے فون پر بات ہوتی رہے گی۔“ ناٹیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو شیرازی بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر مصافحہ کر کے اور الوداعی کلمات کہہ کر ناٹیگر آفس سے باہر آ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جیکی میں سوار اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ رہائش گاہ ایک کالوں میں تھی اور اس کی عمران نے یہاں آنے سے پہلے پاکیشی سے ہی بیکنگ کرائی تھی۔ اس کوئی میں دو کاریں بھی مانگواں تھیں۔ چونکہ کاروں کے آنے میں دری تھی اس لئے ناٹیگر جیکی میں سوار ہو کر شیرازی سے ملنے چلا گیا تھا لیکن اب وہ علامہ نسائی کے آفس جانے سے پہلے واپس کوئی پر جانا چاہتا تھا کہ اگر عمران وہاں موجود ہو تو اسے شیرازی سے ہونے والی ملاقات کے بارے میں تفصیل بتا دے گا اور اگر نہیں ہوگا تو وہ کار لے کر علامہ نسائی سے ملاقات کے لئے چل پڑے گا۔“

وہ بیکی میں وہاں جانا نہیں چاہتا تھا۔ پھر وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ رہائش گاہ پر کار تو موجود تھی لیکن عمران موجود نہ تھا اس لئے ناٹیگر کار لے کر لکھا اور اس سڑک پر چل پڑا جو نیشنل برس پلائزہ کی طرف جاتی تھی۔ وہ کی بار قاہرہ آپکا تھا اس لئے قاہرہ کی سڑکیں اس کے لئے تھی نہیں تھیں۔ تقریباً ڈریڈھ گھنٹے بعد وہ اس سڑک پر پہنچ گیا جس پر نیشنل برس پلائزہ تھا لیکن اسے اس کے عقب میں جانا تھا اس لئے وہ پلائزہ میں جانے کی بجائے اس کے

عینی طرف کو مڑ گیا اور پھر عینی سڑک پر بٹھنے کر اس نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر اسے وہاں میرانو کلب کا گیٹ نظر آ گیا جس کی سائینڈ پر باقاعدہ پارکنگ بنی ہوئی تھی جس میں کاریں بھی موجود تھیں۔

ٹائیگر نے بھی کار ایک خالی جگہ پر روکی اور پھر بٹھے اتک کر اس نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اخھاتا ہوا وہ کلب کے میں گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ شیشے کا گیٹ بند تھا اور اندر کی طرف دو سلے دربان موجود تھے۔ ٹائیگر کے آگے بڑھنے پر انہوں نے دروازہ کھولنا اور خود احترام میں جھک گئے۔ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ یہ ایک چھوٹی سی راہبادی تھی جو آگے جا کر مڑ جاتی تھی۔ ٹائیگر آگے بڑھا اور پھر موز مڑتے ہی وہ جس راہبادی میں داخل ہوا وہاں دائیں طرف ایک لکڑی کا بنا ہوا خوبصورت دروازہ موجود تھا۔ لکڑی پر باقاعدہ لفٹش و لٹگار بنائے گئے تھے۔ دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر کی نظریں دروازے کے لاک پر پڑیں تو لاک کے چاپی کے سوراخ کو اس نے جھک کر غور سے دیکھا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے جب سے ایک چھوٹا سا کاس نکلا اور آگے بڑھنے لگا کیونکہ کسی کے قدموں کی چاپ آتی ہوئی اسے نئی دے رہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد دو مرد اور ایک عورت اندر سے نکل کر ٹائیگر کے قریب سے گزر کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے پڑے گئے۔

ٹائیگر نے اس دوران باکس میں موجود مختلف انداز میں مڑی ہوئی تاروں میں سے ایک تار نکال کر باکس بند کر کے واہم جب میں ڈالا اور دوبارہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ راہبادی خالی تھی اس لئے ٹائیگر نے اس تار کا مڑا ہوا حصہ چاپی کے سوراخ میں ڈال کر اسے مخصوص انداز میں دائیں پائیں گھٹانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کھٹاک کی آداز سے لاک کھل گیا تو ٹائیگر نے بھل کی سی تیزی سے تار باہر نکالی اور اسے جب میں ڈال کر اس نے دروازے کو دھکیلا تو وہ کھل گیا اور ٹائیگر نے تیزی سے اندر داخل ہو کر اور مڑ کر دروازہ بند کر دیا اور پھر اس کی نظریں چھٹ پر جمی گئیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑنے کی کیونکہ کیمرے اور گنیں راہبادی کی چھٹ کے ایک سائینڈ پر کرنے میں نصب تھیں۔ اگر انہیں راہبادی کی چھٹ کے درمیان میں نصب کیا جاتا تو پھر پوری پوری راہبادی ان کی ریٹ میں آ جاتی لیکن پھر یہ آسانی سے سب کو نظر آ جاتی اور انہیں فائرنگ کر کے جاہ کیا جا سکتا تھا اس لئے انہیں سائینڈ پر اس انداز میں لگایا گیا تھا کہ آسانی پیٹ کے اندر انہیں چھپا دیا گیا تھا اور جب تک پہلے سے معلوم نہ ہو اور غور سے دیکھا نہ جائے ان کی موجودگی آسانی سے علم میں نہیں آ سکتی تھی لیکن ان سے بچنے کا طریقہ بھی آسان تھا کیونکہ ان کی ریٹ سامنے کی طرف تھی۔

اس دیوار کے بالکل ساتھ چلے سے اس کی ریٹ میں آؤ دی نہیں

آتا تھا اس لئے نائیگر تیزی سے اس دیوار سے پشت لگا کر تیزی سے آگے کی طرف سرکنے لگا جس دیوار کے اوپر یہ گئیں اور کیمرے نصب تھے۔ مسلسل اور تیزی سے کھکتے ہوئے اس نے اپنی پشت دیوار سے تقریباً چھان رکھی ہوئی تھی تاکہ وہ ان کیروں اور گنوں کی رٹی میں نہ آسکے۔ گوشیرازی نے اسے بتایا تھا کہ دروازہ کھلتے ہی نسائی کو اس کی اطلاع ہو جاتی ہے لیکن ظاہر ہے وہ آئنے والے کو آفس کے کیروں سے چیک کرے گا لیکن جب اسے راہداری میں کوئی آدمی نظر نہ آئے گا تو وہ الجھ جائے گا اور پھر ابھتے کے بعد وہ جب تک کسی فیصلے پر پہنچ گا تک نائیگر اس تک پہنچ چکا ہو گا اور ایسے ہی ہوا۔ نائیگر دیوار سے چیک کر تیزی سے کھکتے ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ آگے جا کر راہداری میں موڑ آ جاتا تھا اور نائیگر پہلے ہی دیکھ چکا تھا کہ موڑ تک ہی کیمرے اور گئیں موجود تھیں اس لئے چیزے ہی وہ موڑ تک پہنچا وہ اچھل کر آگے بڑھا۔ موڑ کے فوراً بعد ہی ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ نائیگر نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ بند تھا۔ نائیگر نے سائیڈ پر ہو کر دیوار سے پشت لگائی اور پھر ہاتھ سے دروازے پر دستک دی۔

”کون ہے..... ہلکی سی آواز نسائی دی لیکن لہجہ تراہ تھا کہ بولنے والا جیچ کر بول رہا ہے لیکن دروازہ بند ہونے کی وجہ سے آواز ہلکی نسائی دے رہی تھی۔ نائیگر نے ایک بار پھر دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد اس کے کانوں میں کرسی کھکنے اور پھر

قدموں کی آواز دروازے کی طرف آتی نسائی دی تو نائیگر سنجھل کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک آدمی نے باہر جانا کا لیکن اس سے پہلے کہ وہ آدمی سنجھتا یا امتحنا نائیگر جھکا اور دروازے پھٹے وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا تو وہ دبلا پتلا آدمی بھی سمجھنی آغازیں نکالتا ہوا امتحنا چلا آیا اور نائیگر نے یکھت پاڑو کو مخصوص انداز میں گھمایا تو وہ آدمی چھٹا ہوا فضا میں طلبازی کھما کر دیوار میں موجود الماری کے سامنے پشت کے بل زمین پر گرا۔ نائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ایک ہاتھ اس کے کامنے پر اور دروازہ اس کے سر پر رکھ کر دوفوں بازوؤں کو جھکا دیا اور سیدھا ہو گیا تو فرش پر پڑے ہوئے آدمی کا تیزی سے مخ ہوتا ہوا چہرہ دربارہ نارمل ہوتا شروع ہو گیا لیکن وہ بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ نائیگر نے دروازہ بند کیا اور پھر اس نے اس آفس کو اچھی طرح چیک کرنا شروع کر دیا۔ آفس کے ساتھ ایک ریٹائرمنگ روم تھا۔ وہاں سے ایک راستہ اوپر کو جاتا ہوا کھلائی دے رہا تھا لیکن اس کا دروازہ اندر سے لاکھ تھا۔ نائیگر سمجھ گیا کہ یہ وہی راستہ ہو گا جو برس پلازہ والے آفس تک جاتا ہو گا۔ میز پر جو فائل پڑی ہوئی تھی اس میں اسلحہ کی آمد و اخراج کے بارے میں روپریش موجود تھیں۔ اس نے دروازیں کھولیں تو ان میں بھی ایسی ہی فائلیں موجود تھیں جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ نسائی کا اسلحہ اسمگل کرنے کا خاصاً بڑا گروہ ہے اور وہ شاید مصر کا اسلحہ اسمگل کرنے والا سب سے بڑا گروہ تھا۔

ٹائیگر نے اسے فرش سے اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور پھر ایک پرده اتار کر اس نے اسے بچاڑ کر ری کے انداز میں بنا لیا اور پھر اس ری کی مدد سے نسائی کو اس انداز میں کری سے باندھ دیا کہ وہ آسانی سے آزاد نہ ہو سکے۔ نسائی سر سے گنجائ تھا لیکن سر کی سائیڈوں میں بال جمالوں کی صورت میں لٹک رہے تھے۔ میر پر موٹے شیشوں کی عینک بھی پڑی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس کا جسم دبلا پتلہ سا تھا اور وہ اپنی جسامت اور چہرے مہرے سے واقعی کوئی لکھنے پڑھنے والا آدمی نظر آتا تھا۔ ٹائیگر نے اس کی جیبوں کی خلاشی لی لیکن جیبوں میں نہ کوئی اسلحہ موجود تھا جسے ہی کوئی اہم چیز۔ ایک پرس تھا جس میں رقم اور کچھ وزینگ کا رہ تھے۔ ٹائیگر نے تمام کارڈ نکال کر انہیں بخوبی دیکھا اور پھر انہیں واپس پرس میں ڈال کر اس نے پرس کو واپس نسائی کی جیب میں ڈال دیا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ کچھ دیر بعد نسائی کے جسم میں حرکت کے آثار غمودار ہوتا شروع ہو گئے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹا لئے اور مڑ کر سامنے رکھی ہوئی دوسری کرسی پر نسائی کے سامنے پڑھ گیا۔ اس نے جب سے مشین پسلل نکال کر سامنے رکھ لیا تھا۔ چند لمحوں بعد نسائی کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا اور ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسسا کر رہ گیا۔ اس ناکامی پر اس کی آنکھوں میں شور کی چک پوری طرح ابھر آئی تھی۔ اس نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا

اور پھر اس کی نظریں سامنے پیٹھے ہوئے ٹائیگر پر جم سی گئیں اور اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ ”تم کون ہو اور یہاں کیسے پہنچ گئے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تم کلب راستے سے زندہ یہاں پہنچ جاؤ۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے..... اس نے اجنبی حیرت ہٹھے میں بار بار حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اس کے بولنے کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ ”تمہارا نام نسائی ہے اور تم اسلئے کے بہت بڑے اسکلر ہو اور ساتھ ساتھ اپنے آپ کو عالم فاضل خاہر کرتے ہوئے علامہ نسائی کہلاتے ہو..... ٹائیگر نے کہا۔ ”میں پوچھ رہا ہوں کہ تم کون ہو۔ تم ایشیائی لکھتے ہو لیکن تم یہاں تک زندہ کیسے پہنچ گئے۔..... نسائی پر ابھی تک اسی حیرت کا غلبہ طاری تھا۔ ”میرا تعلق پاکیشی سے ہے اور تم کیسروں اور گنوں کی وجہ سے جیران ہو رہے ہو۔ ہمارے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہوتی اور یہ سن لو کہ حکومت مصر نے ہماری خدمات حاصل کی ہیں تاکہ ہم مصر کی قدیم تاریخی تختیاں واپس لاسکیں جو میوزیم سے چوری ہو گئی ہیں اور مجھے جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق اس چوری میں تمہارا بھی ہاتھ ہے۔..... ٹائیگر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ ”میرا۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میرا کسی چوری سے کیا تعلق اور پھر

میں مصری ہوں۔ میں مصر کی دولت ملک سے باہر جانے کی اجازت کیسے دے سکتا ہوں۔ مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ تو تمہارا تعلق پاکیشی سکرٹ سروس سے ہے کیونکہ مجھے حکومتی حقوق نے بتایا ہے کہ ان تحریکتوں کی چوری کا راز کھولنے کے لئے پاکیشی سکرٹ سروس کو حرکت میں لایا جا رہا ہے..... نسائی نے کہا۔

”یہ عمومی سا کام ہے۔ اس کے لئے پاکیشی سکرٹ سروس کو حرکت میں لانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اور میرے چند ساتھی جن کا تعلق پاکیشی سکرٹ سروس سے اتنا ہے کہ ہم ان کی ذیلی تحریک ہیں اور بس۔“ تائینگر نے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہرحال تم نے غلط آدی پر ہاتھ ڈالا ہے۔ میرا اس چوری سے قطعی کوئی تعلق نہیں ہے۔ جس نے تمہیں میرے بارے میں بتایا ہے اس نے سو فیصد غلط بیانی کی ہے۔“..... نسائی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اگر ایسا ہے تو پھر مزید وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ۔“ تائینگر نے بڑے سرد لبجھ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میر پر پڑا ہوا مشین پسل اٹھا لیا۔ اس کے لبجھ کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر بھی بے رحم اور سفا کی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”مت مارو مجھے۔ بے گناہ کو مت مارو۔“..... نسائی نے یکخت چیختے ہوئے کہا۔

”میں صرف پانچ تک گنوں گا اور اس کے بعد تم اس دنیا میں نہیں رہو گے۔ شتمہارا اسلخ کا برس تھیں زندگی دلا کئے گا اور نہ ہی تمہاری دولت یا تنظیم کے آدی۔ تمہاری لاش کیڑوں کی خوراک بن جائے گی کیونکہ اسے قبر نصیب نہیں ہوگی۔ گنوں میں ڈال دی جائے گی۔ ہاں۔ اگر تم بتا دے گے تو میں تمہیں حلف دیتا ہوں کہ نہ ہی تمہارا نام سامنے آئے گا اور نہ کسی کو معلوم ہو سکے گا کہ میں بیہاں آیا تھا اور تم سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ یہ آخری بار ہے زندگی بڑی تینچی چیز ہے۔ بچا کئے ہوتے پھا لو۔ ایک۔“..... تائینگر نے ایک لحاظ سے پوری تقریر کرنے کے بعد با قاعدہ گنتی شروع کر دی اور اس کے ساتھ ہی نسائی کے چہرے کے رنگ تیزی سے بدلنے شروع ہو گئے۔ تائینگر رک رک کر گنتی شروع رکھتے ہوئے تھا اور جب وہ چار تک پہنچا اور اس کے چہرے پر بے رحم کے تاثرات پوری طرح پھیل گئے تو خاموش بیٹھا نسائی یکدم بیچ پڑا۔

”رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔“..... نسائی نے چیختے ہوئے کہا۔

”بولتے جاؤ ورنہ گنتی ختم ہو چکی ہے۔“..... تائینگر نے غرتے ہوئے لبجھ میں کہا۔

”یہ کام کراون گروپ کا ہے۔ کراون گروپ کا۔“..... نسائی نے پہلے کی طرح جذباتی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ وہ شاید فیلڈ کا آدی نہیں تھا اس لئے خوف کا مقابلہ نہ کر سکا تھا۔

”کون کراون گروپ۔ تفصیل بتاؤ تفصیل ورنہ“..... نائیگر نے سرد لبجھ میں کہا۔
”یہ ایک یورپی تنظیم ہے جس کا انچارج راجر نامی آدمی ہے جو مصر کے شہر لاگور میں رہتا ہے۔ وہاں اس نے کراون گروپ کا آفس بنایا ہوا ہے۔ وہ مصر میں ڈرگ کے خفیہ کاروبار میں مٹوٹ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ مصر کے اہراموں سے اسکی چیزیں حاصل کرتا ہے جن سے مال و دولت مل سکے“..... اس بارہنسی نے تیز تیز لبجھ میں کہا۔

”ان قدیم تختیوں سے اسے کیا مال و دولت مل سکتی ہے۔ یہ تو آگے فروخت بھی نہیں ہو سکتیں اور ہیرا بھی اتنا بڑا ہے کہ شاید اس کی قیمت کوئی ادا نہ کر سکے۔ پھر وہ تاریخی ہیرا ہے۔ ویسے بھی قابل فروخت نہیں ہے“..... نائیگر نے کہا۔

”ہیرا انہوں نے بیک مارکیٹ میں فروخت کرنے کے لئے چوری کیا ہے۔ اس کی تراش خراش تبدیل کر دی جائے گی اور پھر اسے فروخت کر دیا جائے گا اور جہاں تک تختیوں کا تعلق ہے تو ان تختیوں پر موجود تحریر کے بارے میں یورپ کے چند ماہرین کا خیال ہے کہ ان میں سے ایک تختی پر آرم پروہت کے مقبرے کا عکل وقوع درج ہے اور آرم پروہت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ انتہائی دولت مند لیکن شیطانی پر وہت تھا اور اپنی شیطانی طاقتیوں کی بنا پر اس دور کے بادشاہ اور شہزادے، شہزادیاں اس کے غلام بن

چکے تھے اس لئے اس نے بے پناہ دولت لوٹی جو اس کے ساتھ اس کے خیہہ مقبرے میں موجود ہے۔ اس آرم سے مرنے سے پہلے خود تمام دولت جو سونے اور ہیرے جواہرات پرستی ہے اس خیہہ مقبرے میں منتقل کر دی اور پھر اپنی موت کے دن وہ خود اس مقبرے میں بکھر گیا اور اس کی شیطانی طاقتیوں نے اس کے مرتبے ہی مقبرہ لوگوں اور ماہرین کی نظریوں سے غائب کر دیا۔ جب سے آج تک باوجود شدید ترین تلاش کے آرم پروہت کا مقبرہ دریافت نہ ہو سکا۔ کراون گروپ بھی اس مقبرے کی دولت حاصل کرنا چاہتا ہے اس لئے اس نے یہ تختیاں اڑا کر یورپ میں موجود ماہرین کو بھجوائی ہیں۔..... نسائی نے اس بار تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ان تختیوں کو چوری کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے فوٹوگراف عام لوگوں کے پاس بھی ہیں اور ماہرین کے پاس بھی۔“ نائیگر نے کہا۔

”ماہرین کی خد تھی کہ انہیں اصل تختیاں چاہیں کیونکہ فوٹوگراف اور دیگر مشینی کاپیوں میں معمولی سی لائس پڑ جانے سے بھی مطلب بدل جاتا ہے۔..... نسائی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔“ ”تمہارا اس میں کیا حصہ ہے اور کیوں۔..... نائیگر نے پوچھا۔

”راجر اور میں ایک دوسرے کے بوس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ تختیاں اس وقت تک چوری نہ ہو سکتی تھیں جب

تک کوئی اندر کا آدمی شامل نہ ہو۔ میں بظاہر عالم آدمی ہوں اور اس حیثیت سے پیش میوزم کا ڈائریکٹر بھی ہوں۔ میں نے ان کی اس انداز میں مدد کی کہ مجھ پر بھی تھک نہ پڑے اور ان کا کام بھی ہو جائے۔ اس کے جواب میں انہوں نے مجھے آرس پروہت کے مقبرے سے ملنے والی دولت میں سے دس فیصد حصہ دینے کا معابدہ کیا ہے۔ یہ دس فیصد اس قدر دولت ہو گی کہ میری ایک ہزار نسلوں کو بھی دولت کی کی نہ پڑے گی۔..... نسائی نے کہا۔
”راجروں کا فون نمبر کیا ہے اور لاگور میں اس کا آفس کہاں ہے۔
اس کا خاص آدمی کون ہے جو تم سے ملتا رہتا ہے؟..... ناگیر نے کہا۔

”اس کا خاص اجنبی رچڈ ہے جو سینی دار الحکومت میں رہتا ہے اور مجھے اس کے پارے میں تفصیل معلوم نہیں کیونکہ میرا تعلق براہ راست راجروں سے ہے۔ راجروں کا فون نمبر میں بتا دیتا ہوں۔ دوسرا بات یہ کہ مجھے اس کے آفس کا علم نہیں کیونکہ میں کبھی لاگور اس کے آفس نہیں گیا۔ ہماری تمام بات چیت پیش فون کے ذریعے ہوتی ہے یا رچڈ بھی کبھار ملے کاروباری آفس میں آ جاتا ہے اور میں۔..... نسائی نے کہا۔

”فون نمبر بتاؤ؟..... ناگیر نے کہا تو نسائی نے فون نمبر بتا دیا۔
ناگیر نے سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا تو اس میں نون موجود تھی۔

”یہاں سے لاگور کا رابط نمبر کیا ہے؟..... ناگیر نے پوچھا۔
”تم کیا کرنا چاہتے ہو؟..... نسائی نے گھبرائے ہوئے لپجھے میں کہا۔

”میں صرف فنڈرم کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ دوست ہے۔ میں نمبر ملا کر رسیور تمہارے کان سے لگا دیتا ہوں۔ تم راجر سے جو چاہے بات کرو لیں اس میں تختیاں کا حوالہ ضرور ہوتا چاہئے ورنہ دوسرا صورت میں بغیر کتفہ پیش کرائے تمہاری جان نہیں چکتی۔..... ناگیر نے کہا۔

”کراو میری بات..... نسائی نے کہا اور ساتھ ہی رابط نمبر بتا دیا تو ناگیر نے پہلے رابط نمبر پر لیں کیا اور پھر نسائی کا بتایا ہوا نمبر پر لیں کر دیا اور آخر میں لاڈوڑ کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔ دوسرا طرف گھنٹی بجھن کی آواز نسائی دی تو ناگیر نے انھوں کو رسیور بندھے ہوئے نسائی کے کان سے لگا دیا۔

”ہیلو؟..... ایک بھاری سی آواز نسائی دی۔

”نسائی بول رہا ہوں تاہرہ سے۔..... نسائی نے کہا۔

”اوہ آپ۔ میں راجر بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات؟۔ دوسرا طرف سے چونکہ کہا گیا۔

”کیا آپ کا فون محفوظ ہے؟..... نسائی نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں؟..... راجر نے چونکہ کہا۔

”وہ تختیاں جو ہم نے اڑائی تھیں اس کی برآمدگی کے لئے

حکومت مصر نے حکومت پاکیشا سے درخواست کی ہے کہ پاکیشا
سینکڑ سروں کو حرکت میں لایا جائے لیکن سن ہے کہ پاکیشا سینکڑ
سروں کی بجائے اس کی کوئی ذلیل تنظیم قاہرہ پہنچ چکی ہے۔ اب کیا
ہو گا۔ کہیں یہ لوگ ہم تک نہ پہنچ جائیں۔ نائبی نے قدرے
خوفزدہ سے لجھے میں کہا۔

”مجھے رپورٹ مل چکی ہے۔ ذلیل تنظیم نہیں بلکہ پاکیشا سینکڑ
سروں کے لئے کام کرنے والا اجٹھ عمران آیا ہے۔ ہم اس کی
نگرانی کریں گے۔ اگر وہ ہمارے طرف بڑھاتا تو پھر اسے ختم کر دیا
جائے گا۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ ہم ہے بس نہیں ہیں۔ ہم سب متحک
کر لیں گے۔“..... راجرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔“..... نائبی نے کہا تو دوسرا طرف سے بھی او کے کہہ
کر رسیور رکھ دیا گیا اور نائبی نے بھی رسیور واپس کریٹل پر رکھ
دیا۔

”رچڈ سے تمہاری ملاقاً تین ہوتی رہی ہیں۔ اس کا حلیہ اور
قدوقامت کی کیا تفصیل ہے۔“..... نائبی نے پوچھا تو نائبی نے
تفصیل سے حلیہ اور قدوقامت کے بارے میں بتا دیا۔

”اب میں تمہیں کھول دیتا ہوں لیکن اگر تم نے میرے بارے
میں کسی کو کچھ بتایا تو پھر تم چاہے سات پر دوں میں چھپ جاؤ
تمہیں بلاک کر دیا جائے گا۔“..... نائبی نے کہا۔

”م۔ م۔ میں فرم کھاتا ہوں۔ حلف دیتا ہوں کہ میں کسی سے

تمہارا ذکر نہیں کروں گا۔“..... نائبی نے کہا تو نائبی نے اے
پردے کی ری کی بنڈشوں سے کھول دیا۔

”اب تم راہب اری میں موجود اس سیٹ اپ کو آف کر دو اور
میرے ساتھ یہ روشنی دروازے تک چلو۔“..... نائبی نے کہا تو نائبی
نے آشات میں سر ہلایا۔ تھوڑی دیر بعد نائبی اس دروازے سے
باہر نکل کر تیزی سے کلب کے پیروںی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
باہر اس کی کار موجود تھی۔ وہ کار میں بیٹھا اور چند لمحوں بعد اس کی
کار تیزی سے واپس اس کی رہائش گاہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی
تھی۔ وہ اب جلد از جلد نائبی سے ملنے والی تمام معلومات عمران
تک پہنچانا چاہتا تھا۔ جب وہ رہائش گاہ پر پہنچا تو عمران کی کار بھی
وہاں موجود تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران واپس آچکا ہے۔ نائبی
اس کرے میں داخل ہوا جہاں عمران موجود تھا تو عمران نے
مکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔

”باس۔ ایک اہم چیز رفت ہوئی ہے۔“..... سلام دعا کے بعد
نائبی نے کری پر بیٹھتے ہوئے سرت بھرے لجھے میں کہا۔

”کیا کوئی مخصوص ہرni شکار ہو گئی ہے۔“..... عمران نے کہا تو
نائبی بے اختیار بہن پڑا۔

”ہاں بس۔ نائبی واقعی مخصوص ہرni ہی ثابت ہوا ہے۔“..... نائبی
نے کہا۔

”نائبی۔ کوئی نائبی۔“..... عمران نے چونک کر پوچھا تو نائبی نے

کوہرا کلب کے شیرازی سے ہونے والی ملاقات اور پھر نسائی سے
ملئے والی تمام معلومات کی تفصیل بتا دی۔

”گذشتو۔ تم نے تو سارا کیس ہی حل کر دیا۔ گذشتو۔ نسائی کا کیا
کیا ہے تم نے“..... عمران نے سرت بھرے لمحے میں کہا۔

”میں نے اس کی بات چونکہ راجر سے کرانی تھی اس لئے میں
نے اسے فوری ہلاک کرنا مناسب نہیں۔ سمجھا ورنہ اس کی موت کی خبر
ملتے ہی راجر چونکا ہو جاتا۔“..... نائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔

”باس۔ اب مجھے لاگور جا کر اس راجر کو علاش کرنا ہو گا تاکہ
اس سے معلوم کیا جائے کہ تختیاں اب کہاں ہیں۔“..... نائیگر نے
کہا۔

”دون نمبر تھیں معلوم ہے۔ ایکپیچھے فون کر کے معلوم کر لو کہ یہ
نمبر کہاں نصب ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ سیکھلات نمبر ہے۔ اس کے آغاز میں دو زیوں لگائے گئے
ہیں۔“..... نائیگر نے کہا۔

”تو پھر لاگور کا تفصیلی نقشہ لے آؤ۔ ابھی معلوم ہو جائے
گا۔“..... عمران نے کہا تو نائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں مارکیٹ جا کر نقشہ لے آتا ہوں۔ قاہرہ کا نقشہ تو ہے
میرے پاس۔ لیکن لاگور کا نہیں ہے۔“..... نائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا
تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”باس۔ راجر کے آفس کا علم ہونے کے بعد کیا آپ لاگور
چلیں گے۔“..... نائیگر نے کہا۔

”میری کل جمال پاشا سے ملاقات طے ہے۔ ان تختیوں کے
بارے میں تفصیلی بات چیت کے بعد آگے بڑھنے کا فیصلہ کروں گا۔
تم اپنی کوشش جاری رکھو۔ اصل منظہ تختیوں کی واپسی نہیں بلکہ اس
شیطان پر وہست کے مقبرے کی علاش ہے۔“..... عمران نے کہا تو
نائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”پاس سے بات کریں میڈم“..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔ سدرہ بول رہی ہوں“..... پنسنسر سدرہ نے کہا۔
”اعظم سالار بول رہا ہوں پنسنسر سدرہ۔ آفس سے“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیں بس۔ حکم“..... پنسنسر سدرہ نے مودبانہ لجھے میں کہا۔
”کون ایریا کے اہرام میں ملک سلاوان کے معروف ماہر آثار قدیمہ پروفیسر اسٹ مطالعاتی سروے میں ایک بھتی سے اپنے چند ساتھیوں سمیت رہ رہے تھے۔ ان کے پارے میں اطلاع ملی ہے کہ انہیں اہرام کے اندر کسی نے ہلاک کر دیا ہے۔ ان کے ساتھ ان کے چار ساتھیوں کی بھی لاشیں ملی ہیں جبکہ ان کا ایک ساتھی بیگر جوان کا طویل عرصے سے استئنث تھا، وہ غائب ہے۔ وہ دو خود سامنے آیا ہے اور نہ ہی اس کی لاش ملی ہے“..... اعظم سالار نے کہا۔

”اوہ۔ ویری بیٹھ۔ کیا اس اہرام میں کوئی یادگار چیزیں موجود تھیں بس“..... پنسنسر سدرہ نے کہا۔

”نہیں۔ وہ ہر لحاظ سے غالی اہرام تھا۔ وہاں سے مصر کے آثار قدیمہ نے چھوٹی چھوٹی چیزیں جن کا کوئی تعلق تاریخ سے ہو سکتا تھا نکال لی تھیں۔ صرف اہرام باقی تھا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

پنسنسر سدرہ اپنے سکیشن آفس میں بیٹھی ایک فائل کو بار بار الٹ پلٹ کر یوں دیکھ رہی تھی جیسے اس فائل میں سے ابھی کوئی کبوتر نکل آئے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح شعبدہ باز ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہیئت اللہ پلٹتے ہیں اور پھر اس میں سے پھر پھر اتنا ہوا کبتر نکل آتا ہے۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ کسی ابھسن میں بتلا ہے۔

”یہ عمران بے حد گمراہ آدمی ہے۔ پتہ نہیں وہ اس فائل سے مطمئن بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ کہیں وہ جمال پاشا کے سامنے میری بے عنی نہ کر دے“..... پنسنسر سدرہ نے اوپری آواز میں بڑیداتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو وہ اس طرف متوجہ ہو گئی اور اس نے رسور اخالیا۔

”لیں“..... پنسنسر سدرہ نے اپنی مخصوص آواز میں کہا۔

”آپ کو کس نے اطلاع دی ہے بس“..... پنسز سدرہ نے

”سلاواں سفارت خانے کا لکھل اٹاٹی نکس کل پروفیسر اسٹ سے ملاقات کر کے واپس آیا تھا۔ اس کے بارے میں چیک پوسٹ پر بھی اندر اجات موجود ہیں۔ آج اس نے کسی بات کے لئے پروفیسر سے سیل فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی تو فون انڈنڈ نکیا گیا۔ اس نے جیگر سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے بھی فون انڈنڈ نہ کیا تو اسے تشویش ہوئی۔ اس نے قریبی چیک پوسٹ کا نمبر ملکہ سے معلوم کر کے انہیں فون کیا کہ وہ معلومات حاصل کریں۔ انہوں نے جب چیلگ کی تو وہاں سے پائچ لائنیں ملیں۔ ایک پروفیسر اسٹ کی اور چار ان کے ساتھیوں کی جگہ جیگر غائب تھا۔..... اعظم سالار نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری کارروائی اس جیگر نے کسی خاص مقصد کے لئے کی ہے۔ اب اس جیگر کو حلاش کرنا ہو گا۔“ پنسز سدرہ نے کہا۔

”میں نے چیک پوسٹ کے عملہ سے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق جیگر نے آج صبح جیپ پر آخری چیک پوسٹ کراس کی ہے۔ اس کے مطابق وہ پروفیسر اسٹ کا حصہ پیغام لے کر سفارت خانے جا رہا ہے۔ پھر اس کی جیپ سفارت خانے سے کچھ فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ میں کھڑی مل گئی ہے لیکن جیگر نہ

سفارت خانے گیا ہے اور نہ ہی اس کا کہیں کوئی اتنا پتہ ہے۔“ اعظم سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس جیگر کی کوئی تصویر تو سفارت خانے سے مل جائے گی۔“ پنسز سدرہ نے کہا۔

”ہاں۔ تم وہاں سے حاصل کر سکتی ہو۔ میں انہیں فون پر کہہ دوں گا کہ وہ تم سے مکمل تعاون کریں۔ تم کب جا رہی ہو وہاں۔“ اعظم سالار نے کہا۔

”باس۔ دو گھنٹے بعد میری، عمران اور جمال پاشا سے ملاقات ٹلے ہے۔ آپ کے سامنے بات ہوئی تھی۔ میں نے فائل بھی عمران صاحب کے حوالے کرنی ہے۔ وہاں سے فارغ ہو کر ہی میں اس کیس پر کام کروں گی کیونکہ اہرام سے کوئی چیز تو چوری نہیں ہوئی۔ یہ تو سیدھا سادا کسی ذاتی دشمنی کا سلسلہ لگ رہا ہے۔“ پنسز سدرہ نے کہا۔

”ذاتی دشمنی کا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کوئی ایسی چیز دریمان میں ہے جو ہماری نظرؤں سے اچھل ہے ورنہ طویل عرصے سے جیگر، پروفیسر اسٹ کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ تم جیگر کو حلاش کرو۔ تب ہی اصل بات سامنے آئے گی۔“..... اعظم سالار نے کہا۔

”میں باس۔ میں ان دو گھنٹوں میں بھی کام کرتی ہوں۔“ سفارت خانے سے جیگر کی تصویر میں اپنے آدمی قائم کو بیچ کر مٹکا لئی ہوں۔ پھر اس تصویر کی کاپیاں کرا کر ایک پورٹ اور دار الحکومت

پرسر”..... دوسری طرف سے کہا گیا تو پرسر سدرہ بے اختیار اچل پڑی۔

”اوہ۔ انہیں کہاں سے ملی ہے یہ لاش اور کس حالت میں ہے۔“
پرسر سدرہ نے پوچھا۔

”کنگ ایریا کی تارون سائید پر دیران علاقہ ہے۔ وہاں یہ لاش پڑی تھی جسے ایک راگبیر نے دیکھا تو پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس نے لاش اٹھوا لی۔ اس کے پاس سے کاغذات ملے ہیں جن کی مدد سے یہ تیلیں ہوا کہ اس کا تعلق سلاوان سے ہے۔ سلاوان سفارت خانے کو اطلاع دے دی گئی ہے۔“..... رویل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیک ہے۔ تم اس کے متعلق مزید معلومات حاصل کرو کہ اس کی لاش وہاں تک کیسے پہنچی۔ یہ رائل ولی سے نکل کر کہاں کہاں گیا اور کس کس سے ملا۔ میں قاسم کو تمہارے پاس بھجوادیتی ہوں۔“
تم اس وقت پولیس ایشیں کنگ ایریا میں ہی ہو یا کہیں اور۔
پرسر سدرہ نے کہا۔

”وہیں ہوں۔ آپ قاسم کو بھجوادیں۔ ہم مل کر اس معاملے پر مزید اگوڑی کرتے ہیں۔“..... رویل نے کہا تو پرسر سدرہ نے اوکے کہہ کر ہاتھ بڑھا کر کریٹل دبا دیا اور پھر ہاتھ ہٹا کر اس نے دوبارہ کریٹل دبا دیا۔

”لیں۔“..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز

سے باہر جانے والے تمام راستوں پر پہنچا دی جائیں گی اور میرا یکشن ان تصویروں کی مدد سے شہر میں اس کوڑیں کرنے کی کوشش کرے گا۔“..... پرسر سدرہ نے کہا۔

”اوکے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ قائم ہو گیا۔ پھر پرسر سدرہ نے ایک گھنٹے کے اندر اندر یہ تمام انتظامات تکمیل کر لئے۔ اس کے بعد اس کے ساتھی پورے شہر میں جیگر کوڑیں کرنے کے لئے بھر گئے تھے جبکہ لکاٹی کے تمام راستوں پر جیگر کی تصویر دے کر اسے جانے سے روکنے کے احکامات بھی دے دیے گئے تھے۔ اب اس نے مزید ایک گھنٹہ گزارنا تھا۔ اس کے بعد اس نے جمال پاشا کے پاس جا کر عمران کو فائل دینا تھی اس لئے یہ آفس میں پہنچی وقت گزار رہی تھی کہ ایک بار پھر فون کی تھنڈی بخٹکی۔

”لیں۔“..... پرسر سدرہ نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔
”رویل پات کرنا چاہتا ہے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”کراڈ بات۔“..... پرسر سدرہ نے کہا۔ رویل اس کے یکشن کا آدمی تھا۔

”رویل بول رہا ہوں پرسر۔“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی وی۔ لہجہ موربانہ تھا۔

”لیں۔ کوئی خاص بات۔“..... پرسر سدرہ نے کہا۔
”بیگر کی لاش گنگ ایریا کے پولیس ایشیں میں موجود ہے۔“

ستانی دی۔

”روجیل اس وقت کنگ ایریا پولیس اسٹیشن پر موجود ہے۔ قائم کوفون کر کے اسے بہاں پختنے کا کہہ دو۔ اس نے روچیل کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے۔ روچیل کو تفصیل ہدایات دی جا بھی ہیں اور باقی تمام ساتھیوں کو واپسیکشن آفس کاں کرلو“..... پنسنسر سدرہ نے کہا۔

”میں میڈم“..... دوسرا طرف سے کہا گیا تو پنسنسر سدرہ نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے سامنے دیوار پر موجود کلاک دیکھا تو ایک جھکٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ جمال پاشا صاحب کے پاس جانے کا وقت ہوا تھا۔ فائل اٹھا کر وہ آفس سے باہر آئی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں جمال پاشا کا بائش گاہ تھی۔ رہائش گاہ پر پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ عمران اس سے تھوڑی دیر پہلے بیباں پہنچ چکا ہے اور وہ جمال پاشا صاحب کی لاہبری میں ان کے پاس موجود ہے۔ پنسنسر سدرہ نے اپنی آمد کے بارے میں اندر اطلاع دی تو اسے بھی لاہبری میں ہی بلا لیا گیا۔ ایک ملازم کی رہنمائی میں پنسنسر سدرہ جب لاہبری میں داخل ہوئی تو وہ یہ دیکھ کر جیران رہ گئی کہ جمال پاشا صاحب کی لاہبری اس کے اندازے سے سیکنڈوں گناہ بڑی تھی۔ گو جمال پاشا صاحب کی عظمت کے بارے میں پہلے ہی اسے معلوم تھا اور وہ اس سے بے حد معروب تھی لیکن اب لاہبری

دیکھ کر تو اس کے ذہن پر جمال پاشا کی علیمت کا روپ مزید چڑھ گیا۔ عمران نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا جبکہ بزرگ اور بڑھ جمال پاشا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے پیار کیا اور پھر پنسنسر سدرہ ساتھ والی کری پر بخینگی۔

”کیسے آتا ہوا یعنی“..... جمال پاشا نے دھمکے لہجے میں کہا۔

”میں نے انہیں بیباں آنے کی دعوت دی تھی کیونکہ ان کا اعلق قدیم مصری شاہی خاندان سے ہے اس لئے قدیم مصری تاریخ ان کے آباؤ اجداد کی طرف سے ان تک بھی پہنچ ہو گی اور ہم نے چونکہ ان تختیوں کی تحریر پر کام کرتا ہے اس لئے یقیناً یہ اس معاملہ میں بے حد معاون ہو سکتی ہیں“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو پنسنسر سدرہ اس کی طرف حرثت سے دیکھنے لگی جبکہ جمال پاشا صاحب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”یعنی۔ عمران کی باتوں پر جیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایسی ہی باتیں کرنے کا عادی ہے لیکن یہ بتا دوں کہ میں اپنی زندگی میں کسی کے ذہن سے مرغوب ہوا ہوں تو وہ یہ عمران ہی ہے۔ یہ ایسے دور دس لکھتے نکال لاتا ہے کہ جیسے صد یوں پہلے کی باتیں اس نے ایجاد کی ہوں“..... جمال پاشا نے عمران کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو پنسنسر سدرہ اور نیزادہ جیران ہو گئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جمال پاشا صاحب کسی کی تعریف کرنے سے ہمیشہ گریز کرتے تھے۔

”یہ آپ کا حسن ظن ہے۔ میں نے ”ڈا“ والا ظن کہا ہے۔ آپ اسے ”ر“ والا زن نہ کہجھ لیں۔ پیسر سدرہ کے سامنے کسی اور زن کے حسن کے بارے میں کچھ کہتا تہذیب کے خلاف ہے۔ عمران نے کہا تو جمال پاشا بے اختیار مکارا ویے۔

”آپ کو پاشا صاحب کے سامنے اسی فضول باہم نہیں کرنی چاہئیں۔“ پیسر سدرہ نے غصیلے لمحے میں کہا۔ اسے واقعی عمران پر غصہ آ گیا تھا کیونکہ وہ تصور بھی نہ کر سکتی تھی کہ کوئی جمال پاشا کی موجودگی میں مذاق بھی کر سکتا ہے۔

”تم غصہ نہ کھاؤ بیٹی۔ میں اس کی فطرت سے واقف ہوں۔“ اس کے ذہن کی چابی مذاق ہے ورنہ اس کے ذہن کا لاک نہیں کھلا۔“ جمال پاشا نے مکراتے ہوئے کہا تو پیسر سدرہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھنی تھی کہ عمران اور جمال پاشا میں کسی بھی وجہ سے خاصے بے تکلفانہ تعلقات میں اس لئے جمال پاشا صاحب اس کی باتوں کا بار بانیں منا رہے تھے۔ پھر اسے کیا ضرورت تھی کہ وہ غصے کا اظہار کرتی اس لئے اس نے بھی خاموش رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔

”ہاں تو بیٹے عمران۔ تم نے فون پر کہا تھا کہ تمہیں ان تختیوں میں سے بعض الفاظ کا جو مطلب سمجھا گیا ہے اس پر اعتراض ہے۔“ جمال پاشا نے اس بار بڑے سمجھیدے لمحے میں کہا۔

”میں نے اعتراض نہیں کیا پاشا صاحب۔ میں نے کہا تھا کہ

ان کی سو فیصد تفصیل کی راہ میں ان کا درست تلفظ رکاوٹ بنتا ہے۔“..... عمران نے سمجھیدے لمحے میں کہا۔

”وہ کیسے۔“..... جمال پاشا نے چونکر کہا۔

”اب آپ کو بتانا تو سورج کو چنان دکھانے کے مترادف ہے۔ لیکن آپ سے یکھنے کے لئے تفصیل سے بات کرنا ضروری ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ تفصیل سے بات کرو۔ یہ علمی معاملہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارے ذہن میں کوئی ایسا عکتہ آجائے جو یہرے ذہن میں نہ آیا ہو۔“..... جمال پاشا نے نرم لمحے میں کہا تو پیسر سدرہ ایک بار پھر جریت سے جمال پاشا کی طرف دیکھنے لگی۔

”پاشا صاحب۔ قدیم مصری زبان کی مختلف اقسام کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے مصریوں نے مختلف ادوار میں چار رسم الخط استعمال کئے۔ ایک ہیرودیٹھی۔ یہ سرکار قدیم ترین رسم الخط ہے جو تقریباً اکیس سو قل سیح ایجاد کیا گیا جو تن ساڑھے تین ہزار سال تک مستعمل رہا۔ پھر اس کا استعمال ختم ہو گیا۔ یہ رسم الخط صرف مذہبی عبارتیں لکھنے کے لئے مخصوص تھا۔ مصر کا دوسرا رسم الخط ہر اطمینان تھا۔“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن یہ دراصل ہیرودیٹھی ہی کی خلکت اور رواں شکل تھی۔ یہ اس لئے ایجاد ہوا کہ عبارتیں جلد لکھی جاسکیں۔“..... جمال پاشا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا

دیا۔
”اب آئیں تیرے رسم الخط کی طرف جیسے دیکھنی کہتے ہیں۔ یہ آسان اور سادہ رسم الخط ہے اور نو سو قلی مسح یا سات سو قلی مسح کے قریب ایجاد ہوا۔ یہ ہر طبق رسم الخط کی مزید آسان اور روائی شکل تھی۔ چوتھا اور آخری رسم الخط قبلي تھا جسے پہلے کے تین رسم الخط سے اخذ نہیں کیا گیا تھا بلکہ یہ یونانی ایجدا سے لیا گیا تھا۔ البتہ اس میں ہر طبق سے کچھ علماتی ضروری ممکن تھیں۔ عمران نے مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔ اس دوران پنسنسر سدرہ کے چہرے پر ایسے نثارت تھے جیسے وہ چھوٹی بیکی ہو اور دو بڑوں کے درمیان پھنسنے لگتی ہے۔ جمال پاشا کے پارے میں تو وہ پہلے سے جانتی تھی کہ وہ مصریات کے بہت بڑے عالم ہیں لیکن عمران جس طرح باتیں کر رہا تھا اسے اب لیکن آتا جا رہا تھا کہ یہ مراجیہ باتیں کرنے والا بظاہر لا ابائی سا نوجوان اندر سے بہت بڑا عالم ہے۔ ایسا عالم جس کی باتیں جمال پاشا جیسے عالم بھی دھیان سے سننے پر مجبور تھے۔

”تم نہیک کہہ رہے ہو۔ ہم باوجود شدید کوششوں کے اب تک مصر کے قدیم مخطوطوں، کتبیں اور تختیوں کے سچے مضمون تک نہیں پہنچ سکتے۔ گوہم نے ان میں ایسے حروف شامل کر لئے جنہیں حروف علت کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان کے حرف ”ای“ کا استعمال بھی زیادہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح حرف علت ”و“ کا استعمال ہے لیکن

پھر بھی ہم سو فیصد یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ ہم اس کے اصل تنقیط تک پہنچ گئے ہیں۔ جمال پاشا نے کہا۔

”قدیم مصری الفاظ کے حروف کے درمیان انگریزی حرف ”ای“ کے اضافہ کے ساتھ ساتھ عراق کے قدیم پہلی رسم الخط نے بھی استفادہ کیا گیا ہے اور مصر کے قبلی رسم الخط سے بھی استفادہ کیا گیا ہے اور حروف علت میں بھی اب ضروری نہیں کہ صرف ”ای“ کا ہی اضافہ کیا جائے۔ اب جدید مصری عالم ”ای“ کی بجائے ”او“ یا ”ائے“ کا بھی اضافہ کرتے ہیں۔ مثلاً آمن دیوتا کو امون اور فرعون۔ اخن آن کو اخناتون۔ بھی پڑھا اور لکھا جاتا ہے۔ اب آئیں ان تختیوں کے الفاظ پر جو چوری کر لی گئی ہیں اس لئے کہ ان میں سے کسی پر آرس پودھت کے مقبرے کے پارے میں اشارہ یا تحریر موجود ہے۔ عمران نے کہا تو جمال پاشا نے میز کی دراز کھوئی اور اس میں سے ایک فائل کھال کر باہر رکھی اور دراز بند کر دی۔ فائل کھول کر اس میں سے فنگر افس نکال کر انہوں نے عمران کے سامنے رکھ دیئے۔

”آپ نے ان پر ضرور توجہ دی ہو گی۔ کیا واقعی کوئی اسی تحریر ہے جس میں آرس پودھت کے مقبرے کے محل وقوع کا اشارہ ملتا ہو؟“ عمران نے بندل اٹھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ ایک تختی ہے جس پر آرس کا نام آیا ہے لیکن جیسا تم نے کہا ہے کہ یہ نام اسی صورت میں آرس بنتا ہے اگر عراق

کے قدیم رسم الخط پیکانی سے استفادہ کیا جائے ورنہ یہ آرم کی
بجائے آسرم دیوتا کا نام بنتا ہے لیکن آسرم دیوتا کا نام اور کسی جگہ
پر نظر نہیں آیا جبکہ آرم پر دوست کا نام روایات میں موجود ہے۔
جمال پاشا نے کہا اور بندل عمران کے باخھ سے لے کر انہوں نے
اسے علیحدہ علیحدہ کیا اور پھر ایک فونوگراف انہوں نے عمران کے
سامنے رکھ دیا۔ عمران اسے غور سے دیکھا رہا۔

”آپ درست کہہ رہے ہیں لیکن یہ اشارہ فرعون آرم
پر دوست کی طرف جاتا ہے جبکہ روایات کے مطابق آرم پر دوست
فرعون کفر ہے عرف عام میں فرعون کو فریبی کہتے ہیں کہ دور
میں خدا جبکہ فرعون آمن ہوتا تو اس سے بہت بعد کا ہے اس لئے
اس اشارے پر حلیہ ہوئے فرعون آمن ہوتا کے مقبرے کے ارد
گرد باوجود شدید خلاش کے مقبرہ دریافت نہیں ہوا کا..... عمران
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے بھی اس پر بے حد غور کیا ہے لیکن کوئی قابل مدد
اشارة نہیں ملا۔ جن لوگوں کے پاس یہ تختیاں پہنچیں ہیں مجھے یقین
ہے کہ وہ بھی کچھ معلوم نہ کر سکیں گے۔..... جمال پاشا نے کہا۔

”جبکہ میں نے آرم پر دوست کے مقبرے کا محل وقوع خلاش کر
لیا ہے..... عمران نے کہا تو جمال پاشا صاحب بے اختیار اچھل
پڑے اور پنسوس سدرہ جوان کے درمیان ہونے والی عالمانہ باتیں
سن رہی تھیں بے اختیار چوک پڑی۔

”کیا تم مذاق کر رہے ہو۔..... جمال پاشا نے کہا۔
”نہیں جتاب۔ میں سمجھیگی سے کہہ رہا ہوں۔..... عمران نے
سمجھیہ لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے یہ اشارہ۔..... جمال پاشا نے کہا۔
”جس ختنی کا حوالہ آپ نے دیا ہے کہ اس میں آرم پر دوست
کا اشارہ ہے یہ ختنی قدیم ترین رسم الخط یہودیوں میں لکھی گئی ہے
جو کہ تین ساڑھے تین ہزار سالوں تک رائج رہا۔ اس میں حروف
علت استعمال نہیں کئے جاتے تھے اس لئے ماہرین نے اس ختنی
کے الفاظ میں حروف علت لگا کر انہیں پڑھا ہے لیکن اگر اسے عراق
کے قدیم سویری میں یا پیکانی رسم الخط کی مدد سے پڑھا جائے تو
پھر واضح ہو جاتا ہے کہ آرم پر دوست کا مقبرہ فرعون اسار کے
مغرب میں ہے۔ یہ بیکھیں یہ الفاظ انہیں پیکانی زبان کے تحت
پڑھیں تو اسار ہی سامنے آتا ہے اور فرعون اسار کا مقبرہ حال ہی
میں دریافت ہو چکا ہے۔..... عمران نے کہا تو جمال پاشا صاحب
اس فونوگراف پر جھک گئے۔

”ہاں۔ ہاں۔ بالکل۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ واقعی یہ تو صاف
اور سیدھا اشارہ ہے۔ بہت خوب۔ تم نے کمال کر دیا عمران بیٹھے۔
نجانے کئے عرصے سے ماہرین اس پر سر کھپا رہے تھے لیکن آج
تک کوئی کامیاب نہیں ہوا کا۔ ویری گز۔ دیکھا تم نے سدرہ بیٹھی۔
اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو کیا ذہن دیا ہے۔..... جمال پاشا نے

”جھوٹ بولنا ویسے بھی غلط ہے اور پھر اتنے بڑے عالم کے سامنے میں نے درست کہا ہے۔ جلد ہی ہم ان تختیاں تک بہنچ جائیں گے..... عمران نے اپنی کار کا لاک کھولتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ پھر اجازت دیں۔ آپ نے آج اپنے بارے میں پھر سے نظریات تجدیل کر دیئے ہیں۔ پہلے میں آپ کو لاابالی سا نوجوان بھجنی تھی لیکن آج مجھے احساس ہوا ہے کہ آپ بہت بڑے عالم ہیں۔۔۔ پنسرو سدرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یعنی اب کوئی سکوپ باقی نہیں رہا۔۔۔ عمران نے منہ بنتے ہوئے کہا تو پنسرو سدرہ بے اختیار چونکہ پڑی۔

”سکوپ۔ کیماں سکوپ۔ کیا مطلب؟۔۔۔ پنسرو سدرہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”بروگ کہتے ہیں کہ زیادہ پڑھے لکھے عالم فاضل افراد کو خواتین پسند نہیں کرتیں۔۔۔ عمران نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا تو پنسرو سدرہ بے اختیار نہیں پڑی۔

”اس کے باوجود آپ مجھے پسند ہیں۔۔۔ پنسرو سدرہ نے کہا اور اپنی کار کی طرف مڑ گئی۔ اسے واقعی یہ نوجوان پسند آیا تھا لیکن اتنا وہ بھی جان گئی تھی کہ یہ پسند صرف پسند تک ہی محدود رہتی چاہئے کیونکہ جو آدمی عورتوں سے مصافحہ کرنے کو خلاف تہذیب سمجھتا ہو وہ بھلا کیا آگے بڑھے گا۔ اس نے کار کا لاک کھولا اور کار میں بیٹھ کر اسے شارت کرنے لگی جبکہ عمران کی کار پہلے ہی

سرت پھرے لجھے میں کہا اور پھر ہاتھ اٹھا کر انہوں نے عمران کے کاندھے پر باقاعدہ تھکلی دی۔

”یہ سب آپ کے قرب کی وجہ سے ہے۔ آپ جیسا علم کا سمندر سامنے ہو تو کچھ چھینے دوسروں تک بھی بہنچ جاتے ہیں۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جمال پاشا نے ایک بار پھر اس کے کاندھے پر تھکلی دی۔

”میں اس پر مزید غور کروں گا لیکن ہم اسے ابھی اوپن نہیں کریں گے جب تک کہ وہ تختیاں واپس نہ آ جائیں۔۔۔ جمال پاشا نے کہا۔

”اس پر کام ہو رہا ہے۔ مجھے اہم کلیوں گئے ہیں۔ جلد ہی یہ تختیاں بھی واپس آ جائیں گی۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے جمال پاشا سے جانے کی اجازت مانگی تو جمال پاشا اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران نے ان سے پر جوش مصافحہ کیا جبکہ پنسرو سدرہ نے سر جھکا دیا۔ جمال پاشا نے شفقت پھرے اندزا میں اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر وہ دو فوٹ سلام کر کے لا جبری سے باہر آ گئے۔ جمال پاشا کا ملازم ان کی رہنمائی کرتا ہوا اس جگہ بہنچ گیا جہاں ان کی کاریں موجود تھیں۔

”عمران صاحب۔ تختیاں کا کلیوں گیا ہے۔ آپ کو یا آپ نے جمال پاشا صاحب کو مطمئن کرنے کے لئے کہہ دیا ہے۔۔۔ پنسرو سدرہ نے کہا۔

کھلے ہوئے چھانک سے باہر جا چکی تھی۔ چھانک ابھی تک کھلا ہوا تھا اور ایک ملازم چھانک کے قریب موجود تھا۔ پنسنسر سدرہ نے کار آگے بڑھائی اور پھر ابھی اس نے کار چھانک سے باہر نکال کر موڑی ہی تھی کہ دور سے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور پنسنسر سدرہ نے دیکھا کہ عمران کی سرخ رنگ کی کار اس دھماکے کے ساتھ ہی سینکڑوں لکڑوں میں تبدیل ہو کر فضا میں بکھر گئی تھی۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو کمرے میں موجود بڑی سی میز کے پیچے بیٹھنے ہوئے ایک ادیگر عمر آدمی نے چونک کہ دروازے کی طرف دیکھا۔ کمرے میں ایک نوجوان جس نے پینٹ کوت پہن رکھا تھا اندر واصل ہوا۔

”آؤ ہارڈی۔ کیا روپورٹ ہے“..... ادیگر عمر آدمی نے آنے والے نوجوان سے مطابق ہو کر کہا۔

”ہم کامیاب رہے ہیں بس۔ ابھی تھوڑی دیر میں میں میں آجائے گی“..... آنے والے جسے ہارڈی کے نام سے پکارا گیا تھا، نے جواب دیجے ہوئے کہا اور بس کے اٹھارے پر وہ میز کی دوسری طرف کر کی پر بیٹھ گیا۔

”کیا تفصیل ہے“..... بس نے کہا۔

”باس۔ جنگر نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔ اس نے نہ صرف

پروفیسر اسٹ کو ہلاک کر دیا بلکہ اپنے مزید چار ساتھیوں کا بھی خاتمہ کر دیا ہے اور پھر مشین لے کر وہاں سے جیپ میں سوار ہو کر نکل آنے میں کامیاب ہو گیا۔ مشین اس نے جیپ میں چھپ رکھی تھی۔ تمام چیک پوش سے نکل آنے کے بعد اس نے جیپ اپنے ملک سلاواں کے سفارت خانے سے پکھ فاصلے پر ایک دیران علاقے میں چھوڑ دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ رائل ولی سے نکلنے کے بعد کافی فاصلے تک چینگ نادر سے جانے والوں کو چیک کیا جاتا ہے۔ چونکہ اس نے تمام چیک پوش پر اپنے جانے کا مقصد بھی بتایا تھا کہ وہ پروفیسر اسٹ کے کام کے لئے سلاواں کے سفارت خانے جا رہا ہے اس لئے اس کلگ ولی سے نکل کر سفارت خانے کی طرف جانا چاہا تاکہ چینگ کرنے والے مطمئن ہو جائیں۔ جب مطلوبہ فاصلہ ختم ہو گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ اب چینگ نادر والے مطمئن ہو گئے ہوں گے تو اس نے جیپ دیں چھوڑی اور مشین لے کر وہ اس علاقے سے آگے بڑھ گیا۔ اس نے ایک پیلک فون بوقہ سے میرے آفس فون کیا اور مجھے تفصیل بتائی تو میں نے اسے مشین سمیت زیر پاؤ اسٹ پر آنے کے لئے کہا تاکہ اس سے مشین لے کر اسے اس کی مطلوبہ رقم دے دی جائے اور اسے یہاں سے نکلنے میں بھی مدد و دی جائے۔ تھوڑی دیر بعد وہ زیر پاؤ اسٹ پر لائی جائے گا۔ میں آپ کو اطلاع دیئے آیا ہوں۔..... ہارڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ جا کر اسے لے آؤ جب وہ آجائے تو مجھے روپرٹ کر دینا۔..... باس نے کہا۔
 ”لیں باس۔..... ہارڈی نے اٹھنے ہوئے کہا اور پھر وہ سلام کر کے کمرے سے باہر چلا گیا تو باس نے ہاتھ بڑھ کر رسیور اخھیا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔
 ”لیں۔..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔
 ”قاہرہ سے ایندر رکن بول رہا ہوں۔..... باس نے جواب دیئے ہوئے کہا۔
 ”کیوں کال کی ہے۔..... دوسرا طرف سے کہا گیا۔

”چیف۔ یہاں قاہرہ میں ایک اہم بات سامنے آئی ہے۔ یہاں سلاواں کی یونیورسٹی کا ایک مطالعاتی گروپ آیا ہوا تھا۔ انہیں یہاں ایک چھوٹے سے ابرام میں پہنچا دیا گیا اور وہ پختہ دیئے گئے کہ وہ اس ابرام کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اس گروپ کا انچارج پروفیسر اسٹ تھا جو اپنے ساتھ اپنی ہی ایجاد کردہ ایک مشین لے آیا تھا جو عام کرے کی تھل میں تھی۔ پروفیسر اسٹ کے اس مطالعاتی دورے کا مقصد اس مشین کی عملی چینگ تھا۔ چنانچہ اس خالی ابرام میں جب اس مشین کے ذریعے اس نے چینگ کی تو اس مشین کے جیہت اغیز تنازع سامنے آئے۔ اس مشین سے نکلنے والی ریز نے زمین کے اندر گھرائی میں فون شدہ سونے کے زیورات اور جواہرات کو نمایاں کر دیا جبکہ حکومت مصر اس ابرام کو اپنی طرف سے خالی کر

آیا ہے اور چند لمحوں بعد وہ یہاں چکپتے والا ہے۔ میں نے آپ کو اس لئے فون کیا ہے کہ میں اس جگہ کو ہلاک کر دینا چاہتا ہوں لیکن شاید ہارڈی اس پر رضا مند نہ ہو یوں کہ اس کی بڑی طویل دوستی ہے تو کیا ساتھ ہی ہارڈی کو بھی ہلاک کر دیا جائے پھر جگر کی لاش کو کسی دیرانے میں ڈال دیا جائے جبکہ ہارڈی کو بینک خاموشی سے دفن کر دیا جائے تاکہ اس طرح ہم تم دینے سے بھی بچ جائیں گے اور آئندہ کی بیک میلگ سے بھی..... باس نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہارڈی ہمارا بہترین آدی ہے اس لئے اسے بلاک کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ البته جنگر کو بلاک کر دیا جائے اور ہارڈی اگر اس میں رکاوٹ بنے تو اسے میرے بارے میں بتا دینا کہ ان کا حکم ہے پھر وہ فوراً اس کو تسلیم کر لے گا اور میں کو پہلی فرصت میں اس ہارڈی کے ہاتھ میرے پاس ہانگری بچو گوا دینا۔..... چیف نے واضح اور دونوں الفاظ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر ہارڈی جیگر کی موت میں رکاوٹ بن گیا تھا۔“ اینڈرسن نے کہا۔

”پہلے اس کی مجھ سے بات کرنا دینا۔ میں اسے سمجھا دوں گا۔“
چوف نے کہا۔

”لیں چیف۔ آپ کے حکم کی تعیین ہو گی“..... ایڈرمن نے مدد بانہ لجھے میں کہا۔

چکی تھی۔ یہ مشین بہت بڑا انقلاب لاسکتی تھی کیونکہ یہاں ہر اہرام میں خفیہ طور پر خزانے دفن ہیں جن کو حکومت مصراً حکم باوجود شدید کوششوں کے ٹریس نہیں کر سکی جبکہ ہمیں اس پارے میں اس لئے علم ہو گیا کہ نیورلینڈ کی ایک تنظیم ریٹیٹ لائٹ ایجنسی خفیہ طور پر چند اہراموں کے قریب ریت میں سرکیں لگا کر وہاں سے زیر زمین خزانے نکالنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ سلاوان سفارت خانے کا ایک آدمی پروفیسر اسٹ کے پاس پہنچا۔ پروفیسر اسٹ نے اسے خود کال کیا تھا۔ اس کا نام نیکس تھا۔ پروفیسر اسٹ نے نیکس کو اس مشین کی کارکردگی و کھلائی توہ بھی حیران رہ گیا۔ وہ اس لئے واپس چلا گیا کہ سلاوان کے اعلیٰ حکام سے بات چیت کر کے ان خرانوں کو چیک پوسٹوں سے بچا کر کسی طرح باہر نکالا جائے اور پروفیسر اسٹ کا ایک آدمی جس کا نام جنگر ہے۔ وہ ہمارے ایکٹھت ہارڈی کا کلاس فلیو اور دوست ہے۔ اس جنگر نے ہارڈی سے اس مشین کے پارے میں بات کی تو ہارڈی نے اس سے باقاعدہ معابده کر لیا کہ وہ اگر مشین لا دے تو اسے نہ صرف دس کروڑ ڈالرز نقد دیئے جائیں گے بلکہ ہارکری میں اعلیٰ ترین عہدہ بھی دیا جائے گا۔ جنگر راضی ہو گیا۔ البتہ اس نے شرط لگائی کہ اسے اس کی رقم سیست محفوظ طریقے سے ہم اپنے لئک ہارکری پہنچا دیں۔ ہم نے اس کی یہ شرط تسلیم کر لی۔ چنانچہ اس نے ایکشن لیا اور پروفیسر اسٹ اور اس کے چار ساتھیوں کو ہلاک کر کے مشین لے کر وہ وہاں سے نکل

”مشین کو حاصل کرتے ہی تم ہارڈی کے ذریعے فوری طور پر ہبپن کوارٹر بھجوادیا۔ بیہاں اس کے نیٹ ہوں گے اور اگر واقعی ایسکی مشین ایجاد کر لی گئی ہے تو پھر اس مشین کے فارمولے پر ہمارے سائنس دان اس جیسی مزید مشینیں تیار کریں گے اور ہم مصر کی زمین میں فن تمام خزانہ نکال لائیں گے۔۔۔۔۔ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو اینڈرسن نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹہ بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ہارڈی اندر داخل ہوا۔

”کیا ہوا۔۔۔۔۔ اینڈرسن نے اشتیاق آمیز لمحے میں کہا۔

”بیگر پہنچ گیا ہے اور مشین بھی لے آیا ہے۔۔۔۔۔ ہارڈی نے کہا۔

”یہ چیک کر لیا ہے کہ اس کے بیہاں آنے کا کسی کو علم تو نہیں ہوا۔۔۔۔۔ اینڈرسن نے کہا۔

”میں نے اسے پہلے ہی ہدایات دے دی تھیں اور پھر ہم نے اسے فوری طور پر بیہاں سے نکالا ہے اس لئے اس نے خود ہی بے حد احتیاط کی ہے۔ اب آپ گاریڈ چیک دے دیں تاکہ اس کی تسلی ہو جائے اور وہ مشین ہمارے حوالے کر دے۔۔۔۔۔ ہارڈی نے کہا۔

”مشین کہاں ہے۔۔۔۔۔ اینڈرسن نے چونکہ کچھ۔۔۔۔۔

”اس کے پاس ہے۔ کیوں۔۔۔۔۔ ہارڈی نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔

”تم نے کہا ہے کہ وہ چیک لے کر مشین ہمارے حوالے کرے گا تو میں سمجھا کہ اس نے مشین کہیں چھپا دی ہے اور ہاں۔۔۔۔۔ پہلے یہ چیکنگ تو ہو کر مشین ویسا کام کر بھی سکتی ہے جیسا کہ وہ دعویٰ کر رہا ہے۔۔۔۔۔ ہم اسے گاریڈ چیک دے دیں اور بعد میں مشین ہاپس لٹک۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔ اینڈرسن نے کہا۔

”ایسا نہیں ہے باس۔۔۔۔۔ بیگر میرا طویل عرصے سے دوست چلا آ رہا ہے۔۔۔۔۔ وہ کم از کم مجھ سے غلط بیانی نہیں کر سکتا اور پھر اس نے ہمارے ساتھ رہنا ہے اس وقت تک جب تک کہ وہ مصر سے باہر نہیں چلا جاتا۔۔۔۔۔ اگر آپ کو شک ہے تو ہم اسے دو روز مزید روک سکتے ہیں۔۔۔۔۔ اس دوران مشین کی آزمائش کی نہ کی انداز میں کی جا سکتی ہے۔۔۔۔۔ ہارڈی نے کہا۔

”مشینیں اس پر اعتقاد ہے۔۔۔۔۔ اینڈرسن نے کہا۔

”میں باس۔۔۔۔۔ سو فائدہ اعتقاد ہے۔۔۔۔۔ ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوو کے۔۔۔۔۔ تو پھر سنو۔۔۔۔۔ ہم نے اسے کوئی رقم نہیں دیتی۔۔۔۔۔ اسے گولی مار کر مشین حاصل کرو اور پھر اس کی لاش کی ویرانی میں پھینکوادو۔۔۔۔۔ اینڈرسن نے کہا تو ہارڈی اس طرح اینڈرسن کو دیکھنے لگیں ہیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ الفاظ اینڈرسن کے مذہب سے لٹکتے ہیں۔۔۔۔۔

”یہ۔۔۔۔۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔ ہارڈی نے انجھائی حرمت

ہوئے کہا۔
 ”اوکے۔ یہ لو چیک“..... اینڈرسن نے چیک بک سے ایک چیک علیحدہ کر کے ہارڈی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
 ”لیں باس“..... ہارڈی نے چیک لیا۔ اسے غور سے دیکھا اور پھر آٹیمنٹ بھرے انداز میں اسے تہہ کر کے انھ کھرا ہوا۔
 ”میں یہ چیک اسے دے کر میں لے آتا ہوں۔ پھر اس کے بیباں سے نکالنے کا پلان بنائیں گے باس“..... ہارڈی نے کہا اور اینڈرسن کے اثاثت میں سر ہلانے پر ہارڈی مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے عقب میں جیسے ہی دروازہ بند ہوا اینڈرسن نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
 ”لیں..... چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔“
 ”قاہرہ سے اینڈرسن بول رہا ہوں“..... اینڈرسن نے کہا۔
 ”لیں۔ کیا رپورٹ ہے“..... وسری طرف سے کہا گیا۔
 ”ہارڈی۔ جنگ کو میں سیست لے آیا ہے اور ہارڈی سے میری جو بات چیت ہوئی ہے وہ میں نے خفیہ طور پر شیپ کر لی ہے۔ آپ سن لیں۔ پھر بات ہو گی“..... اینڈرسن نے کہا اور ساتھ ہی فون کے نیچے موجود ایک بھن پر پیس کر دیا۔
 ”میں نے سن لی ہے بات چیت“..... کچھ دیر بعد چیف کی آواز سنائی دی۔

بھرے لجھ میں کہا تو اینڈرسن بے اختیار فنس پڑا اور اس کے ہفتے ہی ہارڈی کا ستا ہوا چہرہ بھی کھل اگلا۔
 ”میں تم سے مذاق کر رہا تھا۔ میں تمہیں گارینڈ چیک دیتا ہوں۔ یہ اسے دے دو اور اس سے مشین لے کر مجھے دو اور پھر اسے بیباں سے نکالنے کی تیاریاں شروع کر دو اور ہر طرح سے اختیاط کرتا“..... اینڈرسن نے کہا۔
 ”لیں باس۔ آپ کے مذاق نے تو میری جان ہی نکال دی تھی“..... ہارڈی نے کہا۔
 ”ہمارے پیشے میں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس میں حرمت کی کیا بات ہے“..... اینڈرسن نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے چیک بک نکالتے ہوئے کہا۔
 ”ہوتا ہو گا لیکن جنگ کو میں نہیں مار سکتا بلکہ میں اس کی حفاظت کروں گا۔ اس نے مجھ پر بڑے بڑے احسان کئے ہیں۔“ ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”اگر میں بطور بابا تمہیں سنجیدگی سے حکم دوں تو پھر بھی تم انکار کر دو گے“..... اینڈرسن نے چیک پر قلم لکھتے ہوئے کہا۔
 ”سوری باس۔ جنگ کے بارے میں ایسا حکم میں تسلیم نہیں کر سکتا۔ جس مشین کے ذریعے ہم کھربوں ڈال رکھا گیں گے اسے بھی اس میں سے معمولی سا حصہ ملتا چاہئے۔ ہم لاکھ برسے سی لیکن ہمارے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں۔“ ہارڈی نے جواب دیتے

سے ہی کھوائی کر کے خزانے نکالے جا سکتے ہیں۔۔۔ باس نے کہا۔

”لیکن اس طرح یہ میشن ریڈ لائٹ اینجنی کے نوش میں آجائے گی اور وہ اس پر قبضہ بھی کر سکتے ہیں۔۔۔ بے پناہ دولت حاصل کرنے کے لئے۔۔۔ چیف نے کہا۔

”ریڈ لائٹ اینجنی رافائل کے سر پر چل رہی ہے۔۔۔ میشن کی چیلنج کے بعد رافائل کو ختم کر دیا جائے تو یہاں اینجنی کا ہی خاتم ہو جائے گا۔۔۔ باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں۔۔۔ اس معاملے میں کوئی رسک نہیں لیا جا سکتا۔۔۔ تم میشن کو اپنے طور پر چیک کرو ورنہ ہیڈ کو اڑ بھجو دو۔۔۔ ہم اسے چیک کر لیں گے۔۔۔ چیف نے فیصلہ کرنے لگے میں کہا۔

”اوکے چیف۔۔۔ اینڈرسن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور ہارڈی اینڈر داخل ہوا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں ایک کیسرہ تھا اور چہرے پر صرفت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”یہ ہے وہ میشن باس۔۔۔ ہارڈی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا وہ کیسرہ اینڈرسن کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”یہ تو کیسرہ ہے۔۔۔ اینڈرسن نے اسے انداز کر لٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

”اسے کیسرے کی شکل میں بنایا گیا ہے۔۔۔ ایک ہن پر لیں کریں

”اب کیا حکم ہے چیف۔۔۔ باس نے کہا۔

”تمہارا خیال درست تھا اس لئے اب ہارڈی کو بھی ختم کرنا ضروری ہو گیا ہے ورنہ یہ ہمارے خلاف بھی بغاوت کر سکتا ہے۔۔۔ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے چیف۔۔۔ میشن آپ کو فوری بھجو دی جائے یا پہلے اسے یہاں چیک کیا جائے۔۔۔ باس نے کہا۔

”اسے چیک کیسے کرو گے۔۔۔ چیف نے پوچھا۔

”یہاں تک کام ریڈ لائٹ اینجنی ایک اور انداز میں کر رہی ہے۔۔۔ یہ اینجنی نیدر لینڈ کی ہے۔۔۔ اس اینجنی کا یہاں چیف راڈار کے جنکر کرتا دھرتا ایک مقامی آدمی رافائل۔۔۔ وہ اپنے طور پر لگک دیلی کے چار اہراموں سے کچھ فاصلے پر خفیہ طور پر خصوصی میشنوں کے ذریعے ریت میں سرگن لگا کر ان اہراموں میں موجود خزانے حاصل کرنے پر کام کر رہے ہیں لیکن یہاں کے مصری ماہرین قدیم دور کے کتبیں کی تحریر کا تجھیہ ہے جو غلط بھی ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔ رافائل ہمارا آدمی بھی ہے۔۔۔ رافائل سے طے ہے کہ اگر خزانہ انہیں مل گیا تو آدھا ہمارا ہو گا جبکہ اس کے بدالے میں وہاں کام کرنے والے ماہرین ہمارے ہیں۔۔۔ رافائل کو یہ میشن دی جا سکتی ہے کہ وہ اسے چیک کرے۔۔۔ اگر یہ میشن کام کرتی ہے تو پھر کسی سرگن لگانے کی ضرورت نہ ہو گی اور پورے مصر کے اہراموں اور مقبروں کو اس میشن کے ذریعے چیک کیا جا سکتا ہے اور ان اہراموں کے اندر

ہاتھ اٹھایا تو اس کے ہاتھ میں مشین پھل موجود تھا اور پھر اس سے پسلے کہ ہارڈی سنجھ اینڈرسن نے ٹریگر دبادیا اور ایک رحم کے ساتھ ہی ہارڈی چیخنا ہوا کری سمیت الٹ کر چیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ گولی چونکہ براہ راست اس کے دل میں اتر گئی تھی اس لئے اسے زیادہ پھر لئے کا موقع بھی نہ ملا تھا۔ اینڈرسن نے پھل کو واپس دراز میں رکھا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے یہکے بعد ڈیگرے کئی پہن پر لیں کر دیئے۔

”لیں باس۔ رابرٹ بول رہا ہوں“..... دوسرا طرف سے سب ہیٹکو اڑا خارج رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

”بیگر جس سے ہارڈی نے ملاقات کی ہے اب کہاں ہے۔“ اینڈرسن نے کہا۔

”وہ مینٹگ روم میں موجود ہے باس“..... دوسرا طرف سے کہا گیا۔

”جا کر اسے گولی مارو اور پھر مجھے روپورٹ دو۔ فوراً جاؤ بھی۔“ اینڈرسن نے تیز اور تحکماں لہجے میں کہا۔

”لیں باس“..... دوسرا طرف سے کہا گیا تو اینڈرسن نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی نئی آئی تو اینڈرسن نے رسیور اٹھایا۔

”لیں“..... اینڈرسن نے کہا۔ ”رابرٹ بول رہا ہوں باس۔ حکم کی تعییل کر دی گئی ہے باس۔“

تو یہ عام کمرہ ہو گا لیکن دوسرا بُن پر لیں ہوتے ہی یہ زیر زمین خراںوں کی تصاویر بناتے گا۔ ہارڈی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میری بات غور سے سنو۔“..... اینڈرسن نے میز کی دراز کھول کر کمرہ اس میں رکھتے ہوئے کہا اور پھر دراز کو بند کر کے اس نے اپر والی دراز کھول کر اس میں ہاتھ رکھا۔

”کیا باس..... ہارڈی نے کہا۔

”بیگر تمہارا دوست ضرور ہے لیکن یہ مشین والا معاملہ انتہائی اہم ہے۔ ہم بیگر کو زندہ نہیں رکھنا چاہتے ورنہ وہ نجانے کس کس کو اس مشین کے بارے میں بتا دے اور پھر خراںوں کی وجہ سے نجانے کون کون سی تنظیمیں ہم پر نوٹ پڑیں اس لئے تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ تم بیگر کو ہلاک کر دو۔“..... اینڈرسن نے انتہائی نجیدہ لہجے میں کہا۔

”سوری باس۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ آپ یہ مشین مجھے دیں۔“ میں اسے بیگر کو واپس کر کے اس سے چیک لے آتا ہوں پھر بیگر کو واپس بیٹھ جیک دوں گا۔ اس کے بعد آپ جو چاہیں اس کے ساتھ سلوک کریں۔“..... ہارڈی نے بھی انتہائی نجیدہ لہجے میں کہا۔

”سوچ لو ہارڈی۔ یہ میرا ہی نہیں چیف کا بھی حکم ہے۔“ اینڈرسن نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔

”میں چیف سے مذکور کر لوں گا۔“..... ہارڈی نے دو نوک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو اینڈرسن نے دراز پر رکھا ہوا

دوسرا طرف سے رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

”اس کے پاس ایک گاڑی چک ہو گا۔ وہ اس کی جیب سے نکال لو اور اس کی لاش کو کسی دیران جگہ پر پھینکو دو اور ہارڈی کو بھی چیف کے حکم کی تعینت نہ کرنے کی صورت میں گوئی مار دی گئی ہے۔ اس کی لاش میرے آفس میں موجود ہے اسے انھا لو اور بر قی بھٹی میں ڈالو کر راکھ کردا دو“..... ایندرسن نے کہا۔

”جیگر کی لاش بھی بر قی بھٹی میں نہ ڈالو دی جائے باس۔“
رابرٹ نے کہا۔

”مہیں۔ اس کی لاش پولیس کو ملی چاہئے۔ اس نے اپنے آدمیوں کو مارا ہے اور اس کی انکواری ہو رہی ہو گی۔ اگر اس کی لاش نہیں تو انکواری کا دائرہ وسیع بھی ہو سکتا ہے اور ہم بھی اس میں کسی نہ کسی طرح ملوث ہو سکتے ہیں جیکہ لاش ملے کی صورت میں معاملہ ختم ہو جائے گا۔“..... ایندرسن نے کہا۔

”لیں باس“..... دوسرا طرف سے کہا گیا تو ایندرسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کھ دیا۔

ٹانیگر میکسی میں سوار لاگور کی ایک سڑک پر سے گزر رہا تھا۔ لاگور خاصا بڑا شہر تھا اور اس کا اپنا مین الاقوامی ایئر پورٹ تھا۔ قاہروہ سے لاگور کے لئے لوکل فلائیٹس چلتی تھیں۔ ٹانیگر ایک لوکل فلاٹ کے ذریعے قاہروہ سے لاگور پہنچا تھا تاکہ کراون گروپ کے راجر کو کوکر کئے جس کا تعلق اس گروپ سے تھا جس نے قدیم تاریخی تختیاں اور قدیم تاریخی ہیرا مصر کے نیشنل میوزیم سے چوری کر لیا تھا جنہیں ہر آمد کرنے کے لئے عمران اور ٹانیگر مصر پہنچتے۔ ٹانیگر نے پاکیشی سے قاہروہ کے ایک کلب کے جزوں متجر شیرازی کی ٹپ حاصل کی تھی اور شیرازی سے اسے الحکم کے اسکلر لیکن ظاہر عالم فاضل بنے ہوئے نسائی کا پتہ چلا تھا اور نسائی نے راجر کا نام اور فون نمبر بتایا تھا۔ البتہ اس کا پتہ معلوم نہیں تھا۔ صرف اتنا معلوم تھا کہ راجر مصر کے بڑے شہر لاگور میں رہتا ہے اور اس نے

دہاں اپنے گروپ کا ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا تھا۔ فون نمبر چونکہ سیلیاں سے مسلک تھا اس لئے اچھی سے اس جگہ کا پتہ نہیں چلا�ا جاسکتا تھا جس پر عمران نے اس کی مدد کی اور لاگور کے تعصیلی نقشہ کی مدد سے عمران نے پیک کر کے معلوم کر لیا کہ یہ فون نمبر لاگور کی معروف رہائش کا لونی گرین ناؤن میں واقع ہے۔ البتہ کوئی کا نمبر معلوم نہ ہو سکا تھا لیکن نائیگر کو اس کی قدر نہیں تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ اس کوئی کو آسانی سے ملاں کر لے گا کیونکہ قابوہ میں سرکاری طور پر رہائش کا لونی کے لئے مقامی شہری حکومت کے تحت باقاعدہ ادارے بنائے ہوئے تھے جنہیں لوکل کوسلو کہا جاتا تھا۔ یہ لوکل کوسلو ہر کالونی میں رہنے والوں کا نہ صرف مکمل ریکارڈ رکھتی تھی بلکہ گھر اور سیورٹی کی صورت میں ہنگامی طور پر کام کرتی تھی۔ اس پلائی کی خرابی کی صورت میں ہنگامی طور پر سکون زندگی گزارتے تھے۔ طرح کالونی میں رہنے والے بے حد پر سکون زندگی گزارتے تھے۔ انہیں ان معاملات کے سلسلے میں کوئی پریشانی پہنچانا پڑتی تھی۔ صرف ایک فون کال پر فوری امداد مہیا کر دی جاتی تھی اس لئے نائیگر کو معلوم تھا کہ گرین کالونی کی لوکل کوسل سے فون نمبر اور راجر کے نام سے رہائش گاہ کے بارے میں معلومات آسانی سے مل جائیں گی۔

”آپ نے گرین کالونی میں کہاں ڈرپ ہوتا ہے سڑ۔“
ڈرائیور نے اچانک پوچھا۔

”میں نے گرین کالونی کی لوکل کوسل میں ایک آدمی سے ملتا ہے۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”لیں سر۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیا اور پھر کچھ دیر بعد جیسی ایک رہائش کالونی میں داخل ہو گئی اور پھر ایک دو منزلہ عمارت کے سامنے رک گئی۔ عمارت پر گرین کالونی کوسل کا بورڈ موجود تھا۔ ایک سائینڈ پر ایمپلیسٹر اور آگ بجھانے والی گاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ سامنے میں دروازہ تھا۔ نائیگر جیسی سے اڑا، اس نے میٹر دیکھ کر نہ صرف کرایہ دیا بلکہ ایک معقول پہنچی دے دی اور ڈرائیور سلام کر کے جیسی آگے لے گیا تو نائیگر عمارت کے میں گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اندر ایک بڑا ہاں تھا جس میں مختلف میزیں موجود تھیں جن پر باقاعدہ کام ہو رہا تھا جبکہ فرنٹ پر ایک طویل کاؤنٹر بہا ہوا تھا جس پر مختلف شعبوں کے بارے میں پیش نصب تھیں اور وہاں چند لوگ کاؤنٹر پر موجود تھے۔ ایک سائینڈ پر انکو اڑی کی پیٹھ بھی موجود تھی۔ کاؤنٹر کے پیچے ایک نوجوان کھڑا تھا۔ نائیگر اس کی طرف بڑھ گیا۔

”ویکم۔ فرمائیے۔۔۔ نوجوان نے نائیگر کے اپنے سامنے رکتے ہی مکراتے ہوئے کہا۔

”میں ایشیا سے آیا ہوں۔ گرین ناؤن میں ایک صاحب رہتے ہیں راجر صاحب۔ ان کا کارڈ میرے پاس تھا جو کہیں گر گیا ہے۔ کیا آپ میری رہنمائی کریں گے کہ وہ کسی میں رہائش پذیر

ہیں”..... نائیگر نے کہا۔

”میں چیک کرتا ہوں۔ آپ دو منٹ مجھے دیں“..... نوجوان نے کہا اور واپس ہال کے آخری کونے میں موجود میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دہان سے ایک فائل اختانی اور اسے لے کر واپس کاؤنٹر پر آ گیا اور اس نے اس فائل کو کھول کر چیک کرنا شروع کر دیا۔ نائیگر دیکھ رہا تھا کہ فائل میں حروف چینی کے مطابق اندر اج کیا گیا تھا۔ نوجوان نے حرف آر کو چیک کرنا شروع کر دیا۔

”بتاب۔ گرین ناؤن میں تین صاحبان کا نام راجح ہے۔ آپ کے مطلوب صاحب کا پورا کیا نام ہے“..... نوجوان نے کہا۔

”میری ان سے فون پر بات ہوئی تھی۔ اس میں انہوں نے صرف راجر کا نام لیا تھا۔ البتہ وہ یورپی نژاد ہیں۔ مقامی نہیں ہیں۔“..... چلیں آپ مجھے تینوں صاحبان کی رہائش گاہوں کے نمبر بتا دیں۔ میں چیک کر لوں گا“..... نائیگر نے کہا۔

”اوہ۔ ایک منٹ۔ یہ راجر صاحب تو مصر کے شہری ہیں اور یہ دوسرے راجر صاحب ایکیرنین شہری ہیں اور ہال۔ یہ راجر جوزف صاحب ہیں۔ یہ یورپی نژاد ہیں۔ یہاں ایک کالم میں یہ معلومات درج ہیں“..... نوجوان نے از خود فائل کو پڑھتے ہوئے کہا۔

”ان کی رہائش گاہ کا نمبر کیا ہے۔ میرا مطلب ہے راجر جوزف۔“..... نائیگر نے کہا۔

”ان کی رہائش گاہ کا نمبر ہے تھرٹی ون۔ تھرڈ بلاک۔ ان کا فون نمبر بھی درج ہے۔ آپ کو چاہئے“..... نوجوان نے کہا۔

”ہاں۔ ہتا دیجئے۔ نمبر بھی کارڈ پر تھا جو گر گیا ورنہ مجھے آپ کے پاس نہ آتا پڑتا۔ آپ کی مدد کا بے حد شکریہ“..... نائیگر نے کہا۔

”اسکی کوئی بات نہیں۔ یہ تو ہمارا فرض ہے“..... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک چٹ اٹھا کر اس پر فون نمبر لکھا اور چٹ نائیگر کی طرف بڑھا دی۔ چٹ پر کوئی نمبر نہیں بچا ہے کیا کہ یہ وہی فون نمبر درج تھا۔ نائیگر نے ایک ہی نظر میں چیک کر لیا کہ یہ وہی کر راجر کا پورا نام راجر جوزف ہے۔ نائیگر نے نوجوان کا شکریہ ادا کیا اور واپس میں گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ میں گیٹ سے باہر آ کر وہ پیڈل ہی آگے بڑھ گیا۔ گرین ناؤن کے ہر چوکوں پر کوئیوں کے نمبر اور بلاک کے بارے میں درج تھا اور پھر وہ تھوڑا آگے چوک پر پہنچا تو اس کے چہرے پر مسکراہت امہر آئی کیونکہ یہ تھرڈ بلاک ہی تھا اور کوئی نمبر تھرٹی ون نہیں اس بورڈ کے مطابق اس موڑ پر ہی واقع تھی۔

نائیگر تیز قدم اختاتا ہوا تھرٹی ون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ فٹ پاتھ پر چونکہ کافی مرد اور عورتیں بھی چل رہی تھیں اس لئے کسی نے اس کے اس طرح پیڈل چلنے پر کسی حرمت کا انتہا رکھنا کیا

تما اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک خاصی بڑی کوئی کے سامنے موجود تھا جس کا جہازی سائز چھانگ بند تھا۔ سائینڈ ستون پر تھرٹی ون کی پلیٹ موجود تھی لیکن کسی کا نام درج نہیں تھا۔ نائیگر ایک نظر کوئی کی طرف دیکھتا ہوا رکے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب اس کے لئے منسلک تھا اندر پہنچنا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ باقاعدہ ایک گروپ کا ہیئت کوارڈ ہے اس لئے یہ عام ہی رہائش گاہ نہیں ہوگی۔ یہاں سخت قسم کے خلافی انتظامات بھی کئے گئے ہوں گے۔ اس کوئی سے دوسری کوئی ملحوظ تھی اور پھر سائینڈ پر ایک سڑک جاری تھی۔ نائیگر سائینڈ روڈ پر مزگیا اور پھر یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہت ابھر آئی کہ دونوں کوئیوں کے عقی طرف ایک پوزی گلی تھی جس میں باقاعدہ کوئے کے بڑے بڑے درم موجود تھے۔

نائیگر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ تیزی سے عقبی گلی میں مز گیا۔ اسے اب گٹر کے دہانے کی تلاش تھی اور پھر دو بڑے ڈرمول کے پیچے گٹر کا دہانے سے نظر آ گیا۔ چونکہ بڑے ڈرمول کی اوٹ تھی اس لئے نائیگر نے جک کر گٹر کے دہانے کی سائینڈوں میں موجود گرپس میں ہاتھ ڈالے اور ایک زور دار جھکٹے سے اس نے ڈھلن اٹھا کر سائینڈ پر رکھا اور پھر پیچے گٹر میں جھانا تو اس کے منہ سے قدرے اطمینان بھری آواز نکلی کیونکہ یورپ اور ایکریمیا میں تو گٹر لائن بہت بڑی اور چوڑی ہائی جاتی تھی اس میں آسانی سے چلا جا سکتا تھا اور اس میں چونکہ بجلی اور گیس کی لائیں بھی موجود

ہوتی تھیں اس لئے انہیں چیک کرنے اور ایکریمی کی صورت میں ان کی مرمت کرنے کے لئے لوگ گٹر میں اتر کر کام کرتے رہتے تھے لیکن پاکیشا میں ایسا نظام نہیں تھا اور اسے خطرہ تھا کہ یہاں مصر میں شاید یہ سب کچھ ایکریمیا اور یورپ جیسا نظام نہ ہو لیکن گٹر کے دہانے سے پیچے جھانکنے سے اسے قدرے اطمینان ہو گیا کیونکہ گٹر یورپ اور ایکریمیا ہتنا بڑا نہیں تھا لیکن بہر حال بڑا ضرور تھا کہ اس میں قدرے جھک کر چلا جا سکتا تھا۔ اس نے اٹھ کر اپنی مطلوبہ کوئی کی طرف دیکھا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ یہ گٹر لائن اس کی مطلوبہ کوئی میں ہی جا رہی ہے تو مژکر پیچے جانے والی لوہے کی سیڑھی کے ذریعے پیچے اترنے لگا۔ البتہ کچھ پیچے اتر کر اس نے ڈھلن کو اٹھا کر دہانے پر اس طرح رکھا کہ وہ پورا کھلا ہوا نہیں تھا اور نہ ہی پوری طرح بند تھا اور پھر وہ پیچے اترتا چلا گیا۔

گٹر لائن میں خاصا اندر ہی تھا۔ صرف میں ہوں کے ڈھلن والی جگہ سے تھوڑی سی روشنی اندر آ رہی تھی۔ جس وقت نائیگر نے ڈھلن اٹھایا تھا اس وقت گٹر سے تیز بو اس کی سے ٹکرائی تھی لیکن کچھ دیر ڈھلن ہٹا رہنے کی وجہ سے بھی بو خاصی کم ہو گئی تھی یا دوسری صورت میں یہ بھی ہو سکتا تھا کہ نائیگر کی ناک اس بدبو کی عادی ہو گئی تھی۔ بہر حال اب اسے اس قدر یوم حسوں نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اسے آگے ہی نہ بڑھنے دیتی۔ وہ گٹر لائن کی سائینڈ میں تھک گدھ پر جھک کر چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر جب وہ

دوسرے دہانے تک پہنچا تو اس کے اپنے اندازے کے مطابق وہ اپنی مطلوبہ کوٹھی کی عین سمت میں پہنچ گیا تھا۔ لوہے کی سیرھی یہاں بھی موجود تھی۔ وہ سیرھی چڑھتا ہوا اوپر پہنچا اور پھر دونوں ہاتھوں سے پورا زور لگا کر اس نے ڈھکن اٹھا کر سائید پر رکھا اور پھر گردن باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا تو وہ واقعی کوٹھی کے عینی باغ کے کونے میں موجود تھا۔ دو منزلہ کوٹھی کا عینی حصہ سامنے تھا۔ پانی اور گیس کے پاپے اوپر جا رہے تھے۔ عینی باغ میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ناگینگر سیرھی چڑھ کر اوپر آ گیا اور پھر اس نے ڈھکن اٹھا کر واپس دہانے پر رکھ دیا اور پھر وہ سائید گلی کی طرف بڑھنے کی بجائے عمارت کی عینی طرف بڑھنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ فرنٹ کی طرف انجائی سخت پہر ہو گا اور وہ پونکہ اکیلا تھا اس لئے وہ ان کے سامنے نہ آنا چاہتا تھا۔ وہ اس انداز میں راجہ تک پہنچنا چاہتا تھا کہ اس تک پہنچنے ہوئے کوئی اسے مارک نہ کر سکے اس لئے اس نے فرنٹ کی طرف جانے کی بجائے عینی طرف سے عمارت کے اندر جانے کا پروگرام بنایا کیونکہ ایک پاپ کے ساتھ والی کھڑکی کھلی ہوئی تھی جبکہ باقی تمام کھڑکیاں بند تھیں۔

ناگینگر عمارت کے قریب پہنچ کر رکھا۔ ایک نظر اس نے اوپر دیکھا اور پھر وہ پاپے کے ذریعے کسی بذر کی سی تیزی سے اوپر چڑھنے لگا۔ ابھی وہ کھڑکی کے قریب نہ پہنچا تھا کہ اس کے حاس کا نوں میں کسی کے چلے کی آواز سنائی دی تو مزید اوپر چڑھنے سے رک

گیا۔ اس نے یچے دیکھتا شروع کر دیا اور پھر اسے ایک مسلسل آدمی سائید گلی سے نکل کر عینی طرف آتا دکھائی دیا لیکن وہ آگے جانے کی بجائے وہیں رک گیا اور اس نے سرسری سے اندازی میں ادھر ادھر دیکھا۔ ناگینگر گوسا کست تھا لیکن بہر حال وہ سامنے تھا اور آنے والا مسلسل آدمی اگر دیسے ہی سراور اٹھا کر دیکھ لیتا تو ناگینگر اسے واضح طور پر نظر آ جاتا اور پھر وہ مسلسل تھا جبکہ ناگینگر کے پاس پہنچ کا بھی کوئی راست نہیں تھا۔ ناگینگر کے ذہن میں دھماکے ہو رہے تھے کیونکہ وہ مسلسل گارڈ کسی بھی لمحے نظریں اٹھا کر اسے دیکھ سکتا تھا۔ ناگینگر نے اپنے بھنگے کا راستہ تلاش کرنے کی کوشش شروع کر دیں لیکن اسکی لمحے وہ آدمی واپس مزا اور ایک بار پھر قدموں کی آوازی سنائی دینے لگیں جو مدد ہوتی جا رہی تھیں تو ناگینگر نے بے اختیار نہ صرف اطمینان کا سانس لیا بلکہ دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا بھی خیر ادا کیا اور ایک بار پھر وہ اوپر کی طرف چڑھنے لگا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس کھڑکی کے قریب پہنچ گیا جو کھلی ہوئی تھی۔

ناگینگر نے سر آگئے کر کے کھڑکی میں جماعتکنی کی کوشش کی تو اسے نظر آیا کہ یہ کمرہ تھا اور بیٹھ روم کے انداز میں جا ہوا تھا۔ شاید رات کو کسی وجہ سے کھڑکی کھوئی گئی اور پھر اسے صحیح کو بنڈ نہیں کیا گیا۔ اس طرح یہ کھڑکی کھلی رہ گئی ورنہ دو منزلہ اس عمارت کی باقی تمام کھڑکیاں بند تھیں۔ ناگینگر نے ایک ہاتھ سے پاپے پکڑا اور دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس نے کھڑکی کے کھلے ہوئے پٹ کو پکڑا اور

"لیں۔ راجر بول رہا ہوں اس آدمی کی بھاری آواز سنائی دی۔

پھر دوسرا طرف سے کچھ کہا گیا تو راجر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو رچڈ۔ عمران کو ہلاک کر دیا گیا ہے راجر نے اچھلتے ہوئے کہا تو ادھر راہداری میں موجود نائیگر بھی عمران کا نام اور اس کے بارے میں بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"ٹھہرو۔ میں فون محفوظ کر لوں راجر نے دوبارہ کری پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے فون سیٹ کے چند بُن پر لس کر دیئے۔

"ہاں۔ اب تفصیل بتاؤ۔"..... راجر نے تیز لمحے میں کہا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس نے فون محفوظ کرنے کے لئے اسے آٹو کر دیا تھا اس لئے اب رسیور میں بات کرنے کی بجائے اسے لاڈر کے ذریعے دوسرا طرف سے بات سننا پڑے گی اور پھر خود بھی بغیر مائیک کے بولنا ہو گا۔ یہ فون کو محفوظ کرنے کا خصوصی سُم ہوتا ہے کیونکہ رسیور اور مائیک کے ذریعے ہونے والی بات چیت کے نیب ہونے کے امکانات ہوتے ہیں۔ بغیر رسیور اور مائیک کے ہونے والی بات چیت کی طرح نیپ نہ ہو سکتی تھی لیکن اس سے نائیگر کو یہ فائدہ ہو گیا کہ اب وہ دوسرا طرف سے آنے والی آواز بھی تنوبی سن سکتا تھا۔

"باس۔ آپ کے حکم کی تفصیل میں ہم نے جمال پاشا کی رہائش گاہ کی مشینی گرانی شروع کر دی۔ تب ہمیں پتہ چلا کہ نیدر لینڈ کی ریئل لائٹ انجینی کا مقامی انجین رائل اپنے ساتھیوں سمیت جمال

پھر ایک جنگل سے اس کے پیروں کھڑکی کے نیچے موجود شیڈ پر جم گئے اور چند منٹ بعد وہ کمرے کے اندر بیٹھنے لگا تھا۔ کمرے کا انداز

بتارہ تھا کہ اسے باقاعدہ استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ ہیر ونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر جھانکا تو وہاں ایک راہداری تھی اور اس راہداری میں کوئی موجود نہیں تھا۔ اب نائیگر کو اس راجر کی طلاق تھی لیکن وہ نہ اسے پچھاتا تھا اور

نہ ہی اسے اس کے قد و قامت کے بارے میں کوئی معلومات حاصل تھیں کیونکہ نسائی کی بھی اس سے صرف فون پر پاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ بہر حال وہ راہداری میں سے گزرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا

کہ اس کے کافنوں میں فون کی گھنٹی بجھنے کی آواز پڑی تو وہ تیزی سے اس روشنдан کی طرف بڑھا جہاں سے آواز سنائی دے رہی تھی۔ یہ روشندان تکمیل تھا لیکن اس میں ششی کی بجائے موٹی جالی

نصب تھی۔ اس نے نیچے جھانکا تو وہ کرہ آف کے انداز میں سجا گیا تھا۔ البتہ کمرہ خالی تھا۔ اس میں کوئی آدمی موجود نہیں تھا جبکہ میز پر موجود فون کی گھنٹی مسلسل بیج رہی تھی۔ اسی لمحے سے نائیگر نے سرچ کھٹت سے نیچے کر لیا کیونکہ روشنдан دروازہ کھلا اور نائیگر نے سرچ کھٹت سے نیچے کر لیا اور رسیور اس کے روشندان سے جو یقیناً واش روم کا دروازہ تھا بالکل سامنے نظر آتا تھا۔ چند لمحوں بعد جب کری گھنٹے اور رسیور اسٹھنے کی آواز سنائی دی تو نائیگر نے سر اوپر اٹھایا۔ اب ایک آدمی میں کری پر بیٹھا دکھائی دے رہا تھا اور رسیور اس کے ہاتھ میں تھا۔

”لیکن باس۔ ہپتال میں اس کا علاج جاری ہے لیکن ابھی اس کی حالت خطرے میں ہائی جاتی ہے“..... رچڈ نے جواب دیا۔
”ریڈ لائٹ اینجنسی نے مزید کارروائی تو نہیں کی“..... راجر نے پوچھا۔

”انہوں نے گرنے کی کوشش کی تھی لیکن پرسسر سدرہ کو شاید پہلے سے اس کا اندازہ تھا اس نے انہوں نے عمران کو پہلی ہپتال منتقل کر دیا جہاں پہلی وارڈ میں رکھا گیا ہے اور آپ کو بتا دوں کہ یہ وی آئی پی وارڈ ہے اور اس کی حفاظت دن رات تربیت یافتہ کمانڈوز کرتے ہیں حتیٰ کہ ڈاکٹروں اور نرسوں کو بھی چینگ کے مرحل سے گرا کر وارڈ میں جانے دیا جاتا ہے“..... رچڈ نے جواب دیا۔

”میک ہے۔ تم عمران کے بارے میں مجھے روپورٹ دیتے رہنا۔ اس کی ہلاکت ہمارے لئے بے حد فائدہ مند ہو گی۔ میں چیف کو اطلاع دیتا ہوں“..... راجر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ پر ہما کر کے بعد دیگرے کی ہٹن پریس کر دیئے۔

”لیں“..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”راجر بول رہا ہوں لا گور سے“..... راجر نے کہا۔

”لیں۔ کوئی خاص بات“..... دوسرا طرف سے کہا گیا تو راجر نے رچڈ کی طرف سے دی گئی روپورٹ دوہرادری۔

”گذ نیوز۔ اب کم یہ تختیاں مزید محفوظ ہو گئیں ورنہ ہمیں

پاشا کی رہائش گاہ کی مگر انی کر رہا ہے۔ پھر عمران وہاں پہنچ گیا۔ اس کے بعد مقامی سیکرٹ سروس کی پرسسر سدرہ بھی اپنی کار میں وہاں پہنچ گئی ہم نے اندر ہونے والی باتیں ریکارڈ کرنے کی کوشش کی لیکن اندر شاید خصوصی ناٹپ کے آلات نصب تھے اس لئے کوئی بات چیت شپ نہ ہو سکی۔ پھر تقریباً ڈبڑھ گھنٹے بعد عمران کی کار رہائش گاہ سے باہر آئی اور مزکرا گے بڑھتی چلی گئی۔ اس کے بعد پرسسر سدرہ کی کار بھی باہر آئی لیکن اسی وقت وہاں موجود رافائل اور اس کے آدمیوں نے عمران کی کار پر میزائل فائر کر دیا جو براد راست کار کو لگا اور کار پر زے پر زے ہو کر فضا میں اڑتی چلی گئی۔ بولنے والا جس کا نام رچڈ تھا وہ مسلسل بولتے ہوئے روپورٹ دے رہا تھا۔ نائیگر کا دل اس طرح زور زور سے دھڑک رہا تھا جیسے سینڈ تو ڈر کر باہر آ جائے گا۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہو رہا تھا۔

”کیا عمران پلاک ہو گیا“..... راجر نے پوچھا۔

”وہ شدید رُخی ہوا ہے باس۔ اسے ہپتال پہنچا دیا گیا ہے اور یہ کام پرسسر سدرہ نے کرایا ہے ورنہ شاید عمران ہپتال تک نہ پہنچ پاتا“..... رچڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے معلوم کیا کہ عمران کی کیا پوزیشن ہے“..... راجر نے پوچھا۔

بھی خطرہ عمران سے تھا لیکن ریڈ لائٹ اینجنسی نے یہ کارروائی کیوں کی ہے۔ ان کو عمران سے کیا خطرہ تھا۔..... چیف نے پوچھا۔ ”میں رچڈ سے کہوں گا کہ وہ اس بارے میں بھی معلومات اکٹھی کرے۔..... راجنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ مجھے روپرٹ دینا۔..... دوسرا طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹاک کی بلکل ہی آواز کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجر نے بھی رسیور اٹھا کر اسے دوبارہ کریبل پر رکھ دیا تو تھا نائگر سمجھ گیا کہ راجر نے رابطہ ختم کر دیا ہے۔ تھا نائگر کو عمران کے خطرے میں ہونے کا علم ہو گیا تھا لیکن نجاںے کوں اس کے دل میں اطمینان کی لمبڑی دوڑ گئی اور اس کے ذہن میں جو دھماکے ہو رہے تھے وہ ختم ہو گئے تھے۔ عمران پونکہ تاہرہ میں تھا اور تھا نائگر اس وقت لاگور میں تھا اس لئے وہ فوری طور پر عمران تک بھی نہ بھجنے سکتا تھا اور یہ بات بھی سامنے آ گئی تھی کہ تختیاں اس راجر کے گروپ نے چوری کی ہیں اور جس طرح چیف نے کہا تھا اس سے واضح تھا کہ تختیاں راجر گروپ کے ہیڈ کوارٹر بھجوادی گئی ہیں اور اب اس نے راجر سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا شہیں۔ چنانچہ وہ آگے بڑھا اور پھر ھڑوی دیر بعد وہ یئرھیاں اتر کر پہلی منزل پر آ گیا۔ بیہاں ایک بند برآمدہ تھا جس میں آگے جا کر ایک بڑا دروازہ تھا جو بند تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ راجر اپنی حفاظت کے لئے اس عمارت کو فرست اور بیک سے قطعی علیحدہ رکھے

ہوئے تھا۔

ٹائگر کو وہ کھڑکی کھلی ہوئی نہ ملتی تو اس کے لئے اس طرح خاموشی سے اندر داخل ہوتا نا ممکن ہو جاتا اور بیہاں فائرنگ اور جیج و پکار کی وجہ سے اس گنجان آباد کالوں میں کوئی نہ کوئی پولیس کو باطلاءع دے دیتا اور بیہاں کی پولیس بھی یورپ کی طرح خاصی تیز رفتار واقع ہوئی تھی۔ اس کے باوجود تھا نائگر خاصاً محتاط تھا اور پھر ایک بار پھر راجر کی آواز اس کے کافلوں میں پڑی۔ وہ پھر کسی سے فون پر باتیں کر رہا تھا۔ تھا نائگر اس آواز کا تعاقب کرتے ہوئے راجر کی آفس تک پہنچ گیا۔ آفس کا دروازہ بند تھا اور اندر سے راجر کی بلکل ہی آواز سنائی دے رہی تھی۔ تھا نائگر دروازے کے قریب جا کر رک گیا۔ یہ چونکہ بند اور علیحدہ عمارت تھی اس لئے اس کی کی مداخت کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ راجر کی آواز اس قدر بلکل تھی کہ تھا نائگر واضح طور پر یہ الفاظ نہ سن سکتا تھا اور جب اسے رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی تو اس نے تیزی سے دروازے پر بدا تو دروازہ جو اندر سے لاکٹہ نہ تھا ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا اور تھا نائگر بھلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوا تو دروازہ کھلنے کی آواز سن کر کسی پر بیٹھنے ہوئے راجر نے چمک کر دروازے کی طرف دیکھا ہی تھا کہ تھا نائگر نے اندر داخل ہوتے ہی جپ لگایا اور ایک لمحے کے لئے اس کے دونوں ہمراہ پر پڑے اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں موجود میشین پیل کا دستہ پوری قوت سے لاشوری طور پر اٹھنے کی

کوشش کرتے ہوئے راجر کے سر پر پڑا اور وہ چیختا ہوا واپس کریں میں ہنس گیا جبکہ نائیگر نے چھلاوے کے سے انداز میں ایک بار پھر جپ لگایا اور اب وہ میرزی کی عادت تھی کہ وہ ساتھ زمین پر کھڑا تھا۔ یہ سب کچھ دلچسپی میں پلک جھپٹنے میں ہو گیا۔

نائیگر نے مشین پسل کے دستے کا دوسرا وار اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے راجر کے سر پر بار دیا اور اس بار راجر کا جسم کریں میں ہنس گیا اور اس کی گردن سائید پر گرفتگی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اگر نائیگر میرز پر چڑھ کر اس پر وارت کرتا بلکہ دوڑ کر میرز کی سائید سے ہو کر راجر تک پہنچ کی کوشش کرتا تو یقیناً میرزی دراز میں موجود راجر کے مشین پسل کی زد میں آ کر ہلاک ہو سکتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ راجر جیسے لوگ فیلڈ میں برسوں کام کرنے کے بعد ہی اس پوزیشن پر چکتے ہیں اور ہر آدمی لازماً میرزی دراز میں الٹو رکھتا ہے اور راجر بہر حال اس قدر پھرتی سے ضرور کام لے سکتا تھا اور نائیگر کے لئے مشکل ہو جاتی اس لئے نائیگر اس انداز میں اس پر حملہ کر کے اسے بے ہوش کر دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ مشین پسل کا بھاری دست ہاتھ موڑ کر مارنے سے خاصی چوت لگاتا تھا اس لئے پہلی ضرب کے بعد راجر فوری طور پر مشکل نہ سکا تھا اور دوسری ضرب نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔

راجر کے بے ہوش ہوتے ہی نائیگر میرزی سے واپس مڑا اور اس نے کھلے ہوئے دروازے کو بند کر کے اسے لاک کر دیا۔ پھر اس

نے اپنی بیٹ کے ساتھ بندگی ہوئی نائیگر کی باریک ری کا گچھا اتارا اور اس ری کی مدد سے اس نے راجر کو کری کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا جس کری پر وہ بیٹھا تھا۔ نائیگر کی عادت تھی کہ وہ اس طرح کام سالانہ جیسے ری کا گچھا بیٹھا اپنے ساتھ رکھتا تھا اور اب تو وہ خصوصی طور پر تیار ہو کر آیا تھا۔ ری سے باندھنے کے بعد نائیگر نے کری کے عقب میں کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں سے راجر کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب راجر کے جسم میں حرکت کے آثار غودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور پھر میرز پر رکھا ہوا اپنا مشین پسل اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر کوٹ کی خصوصی جیب سے تیز دھار خنجر نکال کر اس نے ہاتھ میں پکولیا۔ اس دوران راجر نے کراچتے ہوئے آنکھیں کھوں دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھنے کی کوشش لی لیکن نائیگر کا خنجر والا بازو گھوما اور راجر کا ایک نقصنا آدھے سے زیادہ کٹ گیا اور راجر کے منہ سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا لیکن اس سے پہلے کہ چیخ کی آواز قائم ہوئی نائیگر کا بازو ایک بار پھر گھوما اور ایک بار پھر راجر کی چیخ سنائی دی لیکن اس بار اس میں شدت پہلے سے کم تھی۔ راجر کا بندھا ہوا جسم کری پر ہی بل کھارہ تھا۔ نائیگر نے ہاتھ موڑ کر خنجر کے دستے کی ضرب راجر کی پیشانی پر اٹھرنے والی رگ پر لگا دی اور راجر کا چہرہ تجزی سے سخن ہونے لگ گیا۔ اس کی آنکھیں چوت سی لگیں۔ اس کے جسم کو اس طرح جھکلے لگ رہے تھے جیسے اس کے

اس کے لباس سے صاف کر کے واپس اس خصوصی جیب میں ڈالا اور رسی کھول کر اس نے انجامی تیز رفتاری سے رسی کا گچھا بنا کر اپنی بیٹھ سے لٹکایا اور پھر تیز تیز قدم اختلاہ ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول کر باہر آگئی۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر وہ اسی بیٹھ روم میں موجود تھا جس کی عقبی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔

ٹائیگر خاصاً مطمئن تھا کہ اس نے ضروری معلومات بھی حاصل کر لی ہیں اور کسی کو اس کے بیان آنے کا علم نہیں ہوسکا اور اب وہ آسانی سے گھر کے ذریعے باہر چکنچی جائے گا۔ کھلی کھڑکی سے اس نے باہر جھانا تو عققی ایریا خالی تھا۔ وہ تیزی سے کھڑکی کی چوکھت پر چڑھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ساتھ ہی موجود پاپ پکڑ لیا لیکن ابھی وہ پوری طرح چیخے اترنے کے لئے تیار نہ ہوا تھا کہ اسے دور سے قدموں کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر وہیں جم گیا۔ چند لمحوں بعد ایک مسلح آدمی سائینڈ گلی سے نکل کر کھڑا ہو گیا اور پہلے کی طرح عققی ایریا کا جائزہ لینے لگا۔ شاید یہ ان مسلح افراد کی ذیولی میں شامل تھا کہ وہ مخصوص وقتفے کے بعد عققی طرف کا جائزہ بھی ساتھ ساتھ لیتے رہیں۔ ٹائیگر کو یقین تھا کہ اس بار بھی گارڈ اور دیکھنے بغیر مطمئن ہو کر واپس چلا جائے گا لیکن ضروری نہیں کہ انسان کی ہر خواہش یا امید پوری ہو جائے۔ اس مسلح گارڈ نے اچاک سر اوپر اٹھایا اور اس کی نظریں پاپ پر چھٹے ہوئے ٹائیگر پر جم گئیں۔

جسم سے انجامی طاقتور الکٹریک کرنٹ گزر رہا ہو۔ ”بولو۔ تاریخی تھیات کہاں ہیں۔ بولو۔“..... ٹائیگر نے غراتے ہوئے تھامدانہ لجھے میں کہا۔ ”ہیڈ کوارٹر میں۔“..... راجر نے الاشوری انداز میں بولتے ہوئے کہا۔ ”کہاں ہے ہیڈ کوارٹر۔“..... ٹائیگر نے پوچھا۔ ”نیدر لینڈ میں۔ نیدر لینڈ میں۔“..... راجر نے جواب دیا۔ ”ہیڈ کوارٹر کی تفصیل کیا ہے۔“..... ٹائیگر نے پوچھا تو راجر نے الاشوری طور پر پوری تفصیل بتا دی۔ ”..... ٹائیگر ”مصری قدیم تھیات ہیڈ کوارٹر میں پڑھی جا رہی ہیں۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں۔ وہ نیدر لینڈ کے مصری تاریخ کے ماہر ڈاکٹر کارلینڈ پڑھ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ ماہرین کی پوری ٹیم ہے لیکن وہ ابھی تک انہیں پڑھ نہیں سکے۔“..... راجر نے کہا اور پھر ٹائیگر نے راجر سے ڈاکٹر کارلینڈ کی رہائش گاہ کے ساتھ ساتھ باقی تمام ضروری معلومات حاصل کر کے ہاتھ میں موجود تھجرا اس کی شرگ میں اتار دیا کیونکہ شعور کے ختم ہونے کے بعد اب اگر راجر کو ہلاک نہ کیا جاتا تو اس کی باقی زندگی انجامی عبرتاک انداز میں گزرتی اس لئے اس کی ہلاکت اس کے اپنے فائدے میں تھی۔ شرگ کئتے ہی تھوڑی دیر تک ترپنے کے بعد راجر ہلاک ہو گیا تو ٹائیگر نے تھجرا

”یہ کون ہے“..... اس آدمی نے پیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی کاندھ سے لکھی ہوئی گن تیزی سے اتاری ہی تھی کہ نائگر نے اچھل کر سائینڈ کھڑکی کے اوپر موجود شیڈ پر چھلانگ لگا دی اور پھر جسے بندر چھلانگیں لگاتا ہوا ایک درخت سے دوسرے درخت تک پہنچ جاتا ہے اس طرح نائگر بھی بھل کی ہی تیزی سے چھلانگیں لگاتا ہوا اور شیڈ پر چھلانگتا ہوا اس طرف کو بڑھتا چلا گیا جہاں نیچے گارڈ موجود تھا تاکہ وہ اس کے اوپر پہنچ کر نہ صرف اس کی فائرنگ سے پیچے بکھرے اس پر براہ راست چھلانگ لگائی تڑپڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ پیختا ہوا الٹ کر نیچے جا گرا۔

جوانا رانا ہاؤس کے بہآمدے میں کسی پر بیٹھا ایک ایکر بیٹھنے اخبار پڑھتے میں معروف تھا۔ گواسے ایکر بیٹھا سے آئے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا تھا لیکن اب بھی وہ روزانہ ایکر بیٹھنے اخبار اس انداز میں پڑھتا تھا جسے اسے ایکر بیٹھا سے آئے ہوئے چند دن ہی گزرے ہوں۔ اچاہک اس نے جوزف کو فون والے کمرے کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا۔ جوزف مسلسل پاس پاس اس انداز میں کہہ رہا تھا کہ جسے نام لے لے کر جی رہا ہو۔
”کیا ہوا جوزف“..... جوانا نے ایک جھکٹے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”باس پر کہاٹی نے حملہ کر دیا ہے۔ باس شدید خطرے میں ہے۔“
جوزف نے پیختے ہوئے جواب دیا اور فون والے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھول کر اندر داخل ہوا تو جوانا دوڑتا ہوا اس کمرے

دینے والے لبھ میں کہا۔

”تمہارے پاس پاسپورٹ ہے۔ ہمیں ویرا بھی تو گلوانا پڑے گا۔ ویسے ہی تم کیسے جا سکتے ہو۔“..... سلطان نے جواب دینے ہوئے کہا۔

”مجھے جلد از جلد وہاں پہنچنا ہے۔ آپ بڑے صاحب ہیں۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ میں باس پر ہونے والا حملہ اپنی جان دے کر بھی روکنا چاہتا ہوں ہڑے صاحب۔ ان چکروں میں مت پڑیں ورنہ باس کو کچھ ہو گیا تو پھر ہاتھ ملنے کا وقت بھی نہیں ملے گا۔“ جوزف نے رو دینے والے لبھ میں کہا۔

”مگر عمران کو ہوا کیا ہے۔ یہ تو ہتاو اور تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے۔“..... سلطان نے کہا۔

”باس شدید خطرے میں ہے۔ شدید ترین خطرے میں اور کوکائی کا حمل جس پر ہو جائے وہ انتہائی شدید خطرے میں ہوتا ہے۔ آپ بڑے صاحب ہیں پلیز وقت خالی نہ کریں۔“ جوزف نے رو دینے والے لبھ میں کہا اور آخر میں تو اس کے منہ سے باقاعدہ سکی نکل گئی۔

”اچھا۔ تم تیار ہو جاؤ۔ میں کچھ کرتا ہوں۔“..... سلطان نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو جوزف نے رسیور رکھ دیا۔

”کیا ہوا ہے جوزف۔ آخر ہوا کیا ہے۔ تمہیں فون آیا ہے۔ کیا ہوا ہے۔“..... جوانا نے کہا۔

کی طرف گیا۔ اسے لفظ حملے کی تو سمجھ آئی تھی لیکن یہ کس قسم کا حمل تھا یہ اسے معلوم نہ ہوا تھا۔ ویسے بھی اسے معلوم تھا کہ باس نائیگر کے ساتھ مصروف گیا ہے۔ عمران جاتے ہوئے راتا ہاؤس آیا تھا۔ جوانا جب کمرے میں داخل ہوا تو جوزف رسیور کاں سے لگائے بڑی بچنی کے عالم میں کھرا تھا۔ جوانا نے آگے بڑھ کر لاڈوڑ کا میں پریس کر دیا۔

”لیں۔ سلطان بول رہا ہوں۔“..... اسی لمحے دوسری طرف سے سلطان کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

”بڑے صاحب۔ جوزف بول رہا ہوں۔ باس پر کوکائی نے حمل کر دیا ہے بڑے صاحب، اور باس اس وقت شدید خطرے میں ہیں۔ میں فوراً باس کے پاس جانا چاہتا ہوں بڑے صاحب۔ اگر دیر ہو گئی تو کوکائی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گی بڑے صاحب، میرے لئے جہاز چارڑہ کردا ہیں۔ جہاز کا کرایہ میں خود دوں گا لیکن بڑے صاحب دیر نہ کریں۔ میں ایک پورت بھنگ رہا ہوں۔“..... جوزف نے طلق کے بل جیختنے ہوئے اور مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا ہے جوزف۔ عمران تو مصروف گیا ہوا ہے۔ وہ مجھے بتا کر گیا تھا۔“..... سلطان نے جیرت بھرے لبھ میں کہا۔

”بڑے صاحب دیر نہ کریں۔ ایک ایک لمحہ باس کی زندگی کو کم کرتا جا رہا ہے۔ بڑے صاحب جلدی کریں۔“..... جوزف نے رو

"بیاتا تو ہے کہ کوکائی نے حملہ کر دیا ہے بس پر اور کیا بتاؤ۔ پورے کے پورے قبیلے جاہ ہو جاتے ہیں کوکائی کے حملے سے اور بس پر حملہ ہو گیا ہے۔ میں سورہ تھا کہ شوشانی دیوتا نے مجھے جگا کر پہنچا ہے۔ شوشانی دیوتا خطرے کی اطلاع دینے والا دیوتا ہے۔ مصر میں بس پر کوکائی نے حملہ کر دیا ہے اور جس پر کوکائی حملہ کر دے وہ شدید ترین خطرے کی زد میں آ جاتا ہے اور بس اس وقت شدید خطرے کی زد میں ہے اور اس کا غلام یہاں موجود ہے۔"

جوزف نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔

"تم کیا کرو گے وہاں جا کر۔ کس طرح بس کو خطرے سے بچاؤ گے..... جوانا نے کہا۔ اس کے لمحے سے ہی اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے جوزف کی بات پر یقین نہیں آ رہا۔

"کوکائی کے حملے کو صرف وہی دور کر سکتا ہے جس کے اندر شاہی افریقی خون دوڑ رہا ہو۔ غلام کے اندر یہ خون موجود ہے اور غلام اپنا گلا کاٹ کر اپنا خون بس کو پلا دے گا اور کوکائی کو دم دبا کر بھاگنا پڑے گا"..... جوزف نے جواب دیا اور اسی لمحے فون کی ٹھنٹی نج اٹھی تو جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے رسیور اٹھالیا۔

"راتا ہاؤں"..... جوزف نے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں جوزف۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ عمران کی کار پر میزاں فائز کیا گیا ہے اور عمران کی حالت خطرے سے باہر نہیں ہے اور وہ اس وقت ہسپتال میں ہے۔ میں نے مصر کے ڈپٹی

سیکرٹری رفائل سے فون پر بات کی ہے۔ تم اپنے پاس پورٹ سمیت فوراً ایئر پورٹ پہنچو۔ وہاں مصری سفارت خانے کا آدمی موجود ہو گا۔ وہ تمہیں ایئر پورٹ پر ہی دیرے کی مہر لگادے گا اور وہاں جیسٹ طیارہ تیار کڑا ہو گا۔ وہاں مصر میں ڈپٹی سیکرٹری رفائل تمہارا استقبال کریں گے اور تمہیں ہسپتال لے جائیں گے۔ تم نے وہاں پہنچ کر مجھے فون کر کے روپورٹ دیتی ہے۔..... سلطان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں جوانا بھی ساتھ جاؤں گا۔ ٹپیز آپ میرے لئے بھی فروزی انتظام کریں۔ ماشر کے رخنی ہونے کا سن کر اب میں یہاں نہیں رہ سکتا"..... جوانا نے اوپری آواز میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سفارت خانے میں کہہ دیتا ہوں۔ وہ تمہارا دیرے بھی لگا دیں گے۔ تم بھی ساتھ چلے جاؤ۔ ایک سے دو بھلے۔ عمران کا سن کر میرا خود دل چاہ رہا ہے کہ میں اڑ کر وہاں پہنچ جاؤں لیکن کچھ سرکاری مجبوریاں ایسی ہیں جنہوں نے میرے پیروں میں زنجیریں ڈال رکھی ہیں۔ تم بھی چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ عمران کو زندگی اور صحت عطا کرے"..... سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوزف نے رسیور رکھ دیا۔

"آؤ جوانا۔ لیکن تم نے میرے کسی کام میں رکاوٹ نہیں بننا۔"

جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم چلو تو سہی۔ مجھے واقعی بے حد پریشانی ہو رہی

اس نے انہیں گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کوئی تکلیف نہ اٹھانا پڑی اور پھر جس طرح سرسلطان نے کہا تھا ان کے ایئر پورٹ بیٹھتے ہی دہاں موجود ایک آدمی خود ہی ان کی طرف آ گیا۔ شاید سرسلطان نے ان کی مخصوص پہچان بتا دی تھی اور وہ دونوں لاکھوں میں بھی پہچانے جا سکتے تھے۔

”میرا نام کاشانی ہے اور میرا تعلق پاکیشیا میں مصری سفارت خانے سے ہے“..... اس آدمی نے ان دونوں کے قریب آ کر کہا تو وہ دونوں رک گئے۔

”میرا نام جوزف ہے اور یہ میرا ساتھی ہے۔ اس کا نام جانا ہے“..... جوزف نے کہا۔

”میں آپ کے لئے ہی یہاں حاضر ہوا ہوں۔ پاسپورٹ دکھائیے“..... کاشانی نے کہا تو جوزف اور جوانا دونوں نے جیلوں سے پاسپورٹ نکال کر اسے دے دیئے۔

”آئیے جناب۔ میرے ساتھ“..... کاشانی نے کہا اور پھر وہ انہیں چارڑہ طیاروں کے لئے بنے ہوئے علیحدہ آفس میں آ گیا۔ دہاں اس نے ان دونوں کے پاسپورٹ پر مہر لگائیں۔

”اوپن ویزا ہے جناب۔ آپ پورے مصر میں جہاں بھی جانا چاہیں جا سکتے ہیں اور جب تک تمہرنا چاہیں مٹھر سکتے ہیں۔ میں نے طیارہ چارڑہ کرا لیا ہے۔ اب آپ گذشت دے کر سفر کر سکتے ہیں“..... کاشانی نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان دونوں کے

ہے“..... جوانا نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں رواںگی کے لئے تیار ہو گئے۔ دونوں نے اپنے پاسپورٹ بھی اٹھا لئے تھے۔

”اب گاڑی کا کیا ہو گا۔ یہ تو ایئر پورٹ پر ہی کھڑی رہ جائے گی۔ نجاتے ہماری واپسی کب ہوگی“..... جوانا نے کہا۔

”ہم تیکسی میں جائیں گے۔ تم باہر جا کر تیکسی روکو۔ میں راتا ہاؤس کو سیلڈ کر کے عقبی طرف سے ٹومون کر آ رہا ہوں“..... جوزف نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ پھانک کی چھوٹی کھڑکی کھول کر باہر آیا تو جوزف نے عقب سے پھانک بند کیا۔ جوانا سڑک کے کنارے کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے اشارے پر ایک تیکسی اس کے قریب آ کر رک گئی۔

”ہم نے ایئر پورٹ جانا ہے۔ میرا ساتھی آ رہا ہے ابھی“..... جوانا نے کہا۔

”لیں سر۔ بیٹھیں“..... ڈرائیور نے کہا۔

”میرا ساتھی آ جائے تو پھر بیٹھوں گا“..... جوانا نے کہا۔

”میں سائینز پر کر کے اسے روکتا ہوں“..... ڈرائیور نے کہا اور پھر گاڑی کو سائینز پر لے جا کر روک دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی جوزف سائینز روڈ سے نکل کر پھانک کی طرف آ گیا۔

”آؤ بیٹھو جوزف“..... جوانا نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ گاڑی بڑی تھی

طیارے کو چارڑہ کرنے کے کاغذات تیار کر لئے گئے تاکہ میں
الاقوامی پروازی کی اجات مل سکے۔ پھر تقریباً صرف ٹینچے بعد انہیں
ایک جیپ میں سوار کر کے علیحدہ ایک بیکر پر لے جایا گیا جہاں
ایک جیٹ طیارہ پرواز کے لئے تیار کھڑا تھا۔ پائلٹ اور عملے نے
جوزف اور جوانا کا استقبال کیا اور پھر ان دونوں کے ٹینچے کے بعد
طیارہ حرکت میں آگیا۔

”آپ کیا پیٹا پسند کریں گے؟“..... ایرہ ہوش نے طیارے کی
پرواز کے دوران جوزف اور جوانا کے پاس آتے ہوئے کہا۔
”پیٹا بلانا چھوڑو اور پائلٹ کو کہو کہ جس قدر تیر رفتاری سے وہ
طیارہ اڑا سکتا ہے اڑائے۔ ہمارا ایک ایک لمحہ یقینی ہے؟“..... جوزف
نے کہا۔

”سر۔ حکومت کی طرف سے رفتار پر پابندیاں ہیں۔ بہرحال
میں آپ کا پیغام دے دوں گی؟“..... ایرہ ہوش نے کہا اور واپس
مر گئی۔

”ماشر زخمی ہے اور مجھے حیرت ہے کہ تمہیں خود نجات کیے
علم ہو گیا کہ ماشر زخمی ہے اور اس کی زندگی خطرے میں ہے لیکن
چلو میں مان لیتا ہوں کہ وہ کیا شوشاںی دیتا نے تمہیں اطلاع دی
ہو گی لیکن تم وہاں جا کر کیا کرو گے؟“..... جوانا نے کہا۔

”میں نے بتایا تو ہے کہ میں افریقہ کا پُر ہوں۔ میرے خون
میں ایسی طاقت ہے کہ کوکاٹی بھاگ جائے گی اور تم دیکھنا کہ کوکاٹی

کیسے بھاگتی ہے؟..... جوزف نے بتایا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ تم اپنا خون ماشر کو دے دو گے لیکن کیا
تمہارے خون کا گروپ اور ماشر کے خون کا گروپ ایک ہی
ہے؟..... جوانا نے کہا۔

”مجھے گروپ کا علم نہیں ہے اور تمہارا خیال ہے کہ جس طرح
مریضوں کو خون کی بوتل لگانی لگائی جاتی ہیں اس طرح پاس کو بھی
میرے خون کی بوتل لگانی تو ایسا نہیں ہے۔ میں نے اپنا خون
پاس کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور میرے خون میں اسکی طاقت
ہے کہ کوکاٹی دم دیا کر بھاگ جائے گی۔ تم دیکھ لیتا۔ بشطیک ہم
بروفت پہنچ گئے۔ انہیں کہہ دو کہ طیارہ مزید تیزی سے اڑائیں۔“
جوزف نے بے چین سے لبچ میں کہا۔

”تمہارا پیغام ان تک چھپنے کا ہے اور چونکہ یہ چارڑہ طیارہ ہے
اس لئے وہ یقیناً تمہاری بات مانیں گے؟“..... جوانا نے مکراتے
ہوئے کہا تو جوزف نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ جوانا کی
بات سن کر مطمئن ہو گیا ہو۔

”کیا پوزیشن ہے ڈاکٹر“..... پنسنسر سدرہ نے ایک سمجھر ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”دوا کا وقت فتحم ہو چکا ہے۔ اب بس دعا کا وقت ہے۔ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ ہم نے اپنی طرف سے جو کوششیں کرنی تھیں کر لیں۔ اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں کر سکتے“..... سمجھر ڈاکٹر نے دھمے لجھ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نجانے پاکیشا میں کسی کو اس کی اس حالت کے بارے میں اطلاع بھی دی گئی ہے یا نہیں۔ ویسے اس قدر ذہین آدی کی اس حالت پر مجھے رونا آ رہا ہے“..... پنسنسر سدرہ نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”جب تک اس کا سانس چل رہا ہے امید کا شعلہ بھی جل رہا ہے لیکن۔ بہر حال جو اللہ کو مختار ہو گا وہی ہو گا“..... ڈاکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مطلوب ہے کہ آپ کامل طور پر نامید ہو چکے ہیں“۔ پنسنسر سدرہ نے کہا۔

”میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اب صرف دعا کا وقت ہے۔ انسان کے بس میں جو ہو سکتا تھا وہ ہو چکا ہے“..... ڈاکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر صاحب۔ پہلے آپ نے بتایا تھا کہ کوئی فریج پر نہیں ہوا۔ صرف رخم ہیں اس کے باوجود اس کی یہ حالت کیوں ہے“۔ پنسنسر

پیشہ ہپتال کے وی آئی پی سچش شبے کے ایک کرے کے پیڑ پر عمران آنکھیں بند کئے لیتا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر ہپتال کا مخصوص کمبل پڑا ہوا تھا۔ عمران کے سر پر بینٹائی موجود تھی اور عمران کے چہرے پر زردی غالب نظر آ رہی تھی۔ گلوکوز اور خون کی بوتلیں اسٹینڈ پر موجود تھیں۔ کرے میں دو ڈاکٹر اور چار نریں بھی موجود تھیں۔ عمران کے ساتھ کئی مشیش مسلک کی گئی تھیں اور یہ تمام مشیش مسلک اپنی ریٹنگ دے رہی تھیں۔ ڈاکٹروں اور نرسوں کے چہروں پر ایسے تاثرات موجود تھے جیسے وہ کسی جلد ہی وقوع پذیر ہونے والی شریجتی کے انتظار میں کھڑے ہوں۔ اسی لمحے کرے کا دروازہ کھلا اور کرے میں موجود ڈاکٹروں اور نرسوں نے چونکہ کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے پنسنسر سدرہ اندر آ رہی تھی۔

سردہ نے کہا۔

”ایک تو خون بہت زیادہ بہہ گیا ہے۔ پھر ان کے گروپ کا خون تو انہیں لگا دیا گیا ہے لیکن ان کو دیا جانے والا خون ان کے گروپ کا ہونے کے باوجود ان کے اپنے خون سے پوری طرح نہیں مل رہا۔ یوں لگتا ہے کہ گروپ ایک ہونے کے باوجود خون کی کوئی عتفہ ہو۔..... ڈاکٹر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں کارڈیس فون اٹھائے اندر داخل ہوا اور سیدھا سینیر ڈاکٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”کس کی کال ہے۔..... سینیر ڈاکٹر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”ڈپنی سیکرٹری رفائل صاحب کی کال ہے۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔..... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر نے فون لے کر اسے آن کیا اور کان سے لگا لیا۔

”میں سر۔ ڈاکٹر معظم بول رہا ہوں۔..... ڈاکٹر نے آہستہ سے کہا تاکہ مریض ڈسرب نہ ہو۔

”ڈاکٹر معظم۔ پاکیشا سے دو افراد مریض سے ملنے آ رہے ہیں۔ وہ چارڑہ طیارہ سے آ رہے ہیں۔ ان کے استقبال کے لئے میں ایک پورٹ جا رہا ہوں۔ وہاں سے ہم سیدھے ہستیل پہنچیں گے۔ عمران کی کیا حالت ہے۔..... دوسرا طرف سے رفائل نے کہا۔

”حالت تو پہلے سے بدتر ہے۔ مریض لحمدہ بحمدہ موت کی طرف بڑھ رہا ہے۔ باقی جو اللہ کو منظور ہو گا لیکن جتاب مریض کی حالت اسی نہیں ہے کہ اسے پاکیشا شفت کیا جائے گے۔ آئنے والوں کو پہلے فون کر کے پوچھ لیتا چاہئے تھا۔..... ڈاکٹر معظم نے کہا۔

”میں نے یہی بات ان سے پوچھی تھی لیکن انہوں نے کہا کہ عمران تدرست ہو کر خود ہی پاکیشا آ جائے گا۔ فی الحال اس کے دو جوشی ساتھی چارڑہ طیارے سے قاہرہ پہنچ رہے ہیں۔ وہ عمران کا علاج کریں گے۔ انہیں کسی بھی کام سے نہ روکا جائے۔..... رفائل نے کہا۔

”کیا وہ جوشی ڈاکٹر ہیں۔..... ڈاکٹر معظم نے چوک کر کہا۔

”ایسا ہی ہو گا۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ بہر حال جو بھی ہیں انہیں لے کر میں ہستیل پہنچ جاؤں گا۔..... دوسرا طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا تو ڈاکٹر معظم نے فون سیٹ واپس اس نوجوان کو دے دیا۔

”کیا پاکیشا کے ڈاکٹر آپ سے زیادہ ماہر ہیں۔ آپ کی مہارت کی تو پوری دنیا مترف ہے۔..... پنسرو سردہ نے کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں پنسرو۔ دیے رفائل صاحب نے جو بتایا ہے اس کے مطابق تو یہ دونوں پاکیشاٹی نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ دونوں جوشی ہیں۔ میں آفس جا رہا ہوں۔ آپ یہیں رہیں تاکہ ہر لمحے اس مریض کو چیک کیا جائے۔..... ڈاکٹر معظم نے کہا اور

دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
”میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر معظم پاکیشی سے آنے والے ڈاکٹروں سے زیادہ ماہر ہیں۔ جب وہ کچھ نہیں کر پا رہے تو یہ آنے والے ڈاکٹر کیا کریں گے؟..... پرنسپر سدرہ نے کہا۔

”پرنسپر۔ مریض کے بیچے جانے کی اب زیر و فیصلہ بھی امید نہیں رہی۔ یہ تو بس سانسیں چل رہی ہیں ورنہ یہ مشینیں جو کچھ دکھا رہتی ہے وہ ڈاکٹر کا شنز ہیں..... ایک اور ڈاکٹر نے کہا پرنسپر سدرہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے کھنچے بعد دروازہ کھلا تو پرنسپر سدرہ اور کمرے میں موجود ڈاکٹر اور نرنسیں حیرت بھری نظریوں سے کمرے میں آنے والے دو دیوبندی جیشیوں کو دیکھنے لگیں۔ دونوں افریقی دیوبندی چیزے تھے۔ ان میں سے ایک افریقی جیشی تھا اور دوسرا ایکریمیں جیشی تھا۔ ان کے قد و قام اور جسمات دیکھ کر فوراً محبوس ہوتا تھا کہ ان کے جسموں میں طاقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ان کے پیچے ڈاکٹر معظم اور رفاقی تھے۔

”باس۔ بس۔ میں آ گیا ہوں۔ پُنس آف افریقہ۔ لیکن آپ کا غلام۔ آپ بے گلریہیں۔ کوکائی اب دبا کر بھاگ جائے گی۔“۔ افریقی جیشی نے تیزی سے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا لیکن جیسے ہی رفاقی کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندر وہی جیب سے ایک تیز دھار نجیب نکال لیا۔

”آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ نجیگ آپ نے کیوں نکلا ہے۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟..... ڈاکٹر معظم نے یکخت جیختے ہوئے کہا۔“ آپ خاموش رہیں۔ باس پر کوکائی نے جملہ کیا ہے اور اگر کوکائی کو بھکایا نہ گیا تو باس کی جان شدید خطرے کی زدمیں رہے گی۔..... افریقی جیشی نے مذکور غراتے ہوئے لمحے میں ڈاکٹر معظم سے کہا۔

”سنو۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ آپ مریض پر نجیگ آزمائی کریں۔“..... ڈاکٹر معظم نے جیختے ہوئے کہا۔ ”میں کہہ رہا ہوں کہ خاموش رہو۔ ورنہ..... یکخت ایکریمیں جیشی نے جیب سے مشین پسل نکالتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر آپ خاموش رہیں۔ یہ ان کا مریض ہے جو کرتے ہیں انہیں کرنے دیں۔ مجھے پاکیشیا کے کیکڑی خارج سلطان نے کہا ہے کہ یہ جو کرنا چاہیں انہیں کرنے دیا جائے۔ ان کے راستے میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ ان نجیگ بردار کا نام جوزف ہے اور یہ مشین پسل بردار جوانا ہیں۔ مسٹر جوزف اور جوانا آپ جو چاہیں کریں آپ کو روکا نہیں جائے گا لیکن پہلے یہ سن لیں کہ عمران کی حالت بے حد خراب ہے اور ڈاکٹر جواب دے سکے چکے ہیں۔ یہ کسی بھی لمحے۔..... رفاقی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا لیکن جیسے ہی رفاقی نے عمران کے بارے میں مایوسی کی بات کرنا چاہی تو جوزف نے بکل کی سی تیزی سے مذکور ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"باس کے بارے میں کوئی غلط بات منہ سے مت نکالنا ورنہ۔"

جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ ہٹالیا۔

"بوزوف جو کرنا ہے جلدی کرو۔ ماشڑ کی حالت واقعی خراب اور مایوس کن نظر آ ری ہے۔" جوata نے قدرے گوئیں لجھے میں کہا۔

"کوکائی کا حملہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ انتہائی خوفناک حملہ۔ لیکن تم دیکھنا کہ پنس جوزف کوکائی کے حملے کو اپنے خون سے پاپا کر دے

گا۔" جوزف نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تیر دھار خیز کو اوپر اٹھایا اور دوسرے لمحے اس نے خیز اپنے

ہتھ دوسرے ہاتھ کی کلاں میں اس طرح مارا کہ کلاں پر ایک کٹ سا پڑ گیا اور اس میں سے خون تیزی سے نکلنے لگا۔ کمرے میں موجود

ہر آدی کے چھرے پر شدید ترین جبرت کے تاثرات صاف دیکھے جاسکتے تھے۔ وہ سانس روکے اس طرح جوزف کو دیکھے رہے تھے کہ میسے پنچ کسی شعبدہ باز کو دیکھتے ہیں۔ جوزف نے خون آلوہ خیز کو بیٹھ پر رکھا اور ہاتھ سے اس نے عمران کا منہ بھیخ کر کھولا اور

پھر کلاں سے بینے والے خون کے قطرے اس نے عمران کے حلقوں میں پکانے شروع کر دیئے۔

"ہا۔ ہا۔ دیکھو کوکائی بھاگ رہی ہے۔ پنس آف افریقہ کے خون کے سامنے کوکائی نہیں ظہر سکتی۔ ہا۔ ہا۔" جوزف

نے یکفت فاتحانہ انداز میں قبیلہ لگاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ ہٹا کر دوسرے ہاتھ سے کلاں پکڑ لی۔

"اس پر بینڈنگ کرو۔" جوزف نے کہا تو ایک نہیں تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹرے میں سے ایک بینڈنگ کمالی اور جوزف کی کلامی میں گلے کٹ سے خون مسلسل ہٹل رہا تھا، ہرے ماہنہ انداز میں بینڈنگ کر دی جبکہ سب کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں جس کے منہ کے کنوں سے جوزف کے خون کے قطرے لگے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

"یہ۔ یہ۔ اود۔ اود۔ جبرت اگیز۔ انتہائی جبرت اگیز۔ یہ امید افزائشیں ہیں۔ امید افزاؤ۔" یکفت ڈاکٹر معظم نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے عمران کی طرف پڑھنے لگا۔

"گند گاڑ۔" جوata کے منہ سے بے اختیار لکھا اور سب کے چپروں پر جبرت تھی اور سب کی نظریں عمران پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے مقناطیس سے لوہا چھٹ جاتا ہے۔ عمران کے زرد چہرے پر اب زردی کی تہہ کم ہوتی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"کیا ہوا ڈاکٹر۔" رفاقت نے بھی جبرت بھرے لجھے میں کہا۔

"مریض کا خون یہودی خون کو اپنے اندر جذب نہ کر رہا تھا جس کی وجہ سے مریض کی حالت خراب سے خراب تر ہوئی جا رہی تھی حالانکہ دونوں کا ایک ہی گروپ ہے اور لگائے جانے والے خون کو ہم نے کمی پار ٹھیک کیا ہے۔ خون میں کمی قسم کی کوئی گروپر نہیں لیکن مریض کا خون اسے جذب نہیں کر رہا تھا لیکن ان صاحب کیا نام ہے جوزف صاحب، ان کا خون جیسے ہی مریض

کے منہ میں ڈالا گیا تو صورت حال جرأت انگیز طور پر تبدیل ہونا شروع ہو گئی۔ یہ دیکھیں یہ مشین۔ یہ خون کو جذب کرنے یا نہ کرنے کو ظاہر کرتی ہے اور وہ مسلسل مقنی کاشن دے رہی تھی لیکن دیکھیں اب اس مشین نے ثابت کاشن دینے شروع کر دیتے ہیں۔ اب اس مریض کے نقج جانے کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر معظم نے مرت بھرے لبجھ میں کہا۔

”دیکھا جوانا۔ میں نے کہا تھا تاکہ پنس آف افریقہ کا خون کو کائی کو مار بھگائے گا۔ تم نے دیکھا کہ کیسے وہ بھاگی ہے۔“ جوزف نے مرت بھرے لبجھ میں کہا۔

”تم واقعی افریقہ کے پنس ہو جوزف۔ آج ماشہ کی طرح مجھے بھی یقین ہو گیا ہے۔“..... جوانا نے بھی مرت بھرے لبجھ میں کہا۔ اسے عمران کے نقج جانے کے امکان پر دلی مرت حسوس ہو رہی تھی۔

”ڈاکٹر صاحب۔ یہ سب آخر ہوا کیسے۔ آپ تو ہاتھ پر چھوڑ بیٹھے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ انسانی خون کے چند قطرے منہ میں ڈالنے سے معاملات یکخت پلٹ جائیں۔“..... ڈپنی سیکرٹری رفائل نے ڈاکٹر معظم سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے خود چرت پے جتاب۔ لیکن عمران صاحب کا خون بیرونی خون کو جوان کے بلڈ گروپ کا ہی خون تھا قبول کرنے سے انکاری تھا جس کی وجہ سے عمران کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی جا

رہی تھی لیکن جوزف صاحب نے اپنے خون کے چند قطرے عمران صاحب کے منہ میں ڈالے تو عمران صاحب کے خون نے بیرونی خون قول کرنا شروع کر دیا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے عمران صاحب کے نقج جانے کے امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ سب کیسے ہوا۔ کیوں ہوا۔ جوزف کے خون میں ایسے کیا اڑات تھے یا یہ اڑات کیسے اور کیوں پیدا ہوئے اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اسے آپ طبی دنیا کا جرأت انگیز کر شکر کہیں۔ بہر حال میں اس پر تحقیق کروں گا۔“..... ڈاکٹر معظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کیا کہتے ہیں سڑ جوزف؟“..... ڈپنی سیکرٹری رفائل نے جوزف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”باس پر خوفناک قوت کو کائی نے حملہ کیا تھا اور کوکائی کو بھگانے کے لئے صد بیوں سے افریقہ کے شایع خاندان کا خون عمل میں لا لیا جاتا ہے۔ میں بھی افریقہ کا پنس ہوں اس لئے آپ نے دیکھا کہ جیسے ہی میرا خون باس کے جسم میں گیا کوکائی دم دبا کر بھاگ جانے پر مجبور ہو گئی۔“..... جوزف نے ظاہر ہے اپنے ہی انداز میں جواب دینا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کرے کا دروازہ ٹھکلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں کارڈیاں فون اٹھائے اندر داخل ہوا اور سیدھا ڈپنی سیکرٹری رفائل کی طرف بڑھنے لگا۔

”پاکیشا سے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کا فون ہے جتاب۔“

”آپ کے لئے۔“..... نوجوان نے کہا تو رفائل نے اثبات میں سر

ہلاتے ہوئے فون اس نوجوان کے ہاتھ سے لے لیا۔
 ”لیں۔ رفائی بول رہا ہوں“..... ذمپی سیکرٹری رفائی نے کہا۔
 ”کیا پوزیشن ہے عمران بیٹے کی۔ آپ نے کوئی کال ہی نہیں
 کی“..... دوسرا طرف سے سرسلطان کی تشویش سے پر آواز سنائی
 دی۔

”یہاں جرت انگیز کر شہ ہوا ہے جناب“..... رفائی نے کہا اور
 پھر اس نے جوزف اور جوانا کے کمرے میں آنے سے لے کر اب
 تک کی ساری صورت حال تفصیل سے بتا دی۔

”اوہ۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے تی
 زندگی دی ہے۔ جوزف ایسا ہی آدمی ہے جو عمران کے لئے کچھ بھی
 کر سکتا ہے۔ بہر حال عمران کا خیال رکھنا اب آپ کا بھی فرض
 ہے۔ جوزف اور جوانا کو عمران کے پاس رہنے دیں۔ یہ دونوں فون
 سے بھی زیادہ اچھی طرح اس کی حفاظت کر سکتے ہیں“..... سرسلطان
 نے کہا۔

”لیں سر۔ ایسے ہی ہو گا“..... رفائی نے جواب دیا اور پھر فون
 آف کر کے اس نے فون لانے والے نوجوان کو واپس کر دیا۔ اب
 ان کے پھرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

گارڈ نے گولی اس وقت چلائی تھی جب نائیگر آخري شیڈ سے
 ایک شیڈ پہلے سے آخري شیڈ پر چھانگ لگا چکا تھا اور گولی چلتے ہی
 نائیگر چیختا ہوا اٹ کر پنج گرا تھا لیکن مجھے ہی اس کے پیروزیں
 سے لگے دوسرا سے لمحے گارڈ چیختا ہوا اچھل کر عمارت کی دیوار سے
 نکلا کر پنج گرا۔ مشین پہل اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف
 چا گرا تھا۔ نائیگر نے گارڈ کے ہاتھ کا ایچھل دیکھ کر فضا میں ہی
 قلبازی لگا دی تھی اور اس طرح وہ گولی سے بال بال بچا تھا لیکن
 اس نے گارڈ کو مزید گولیاں چلانے سے روکنے کے لئے اس انداز
 میں پنج ماری تھی مجھے وہ بہت ہو گیا ہو ورنہ گارڈ اس کے پنج
 گرنے سے پہلے اس پر فائرنگ کر سکتا تھا اور اگر یہ فائرنگ ہو جائی
 تو نائیگر کا پیٹ نکلنے ناٹکن ہو جاتا۔

نائیگر نے گارڈ پر حملہ بھی اس انداز میں کیا تھا کہ اس کا سرعتی

دیوار سے پوری قوت سے ٹکرایا تھا اور وہ سر کی شدید چوٹ کی وجہ سے بے ہوش ہو کر نیچے گرا تھا کیونکہ نائیگر کو معلوم تھا کہ فرشت پر موجود گارڈ عقیقی طرف فائرنگ کی آواز سن کر لازماً دوڑتے ہوئے ادھر آئیں گے اور پھر وہ نیچی طور پر بہت ہو جائے گا۔ چنانچہ جیسے ہی گارڈ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا نائیگر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اس طرف گیا جہاں گٹرڈ کا وہ دہانہ تھا جس سے نکل کر وہ بیہاں اس کوٹھی کے اندر آیا تھا۔ اس نے ایک لمحے سے بھی کم وقت میں جھک کر گٹرڈ کا ڈھلن انھا کر ایک طرف رکھا اور پھر اسی تیزی سے وہ اندر گئی ہوئی سینہری سے نیچے اترتا چلا گیا۔ اسی لمحے اس نے سائیڈ گلی سے اندر آتے ہوئے قدموں کی تیز آوازیں شیش تو اس نے آہستہ سے ڈھلن کھکھ کر اسے دہانے پر پوری طرح فٹ کیا اور پھر سینہریاں اتر کر وہ گٹرڈ لائیں میں اتر کر تیز تیز قدم انھا تھا ہوا وہاں اس دہانے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سے وہ اس گٹرڈ لائیں اترتا تھا۔

تحوڑی دیر بعد وہ اس دہانے تک پہنچ گیا۔ سینہریاں چڑھ کر وہ اوپ پہنچا۔ دونوں ہاتھوں کا زور لگا کہ اس نے ڈھلن انھا کر علیحدہ رکھا اور پھر تیزی سے باہر آ گیا۔ یہ کوٹھی کی عقیقی تھی۔ اب اسے کوٹھی کے اندر سے تیز تیز آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور اس نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اسے موت سے بال پال بچا لیا تھا جبکہ وہ راجر سے سب کچھ معلوم کر چکا تھا۔ قدیم تختیاں یہاں مصر میں موجود نہیں تھیں بلکہ نیدر لینڈ کے دارالحکومت ہاگ میں رہنے والے ڈاکٹر کارلینڈ کی تحریک میں تھیں۔ راجر کا گروپ جو کراون گروپ کہلاتا تھا نیدر لینڈ کا گروپ تھا جو مصر کے شہر لاگور میں سب ہیڈکار اڑ بنا کر یہاں سے مقادرات حاصل کر کے نیدر لینڈ کو بھوٹا رہتا تھا۔

قدیم تختیاں اور ہیرا اس کراون گروپ نے چوری کر کے نیدر لینڈ اپنے ہیڈکار بھوٹا تھا جہاں انہیں پڑھنے کے لئے ڈاکٹر کارلینڈ کے حوالے کر دیا گیا تھا لیکن نائیگر کو اپنے گھر عمران کی تھی۔ وہ اس وقت لاگور میں تھا جبکہ عمران دارالحکومت قبرہ میں تھا ورنہ نائیگر کا دل جاہ رہا تھا کہ وہ اڑتا ہوا عمران تک بھٹک جائے لیکن ظاہر ہے ایسا ممکن نہیں تھا۔ البتہ اب اس نے فوری طور پر واپس دارالحکومت جانے کا فیصلہ کر لیا لیکن ایسے یہ معلوم نہیں تھا کہ عمران کس ہپتال میں ہے لیکن اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ وہاں ڈپٹی سکرٹری رفائل سے مل کر معلوم کر لے گا۔ چنانچہ ایک بیکھی سے کر وہ ایئر پورٹ پہنچا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر کوئی لوک فلاٹ نہ جا رہی ہو گی تو وہ طیارہ چارٹرڈ کر لے گا لیکن یہ ایک چانس تھا کہ لوک فلاٹ دارالحکومت کے لئے تیار کمری تھی۔ اسے تک بھی آسانی سے مل گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ دارالحکومت کے لئے محور داڑھ قدا۔ دارالحکومت بھٹک کر اس نے ایئر پورٹ سے ہی سول سیکنٹری کے لئے بیکھی پکوئی اور سول سیکنٹری بھٹک کر اس نے ڈپٹی سکرٹری

”ان صاحب کو میرے آفس میں بھیوا دو“..... ذپی سکرٹری رفائل نے کہا۔

”لیں سر“..... فون سکرٹری نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میر کے کنارے پر موجود ٹھن پر لیں کر دیا تو باہر موجود ایک چیز اسی اندر دیکھ لیا۔

”ان صاحب کو بڑے صاحب کے آفس پہنچا دو“..... فون سکرٹری نے کہا۔

”آئیے سر“..... چیز اسی نے مودودیانہ لہجے میں کہا تو نائیگر اخھا۔ اس نے فون سکرٹری کا شکریہ ادا کیا اور چیز اسی کے پیچے یہ ورنی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک شاندار آفس میں موجود تھا جہاں او جیز عرب ذپی سکرٹری موجود تھے۔ انہوں نے انھوں کو اس کا استقبال کیا۔

”سر۔ ملاقات کا وقت دینے کا شکریہ۔ علی عمران صاحب کا کیا حال ہے“..... نائیگر نے کہا۔

”میں ابھی چند منٹ پہلے ہبتال سے واپس آ رہا ہوں۔ پہلے تو ان کی حالت بے حد خراب تھی۔ ڈاکٹروں نے بھی مکمل طور پر مایوسی کا اظہار کر دیا تھا۔ پھر پاکیشیا کے سکرٹری خاجہ سر سلطان نے عمران کے دو ساتھی حصیبوں جوزف اور جوانا کو چارڑہ طیارے کے ذریعے پیاس بھجوایا اور جوزف نے اپنی کلاں پر ختم مار کر اپنا خون عمران کے من میں ڈالا تو عمران کی کیفیت بدل گئی اور اب وہ خطرے سے

رفائل کے آفس کا معلوم کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ان کے فون سکرٹری کے کمرے میں موجود تھا۔

”میرا نام رضوان ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے جہاں سے علی عمران صاحب کے ساتھ میں آیا ہوں۔ میری رفائل صاحب سے بات کرنا دیں“..... نائیگر نے فون سکرٹری سے کہا تو فون سکرٹری نے رسیور اخھیا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”سر۔ پاکیشیا سے ایک رضوان نامی صاحب یہاں میرے آفس میں موجود ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ پاکیشیا سے آئے ہیں اور عمران صاحب کے ساتھی ہیں اور وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“..... فون سکرٹری نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ کراوہ بات“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو فون سکرٹری نے رسیور نائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

”جناب۔ میں علی عمران صاحب کا شاگرد ہوں۔ ان کے ساتھ ہی پاکیشیا سے آیا ہوں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ شدید زخمی ہیں اور کسی ہبتال میں وادل ہیں۔ ان کا کیا حال ہے اور مجھے ان سے ملتا ہے“..... نائیگر نے کہا۔

”فون سکرٹری کو رسیور دیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو نائیگر نے رسیور فون سکرٹری کی طرف بڑھا دیا۔

”لیں سر“..... فون سکرٹری نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

تاکہ بس کے کام کو مکمل کر سکوں”..... نائیگر نے کہا۔
”باس کا کام اور نیدر لینڈ میں۔ کیا مطلب“..... جوانا نے
جیران ہوتے ہوئے کہا۔

”مصر سے قدیم تاریخی تختیاں اور ہیرا چوری کیا گیا ہے اور
باس ان تختیوں کی برآمدگی کے لئے مصراًتے تھے۔ باس تو رُخْنی ہو
کر ہپتال پہنچ گئے جبکہ میں نے اپنے طور پر اندر ولڈ سے
معلومات حاصل کیں کہ یہ تختیاں نیدر لینڈ سے شعلق رکھنے والے
ایک گروپ ہے کہاون گروپ کہا جاتا ہے، نے چوری کی ہیں اور
اب یہ تختیاں نیدر لینڈ کے دارالحکومت ہاگ میں ایک ماہر ڈاکٹر
کارلینڈ کی تحویل میں ہیں لیکن چونکہ باس کے بارے میں مجھے
اطلاع مل چکی تھی اس لئے میں واپس قاہرہ آگیا ورنہ میں لاگور
سے براہ راست نیدر لینڈ چلا جاتا۔ اب باس چونکہ خطرے سے باہر
ہیں اس لئے اب میں نیدر لینڈ جا کر یہ تختیاں واپس لا کر مصری
حکومت کے حوالے کرنا چاہتا ہوں تاکہ کیس مکمل ہو جائے۔“ نائیگر
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ماہر پر حملہ اس کراون گروپ نے کیا ہے“..... جوانا نے
پوچھا۔

”نہیں۔ باس پر حملہ کسی رینہ لائن ایجنٹ کے مقامی ایجنت رافیل
نے کیا ہے“..... نائیگر نے جواب دیا۔

”کیوں۔ کیا باس ان کے خلاف کام کر رہا تھا“..... جوانا نے

باہر آ چکا ہے“..... ذپی یکٹری رفاقتی نے کہا۔
”جوزف افریقہ کا پرنس ہے۔ وہ ایسے کام اکثر کرتا رہتا ہے
اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد پوچھنے کی ضرورت
نہیں ہے“..... نائیگر نے جواب دیا۔

”بہر حال جو بھی ہوا ہے اور جس طرح ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے
واقعی عمران کو نی زندگی دی ہے“..... ذپی یکٹری رفاقتی نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب کس ہپتال میں ہیں۔ میں ان سے فوری ملتا
چاہتا ہوں“..... نائیگر نے کہا۔

”اوکے۔ میں تمہیں وہاں بھجو دیتا ہوں“..... ذپی یکٹری
رفاقتی نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر انہوں نے یہے بعد دمگے چند
مثمن پر لیس کر دیئے۔

”ڈرائیور کو بھجو دو“..... ذپی یکٹری رفاقتی نے کہا اور رسیور
رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے کے بعد نائیگر ہپتال پہنچ جانے میں
کامیاب ہو گیا۔ وہاں جوزف اور جوانا موجود تھے اور عمران کی
حالت اب پہلے سے خاصی بہتر تھی۔ نائیگر نے جوزف کا شکریہ ادا
کیا تو جوزف کا چہرہ محل اٹھا۔ عمران چونکہ ایسی تک ہوش میں نہیں
آیا تھا اس لئے وہ تیوں کرے سے باہر برآمدے میں موجود
کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

”مجھے عمران صاحب کی فکر تھی۔ اب میں نے نیدر لینڈ جانا ہے۔

پوچھا۔
 ”میرا خیال ہے کہ بس ان کے خلاف کام نہیں کر رہا تھا
 کیونکہ انہوں نے تو یہ تختیاں چوری نہیں کیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ
 کسی اور غلط کام میں ملوث ہوں اور بس کا نام سن کر گھبرا گئے
 ہوں..... تائینگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”تم اکیلے مت جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔“..... جوانتا
 نے کہا۔

”مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جوزف سے پوچھ لوا۔“ تائینگر
 نے مگرتے ہوئے کہا۔
 ”ہمیں سب سے پہلے ان لوگوں کو پکڑنا ہے جنہوں نے بس
 پر قاتلانہ حملہ کیا ہے۔ ان تختیوں سے بس کی اہمیت زیادہ ہے۔“.....
 جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ لازماً وہ کسی گھرے چکر میں ہیں ورنہ ان کے
 خلاف تو بس کام کرنے ہی نہیں آیا تھا۔ پھر انہوں نے ان پر حملہ
 کیوں کیا۔“ ہمیں انہیں چیک کرنا چاہئے۔“..... جوانتا نے کہا۔ اسی
 لمحے ایک لاکی جس نے جیز کی پینٹ اور لیدر جیکٹ پہنی ہوئی تھی¹
 برآمدے میں نمودار ہوئی تو وہ تیتوں چوک کر اسے دیکھنے لگے۔
 جوزف اور جوانتا اسے اس حد تک جانتے تھے کہ جب وہ چکلی بار
 عمران کے کمرے میں داخل ہوئے تھے تو یہ لاکی پہلے سے وہاں
 موجود تھی۔ پھر وہ واپس چلی گئی۔ اس بارے میں نہ انہوں نے کسی

سے پوچھا اور نہ ہی کسی نے انہیں اس کے بارے میں بتایا تھا۔
 ”عمران کیا حال ہے۔“..... لاکی نے قریب آ کر رکھتے ہوئے
 کہا۔
 ”باس کی حالت اب خطرے سے باہر ہے۔“..... تائینگر نے
 جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”تم کون ہو۔ تختیوں میں پہلی بار دیکھ رہی ہوں۔ انہیں تو ڈپنی
 سیکرٹری رفاقتی صاحب ساتھ لے آئے تھے۔“..... لاکی نے تائینگر
 سے مخاطب ہو کر کہا۔

”پہلے آپ اپنے بارے میں بتا دیں تاکہ مجھے بھی معلوم ہو
 سکے کہ میں کس سے مخاطب ہوں۔“..... تائینگر نے کہا۔
 ”میں پرنسپر سدرہ ہوں اور میرا تعلق مصر کی سیکرٹ سروں سے
 ہے۔ قدیم تختیوں کی چوری والا کیس میرے پاس تھا جس سلطے میں
 عمران کو پاکیشیا سے بلوایا گیا تھا۔“..... لاکی نے جواب دیتے ہوئے
 کہا۔

”میرا نام تائینگر ہے اور مجھے عمران صاحب کے شاگرد ہونے کا
 اعزاز حاصل ہے اور یہ جوزف اور جوانتا ہیں۔ یہ عمران صاحب کے
 ساتھی ہیں۔“..... تائینگر نے اپنے ساتھ ساتھ جوزف اور جوانتا کا
 تعارف بھی کرتے ہوئے کہا۔

”آپ تختیوں والے کیس پر کب سے کام کر رہی ہیں۔“..... جوانتا
 نے کہا تو پرنسپر سدرہ چوک پڑی۔

ہوئے کہا۔

”پنسسر سدرہ۔ آپ کا تعلق مقامی سینکڑت سروس سے ہے۔ کیا آپ اندازہ لگائیں کہ عمران صاحب پر حملہ کس نے کیا ہے اور کیوں کیا ہے؟..... نائیگر نے کہا۔

”ابھی اس پر کام ہو رہا ہے۔ ابھی کوئی گروپ تو سامنے نہیں آیا لیکن میرا خیال ہے کہ جن لوگوں نے تختیاں چوری کی ہیں یہ بھی ان کا ہی کام ہو سکتا ہے۔..... پنسسر سدرہ نے کہا۔

”آپ کسی تنظیم کے اجتہ رافل کو جانتی ہیں؟..... نائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ رافل کا یہاں کلب ہے۔ وہ اسلخ کی اسٹھنگ میں ٹوٹ ہے۔ کئی بار کپڑا بھی چاپکا ہے لیکن ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے قید نہیں ہو سکا۔ ویسے سینکڑت سروس کے دائزہ کار میں چونکہ اسٹھنگ وغیرہ نہیں آتی اس لئے ہم اس کے خلاف کام نہیں کرتے۔ پولیس اور انقلیب جس کرتی ہیں۔..... پنسسر سدرہ نے کہا۔

”کون سے کلب کا مالک ہے یہ رافل؟..... نائیگر نے پوچھا۔
”ریڈ لائٹ کلب قاہرہ کا بڑا مشہور کلب ہے۔..... پنسسر سدرہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلیں۔..... جوانا نے نائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
”کہاں جا رہے ہو۔..... پنسسر سدرہ نے پوچک کر پوچھا۔

”جب سے تختیاں چوری ہوئی ہیں۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟..... پنسسر سدرہ نے پوچک کر اور قدرے جیت بھرے لجھ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس لئے کہ نائیگر نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ تختیاں کس نے چوری کی ہیں اور اس وقت یہ تختیاں کہاں ہیں۔..... جوانا نے جواب دیا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنی جلدی معلوم ہو جائے۔ ہم کب سے مکریں مارتے پھر رہے ہیں؟..... پنسسر سدرہ نے منہ ہاتے ہوئے کہا۔

”میں عمران صاحب کا شاگرد ہوں میڈم۔ اگر عمران صاحب پر حل نہ ہوتا تو شاید اب تک کیس مکمل کر کے ہم داہم پا کیٹیاں بھی پہنچ کر ہوتے۔..... نائیگر نے کہا۔

”عمران کو میں نے ہی فوری طور پر ہمتال پہنچایا تھا ورنہ اگر ٹھوڑی دیر اور ہو جاتی تو عمران فتح نہ پاتا۔..... پنسسر سدرہ نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ پھر تو آپ ہماری محض ہیں۔ ہم آپ کو سلام کرتے ہیں۔..... نائیگر، جوزف اور جوانا تیوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

”بہت خوش قسمت ہے عمران کا۔ اسے تم جیسے ساختی ملے ہیں جو اس کے لئے اتنے مغلص ہیں۔..... پنسسر سدرہ نے مکراتے

"اس رافیل نے ماطر پر حملہ کیا ہے اور اب اسے اس کے لئے جگھتا پڑے گا"..... جوانا نے سرد لبجھ میں کہا۔
"رافیل نے۔ اوہ۔ کیسے معلوم ہو گیا تھیں۔ تم تو شاید یہاں سے کہیں گے ہی نہیں"..... پنسسر سدرہ نے چونک کر اور جیرت بھرے لبجھ میں کہا۔

"ماتر پر حملہ کرنے والوں کی تصویریں میری آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہیں۔ آؤ نائیگر۔ میرا سید جل رہا ہے"..... جوانا نے پہلے پنسسر سدرہ سے اور پھر نائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں چلو۔ جوزف بیکل رہے گا"..... نائیگر نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"سن۔ ایک منٹ۔ رافیل کا عمران سے کوئی تعلق نہیں بنتا اور وہ خواہ تجوہ کے بکھیزوں میں پڑنے والا اوری نہیں ہے۔ تھیں غلط اطلاع دی گئی ہے۔ وہ میرا دوست ہے۔ تم میرے ساتھ چلو۔ میں تم پر ثابت کر دوں گی کہ وہ اس کام میں ملوث نہیں ہے"۔ پنسسر سدرہ نے تیز لبجھ میں کہا۔

"نمیک ہے۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ اچھا ہے آپ کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا"..... نائیگر نے کہا تو جوانا کا چہرہ گڈنے لگ گیا۔

"جوانا۔ پنسسر سدرہ کی موجودگی ہمارے حق میں بہتر رہے گی۔ پنسسر سدرہ مقامی سکرٹ سروس کی رکن ہیں۔ ان کے

سامنے جو ہو گا یہ کم از کم اس کی گواہی تو دے سکیں گی اور ہو سکتا ہے کہ ہماری ہی معلومات غلط ہوں"..... نائیگر نے جوانا چہرہ گڈنے دیکھ کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اگر یہ واقعی اس میں ملوث ہوا تو پھر تم یا پنسسر سدرہ مجھے نہیں روکیں گے"..... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس سے ملوگے تو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا"۔ پنسسر سدرہ نے بڑے اطمینان بھرے لبجھ میں کہا۔

"اوکے آؤ۔ تمہارے پاس کار ہے"..... نائیگر نے کہا اور "ہاں ہے۔ آؤ میرے ساتھ"..... پنسسر سدرہ نے کہا اور واپس مڑ گئی۔ اس کے پیچے جوانا اور نائیگر بھی تھے۔

"میں فون کر کے معلوم کر لوں کہ رافیل کلب میں ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو میں اسے پابند کر دوں"..... پنسسر سدرہ نے ہپتال کے گیٹ کے قریب پلک فون کاؤنٹر کے قریب جوختے ہوئے کہا۔ یہاں ایک بڑا کاؤنٹر بنایا گیا تھا جس پر پانچ کے قریب فون موجود تھے تاکہ کوئی بھی شخص چھکت کر کے فون کر سکے۔

"لاؤڈر کا بہن بھی ضرور پریس کر دیجئے گا تاکہ ہم بھی رافیل کے بارے میں سن لیں"..... نائیگر نے کہا تو پنسسر سدرہ نے جیب سے ایک چھوٹی ماییت کا ٹوٹھ نکال کر کاؤنٹر میں کے خالے کیا اور ایک فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس

کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجھن کی آواز سنائی دی اور پھر رسیر اخنا لیا گیا۔

”لیں۔ رافائل بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”پنسر سدرہ بول رہی ہوں رافائل“..... پنسر سدرہ نے بے تکلفانہ لبجھ میں کہا۔

”اوہ آپ۔ کہاں سے بات کر رہی ہیں۔ اب تو آپ سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔“..... رافائل نے پنسر سدرہ سے بھی زیادہ بے تکلفانہ لبجھ میں کہا۔

”میں آپ کے آفس آ رہی ہوں۔ کاؤنٹر پر تما دیں۔ میرے ساتھ دو مہمان بھی ہیں۔“..... پنسر سدرہ نے کہا۔

”مہمان۔ کیا مطلب ہوا اس کا۔“..... رافائل نے چونک کر پوچھا۔

”وہیں آ کر تعارف کراؤں گی۔“..... پنسر سدرہ نے کہا۔

”اوے کے۔ آ جاؤ۔ میں انتظار کروں گا۔“..... رافائل نے کہا۔

”شکریہ۔“..... پنسر سدرہ نے کہا اور رسیر کریل پر رکھ دیا۔

”رافائل آپ کا دوست ہے۔“..... نائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے بعض اوقات اس سے ایسی معلومات مل جاتی ہیں جن سے مصروف کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔“..... پنسر سدرہ نے جواب

دیا تو نائیگر نے اپنات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک جدید ماڈل کی کار میں سوار قابوہ کی سڑک پر آگے بڑے چلے جا رہے تھے۔ ذرا نیوگ سیٹ پر خود پنسر سدرہ موجود تھی جبکہ نائیگر اور جوانا دنوں عقیقی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کار ایک چار منزلہ عمارت کے کپاڈٹر میں مڑ گئی۔ عمارت پر ریڈ لائٹ تکب کا بہت بڑا بیوڑا موجود تھا۔ کار کو پارکنگ میں روک کر دوہہ یخچ اتری تو نائیگر اور جوانا بھی یخچ اتر آئے۔ پنسر سدرہ نے کار لاک کی۔ پارکنگ بواۓ سے نوکن کارڈ لے کر پرس میں ڈالا اور پھر وہ مزکر عمارت کی طرف بڑھ گئے۔ کلب کا ہاں خاصاً وسیع و عریض تھا اور اسے بڑے خوبصورت انداز میں سجا گیا تھا۔ ایک طرف ایک طویل کاؤنٹر موجود تھا۔ کاؤنٹر کے کونے میں موجود لوگی پنسر سدرہ کو دیکھ کر چونک کر انھوں کھڑی ہوئی۔

”پنسر آپ۔“..... لڑکی نے انتہائی مودبانہ لبجھ میں کہا۔

”رافائل نے تمہیں میرے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی۔“..... پنسر سدرہ نے قدرے ناخنگوار لبجھ میں کہا۔

”وہ آپ کے انتظار میں ہیں پنسر۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میں آپ کو اور آپ کے مہمانوں کو بھی ان کے آفس بھجو دوں۔“..... لڑکی نے انتہائی مودبانہ لبجھ میں کہا۔

”شکریہ۔“..... پنسر سدرہ نے کہا اور سایہ میں موجود ایک راہداری کی طرف بڑھ گئی۔ نائیگر اور جوانا بھی اس کے پیچے تھے۔

راہداری کے آخر میں دو سلسلے گارڈز موجود تھے لیکن پنسنر سدرہ کو
دیکھ کر انہوں نے باقاعدہ سلوٹ کیا اور سائینڈ پر موجود دروازہ ایک
باٹھ سے کھول دیا۔

حصہ اول ختم شد

آرمس پروہت

حصہ دوم

منظہ ہر کلیم ایم اے

مان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام مقتامگر دار و اوقات اور
پیش کردہ پچھی ستر قطبی فرضی ہیں۔ کسی فلم کی جزوی یا
کل مطابقت نہیں اتفاق یہو گی۔ جس کے لئے پبلشرز
مصنف پڑھنے والے مددوار نہیں ہوں گے۔

”آؤ“ پنسز سدرہ نے نائگر اور جوانا سے کہا اور آگے
بلاج گئی۔ یہ ایک طویل راہبازی تھی جس کے آخر میں ایک بند
دروازہ تھا۔ نائگر کی نظریں چوت پر جگہ جگہ گئی ہوئی مخصوص لاٹوں
پر جی ہوئی تھیں۔ اس کے پھرے پر ہلکی ہی سکر اہٹ تھی کیونکہ
چوت میں گئی لاٹوں کی اصل کارکردگی وہ سمجھتا تھا۔ ان لاٹوں سے
ٹکٹے والی نظر نہ آنے والی ریز اسٹرک کو بے کار کر دیتی تھیں اس لئے
اسے معلوم تھا کہ اس کے اور جوانا کے پاس جو اسٹرک ہو گا وہ اب کئی
گھنٹوں تک بے اثر رہے گا اور اگر پنسز سدرہ کے پاس بھی کوئی
اسٹرک ہو گا تو وہ بھی بے کار ہو گیا ہو گیا نائگر پنسز سدرہ جس انداز
میں چل رہی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے ان ریز کے بارے
میں سرے سے علم ہی نہیں ہے۔ ویسے بھی چونکہ پنسز سدرہ اور
رافل کے درمیان تعلقات خاصے دوستانہ تھے اس لئے پنسز

ناشر ————— مظہر کلیم احمد
اهتمام ————— محمد اسلام قبوش
ترجمہ ————— محمد علی قبوش
طابع ————— سلامت اقبال پینٹنگ پیلس ملتان

کتب منتوانے کا پتہ

Mob: 0333-6106573
 0336-3644440
 0336-3644441
 Ph: 061-4018666

E-Mail Address
 arsalan.publications@gmail.com

یکنہت پارے کی طرح تڑپا اور دیوبیکل جوانا کے سینے پر اس نے پوری قوت سے سرکل مکر ماری لیکن جوانا پر اس زور دار ضرب کا صرف اتنا اثر ہوا کہ وہ لڑکھراتے ہوئے انداز میں دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ رافائل نکر مار کر ایک بار پھر گوما اور وہ جوانا کی ساییدہ پر لات بارنے کے لئے اچھلا لیکن دوسرا لمحے چھتا ہوا اور انداز میں اڑتا ہوا وہ ساییدہ دیوار سے ایک دھماکے سے مکرا کر پیچے گرا اور پھر پہنچ کر تڑپے کے بعد ساکت ہو گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر تجزیٰ سے وقوع پذیر ہوا کہ پنسسر سدرہ تبریت سے بت بنی صرف پلٹیں جھپکاتی رہ گئی۔

”یہ کیا کر رہے ہو تم۔ یہ کیوں کیا ہے تم نے“..... یکنہت پنسسر سدرہ نے پھٹ پڑنے والے لبجھ میں کہا۔

”خاموش رہو دوڑ ایک لمحے میں گرد توڑ دوں گا“..... جوانا نے غرانتے ہوئے لبجھ میں کہا۔

”تم۔ تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ مجھے۔ پنسسر سدرہ کو۔“ پنسسر سدرہ نے جوانا کی غراہبست سے خوفزدہ ہونے کی بجائے پیچھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے برق رفتاری سے مشین پسلل کاٹا لیا لیکن اسی لمحے نے نائگر نے ہاتھ مار کر مشین پسلل گرانا چاہا لیکن پنسسر سدرہ پارے کی طرح تڑپ کر ایک طرف ہٹ گئی اور اس نے ٹرینگر دا دیا لیکن کٹاک کٹاک کی آواز کے علاوہ مشین پسلل سے کچھ برآمد نہ ہوا۔ اسی لمحے جوانا کا بازو بجلکی کی

سدرہ کو اسلحہ چلانے کی ضرورت ہی نہ پڑی ہو گی۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں اس بند دروازے تک پہنچ گئے۔ پنسسر سدرہ نے آگے بڑھ کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلنا چلا گیا اور پنسسر سدرہ اندر داخل ہو گئی۔ نائگر اور جوانا اس کے پیچے اندر داخل ہوئے تو یہ کمرہ جو خاصاً وسیع تھا آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچے اونچی پشت کی کرسی پر ایک سمارٹ اور ورزشی جسم کا مالک مقامی نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔

”ولیم کم پنسسر سدرہ.....“ اس نوجوان نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ساییدہ پر آ کر اس نے باقاعدہ پنسسر سدرہ سے بڑے گر جو شانش انداز میں مصافی کیا۔ نائگر اور جوانا بھی پنسسر سدرہ کی بیرونی کرتے ہوئے میز کی ساییدہ سے ہو کر آگے ہوئے۔ پنسسر سدرہ اور رافائل کے درمیان بڑے گر جو شانش انداز میں مصافی ختم ہوا تو جوانا نے معنی خیز نظروں سے نائگر کو مصافی کر کے پیچے بٹتی ہوئی پنسسر سدرہ کی طرف اشارہ کیا تو نائگر نے اپناتھ میں سر ہلا دیا۔ رافائل نے جوانا کی طرف مصلحتے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن جوانا نے مصافی کرنے کی بجائے بازو بھمایا اور رافائل کی کٹپٹی پر ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن جوانا کے طویل بازو نے گھوٹت ہوئے چند لمحے لگا دیئے اور رافائل چونکہ تربیت یافت ایجنت تھا اس لئے جوانا کا بازو گھوٹت ہی وہ بجلکی کی سی تجزیٰ سے پیچے ہٹا تو جوانا کا بازو خلاء میں ہی گھوم گیا اور جیسے ہی اس کا بازو گھوما رافائل

تیزی سے گھوما اور پنسر سدرہ جو شین پھل کے جام ہونے پر حرثت سے اسے دیکھنے لگی تھی بروقت اپنے آپ کو نہ بچائی اور ٹپٹی پر ضرب کھا کر ایک لحاظ سے اڑتی ہوئی سائید دیوار سے نکل آئی اور پھر نیچے گرتی۔ نیچے گرتے ہی اس نے ترپ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کی لات گھوی اور پنسر سدرہ چھین ہوئی والہی زمین پر گری اور ساکت ہو گئی۔

”میں نے کوشش تو کی تھی کہ اس پر ہاتھ نہ اٹھاؤں لیکن اب کیا کیا جائے۔ وہ اچھوں کی طرح سمجھی نہ رہی تھی۔“ ٹائیگر نے بیٹ کے ساتھ بندھی ہوئی نائیلوں کی روکی کا بندل علیحدہ کرتے ہوئے کہا جبکہ جوانتے آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے رافل کو اٹھا کر سائید پر موجود کری پر ڈال دیا۔

”اسے بھی ساتھ والی کری پر ڈال دوتاک اسے بھی باندھ دوں درست یہ ہوش میں آ کر لازماً گزبر کرے گی۔“ ٹائیگر نے روکی مدد سے رافل کو کری پر باندھتے ہوئے کہا تو جوانتے جھک کر فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی پنسر سدرہ کو اٹھا کر رافل کے ساتھ دانی کری پر ڈال دیا جبکہ ٹائیگر نے رافل کو باندھنے کے بعد بیچ جانے والی روکی مدد سے پنسر سدرہ کو بھی کری سے باندھ دیا۔

”یہ دونوں ایجنت ہیں اس نے اسی گریہن لگانا کہ یہ کھولی نہ سکیں اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے ان سے پوچھ چکھ مکمل کرو۔“ جوانتے کہا۔

”رافل کے نتھے کاٹ کر لاشوری معلومات حاصل کرنا پڑیں گی۔ تم دروازے کے قریب رک کر آنے والوں کا خیال رکھنا۔“ ٹائیگر نے کہا تو جوانتے سر ہلاایا اور مژہ کر بند دروازے کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا جبکہ ٹائیگر نے کریسوں کے عقب میں جا کر پہلے دونوں ہاتھوں سے رافل کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور ساتھ ہی موجود پنسر سدرہ کی کری کے عقب میں جا کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔

”اسے کیوں ہوش میں لا رہے ہو۔ خواہ مخواہ گزبر کرے گی۔“ جوانتے کہا۔

”یہ مقامی عہدیدار ہے۔ اس کے سامنے رافل سے معلومات ملیں گی تو یہ پرکوں رہے گی ورنہ یہ اس سے بھی بوی گزبر کر سکتی ہے۔“ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جوانتے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور کریسوں کے پیچھے سے گھوم کر وہ رافل کی کری کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کوٹ کی مخصوص جیب سے نخر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اسی لمحے رافل نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر اس نے لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ

اپنی کوشش میں ناکام رہا۔ اسی لئے پنسسر سدرہ نے بھی کراچیتے ہوئے آنکھیں کھول دیں تو رافائل کے گردون موڑ کر پنسسر سدرہ کو دیکھا تو اس کے جسم کو ایک اور جھنکا لگا۔
”یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ کیوں ہو رہا ہے۔ کون ہوتا۔۔۔ رافائل نے سامنے کھڑے نائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لمحے میں جھرت تھی۔

”مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ چھوڑ مجھے۔۔۔ پنسسر سدرہ نے بوش میں آتے ہی چھوڑتے ہوئے کہا۔

”اگر تم خاموش نہ رہیں تو تمھیں پہلے ہلاک کر دیا جائے گا۔۔۔ نائیگر نے باخھ میں موجود خنجر کو دامیں باہمیں لبراتے ہوئے کہا۔
”تم آخر چاہتے کیا ہو۔ رافائل صرف امکل ہے۔ صرف امکل۔۔۔

پنسسر سدرہ نے کہا۔

”یہ ریڈ لائٹ ایجنسی کا مقامی اجنبیت ہے اور یہ ایجنسی نیدر لینڈ کی ہے اور پاس عمران پر خوفناک قاتلانہ حملہ بھی اس نے ہی کیا ہے۔۔۔ نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ سب غلط ہے۔ میرا کسی ایجنسی یا قاتلانہ حملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو اُنیٰ عمران کو جانتا تھک نہیں۔۔۔ رافائل نے تیز لمحے میں بولتے ہوئے کہا لیکن جیسے ہی اس کی بات غثیر ہوئی نائیگر کا خنجر والا ہاتھ گھما اور کرو رافائل کے طلق سے لٹکے والی چین سے گونج اٹھا۔ ایسی چین کی باڑگشت فضا میں موجود تھی کہ نائیگر

کا بازو ایک بار پھر گوما اور رافائل کا دوسرا نھتہ بھی آدمی سے زیادہ کھٹ گیا۔ اب پنسسر سدرہ نے بھی بے اختیار، چین شروع کر دیا تھا۔ وہ مسلسل اس انداز میں کسما رہی تھی جیسے رسیاں توڑ کر آزاد ہوتا چاہتی ہو لیکن نائیگر نے اب اسے اس انداز میں نظر انداز کر دیا جسے کرے میں اس کا وجود ہی نہ ہو اور پھر نائیگر نے ہاتھ موز کر خنجر کا دست رافائل کی پیشانی پر ابھر آئے۔ اسی رنگ پر بار دیا تو رافائل کا جسم اس طرح کاپٹنے لگا جیسے اسے بارے کا تیز بخار چڑھ آیا ہو۔ اس کا چہرہ تیزی سے سُنْ ہوتا چال گیا اور آنکھوں میں دھنڈ سی چھا گئی۔

”بولاو۔۔۔ کس ایجنسی سے تمہارا تعلق ہے۔۔۔ بتاؤ۔۔۔ بولا۔۔۔ نائیگر نے تحکماں لمحے میں کہا۔

”ریڈ لائٹ۔۔۔ ریڈ لائٹ ایجنسی۔۔۔ رافائل کے منہ سے اس طرح الفاظ نکلتے لگے جیسے گئے میں الفاظ بنانے والی کوئی فیکری موجود ہو جہاں سے الفاظ بن کر زبان پر آ رہے ہوں۔۔۔ اب اس کی آنکھوں میں تکملہ دھنڈ چھا گئی تھی جس کا مطلب تھا کہ اس کا شعور تکملہ طور پر غثیر ہو گیا ہے اور اب لاششور بول رہا ہو۔

”کس ملک کی ہے یہ ایجنسی۔۔۔ نائیگر نے پوچھا۔

”نیدر لینڈ کی۔۔۔ نیدر لینڈ کی۔۔۔ رافائل نے جواب دیا تو پنسسر سدرہ کے چہرے پر یک لفڑت انتہائی حرمت کے تاثرات ابھ آئے۔۔۔

"عمران پر کس کے حکم پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا"..... نائیگر نے پوچھا۔

"میرے حکم پر میرے آدمی نے میراں فائز کیا تھا اس کی کار پر"..... رافائل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ تمہیں عمران سے کیا خوف تھا"..... نائیگر نے پوچھا۔

"عمران انتہائی خطرناک ابجٹ ہے۔ اسے ریڈ لائٹ کے خفیہ منشوبوں کا علم ہو سکتا تھا جن کا علم آج تک مقامی سکرٹ سروس سمیت اور کسی کو نہیں ہو سکا اس لئے ابجٹی چیف نے اسے فوری طور پر ہلاک کرنے کا حکم دیا اور یہ طے ہوا کہ جب عمران جمال پاشا سے ملاقات کے لئے جائے تو اسے ہلاک کر دیا جائے۔" رافائل اب اس طرح یہ باتیں بتا رہا تھا جیسے اپنے کسی باس کو قصیلی روپورٹ دے رہا ہو۔

"کیا منصوبے یہ تھارنی ابجٹی کے۔ تفصیل ہاؤ"..... نائیگر نے کہا۔

"یہاں ایسے اہرام اور مقبرے موجود ہیں جن میں سونے اور جواہرات کی بڑی مقدار فن ہے۔ ان کے بارے میں یہاں کے دکام کو علم نہیں۔ ہم ان اہراموں اور مقبروں سے سوتا اور جواہرات نکالنے کے لئے جدید ترین مشینی کے ذریعے رہتے میں سرگز لگا رہے تھے"..... رافائل نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ساتھ پیشی پرنسپر سدرہ کے ہونٹ بے اختیار بھی گئے۔ اب اس کی

آنکھوں میں رافائل کے لئے نفرت کا واضح اظہار ہو رہا تھا۔ شاید یہ سب کچھ اس کے لئے جیرت اُغیز تھا۔

"کہاں کہاں کام کر رہے ہو۔ تفصیل ہاؤ"..... نائیگر نے کہا تو رافائل نے تفصیل بتائی شروع کردی جبکہ پرنسپر سدرہ غور سے یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ رافائل کے مطابق لگنگ ایریا اور کون ایریا میں چار اہراموں سے سوتا نکالنے کی مہم جاری تھی جس کی مزید تفصیل بھی رافائل نے بتا دی۔

"یہاں تمہاری ابجٹی کا چیف کون ہے۔ کیا تم خود انچارج ہو یا کوئی اور ہے"..... نائیگر نے پوچھا۔

"راڈرک ہمارا باس ہے۔ میں پر ابجٹ ہوں"..... رافائل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"راڈرک اب کہاں ہے"..... نائیگر نے پوچھا۔

"چیف نے اسے ایکدیمیا بھجو دیا ہے تاکہ وہ عمران کے ہاتھ نہ لگ سکے۔ میں چونکہ مقامی ہوں اس لئے مجھ پر کسی کو ٹکن نہیں پڑ سکتا اس لئے میں نے یہاں ساری کارروائی کی ہے"..... رافائل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون سے اہراموں اور مقبروں سے تم سوتا نکالنے کے لئے کام کر رہے ہو"..... اس بار ساتھ پیشی ہوئی پرنسپر سدرہ نے جیخ نر پوچھا لیکن رافائل نے اس کی طرف مزکر دیکھا اور نہ ہی اس کی بات کا جواب دیا۔

"اُن کا الاشدور میرے تحت آچکا ہے اس لئے یہ صرف میرے آواز پہنچاتا ہے اور مجھے بھی تحکماں انداز اس لئے استعمال کرنا پڑتا ہے تاکہ الاشدور سب کچھ باہر نکال دے۔"

"تم پوچھو جو اس سے ہمارے ملک کی دولت کو یہ چہہ بھائی کر لے جائے چاہتے ہیں"..... پنسرو سدرہ نے چھپتے ہوئے کہا۔

"باتاڈوں سے ابراہیم اور مقبروں سے تم سوتا نکالنے کے لئے کام کر رہے ہو"..... نائیگر نے اس بارافلی سے مخاطب ہو کر تحکماں لجے میں کہا۔

"چار ابراہیم اور دو مقبرے"..... رافائل نے جواب دیا اور پھر اس نے ان چاروں ابراہیم اور دونوں مقبروں کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ ویری پیدا۔ یہ لوگ خجالت کب سے یہ کام کر رہے ہیں۔ پہلے اس بیگر کا سلسلہ سامنے آیا تھا۔ وہ بھی زمین میں دفن سوتا تاش کرنے کا سلسلہ تھا اور اب یہ سامنے آیا ہے"..... پنسرو سدرہ نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"کون بیگر"..... نائیگر نے چونکہ کہا۔

"وہ بھی ایک مسئلہ ہے۔ بعد میں بتاؤں گی"..... پنسرو سدرہ نے کہا تو نائیگر دوبارہ رافائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔

" عمران کے بارے میں تم نے اپنے چیف کو کیا روپرٹ دی ہے"..... نائیگر نے کہا۔

"یعنی کہ عمران کو بلاک کر دیا گیا ہے۔ یہیں معلوم تھا کہ عمران آسانی سے بلاک ہونے والوں میں سے نہیں۔ وہ سخت جان آدمی ہے اس لئے ہم نے اس کی کارپور جو یہاں تک فائز کیا اس میں خصوصی طور پر فرازک ریز استعمال کی تھی جسکی اس لئے کہ اول تو کارچے پر زست اڑنے کے ساتھ ہی عمران کے بھی تکڑے از جائیں گے لیکن اگر وہ کسی بھی طرح فوری طور پر بلاک ہونے سے فیکر ہے تو پھر فرازک ریز کی وجہ سے اس کا جسم یہ وہی خون کو جسم میں موجود خون میں جذب نہیں کرے گا۔ اس ریز کی وجہ سے اس کے جسم میں موجود خون زبردیا ہو جائے گا اور اس کا صحیح تنفس ہی نہیں ہے کہ عمران بہر حال بلاک ہو جائے گا اور ایسا ہی ہوا ہو گا۔ پوری دنیا میں اس کا کوئی ملاج یہو نہیں سکتا"..... اس بارافلی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"سن لو کہ عمران حق چکا ہے"..... دروازے کے قریب کھڑے جوانا نے خصلے لجھے لجھے میں کہا۔

"اس کا شعور ثقہ ہو چکا ہے اور لاشدور صرف میرا حکم سن سکتا ہے"..... نائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں موجود خچرگو پوری قوت سے رافائل کی گردان میں اتار دیا تو ساتھ ہی کریں پر یعنی ہوئی پنسرو سدرہ نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں تبدیل رافائل کے فتح ہونے پر نائیگر نے خچرگو پر یعنی رافائل کے گلے سے کھلا اور اس کے لباس سے صاف کر کے اس نے اسے واپس

جبیں میں ڈال لیا اور پھر کری کے عقب میں جا کر اس نے ری کو گناہ شروع کر دی اور پنسرو سدرہ کو بھی ری کی گرفت سے آزاد کر دیا گیا۔

”میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ رافائل اس معاملے میں اس حد تک ملوث ہو سکتا ہے۔ آئی آئیم سوری۔ مجھے اب احساس ہو رہا ہے کہ تم ہم لوگوں سے صدیوں آگے ہو۔۔۔ پنسرو سدرہ نے کری پر سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اب آپ نے دیکھا کہ رافائل کس طرح یقین کے ساتھ کہہ رہا تھا کہ بس بلاک ہو جائے گا اور واقعی بس کا خون بیرونی خون کو قبول نہ کر رہا تھا لیکن جیسے ہی جزو ف نے اپنے خون کے چند قطرے سے بس کے منہ میں ڈالے تو اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا اور بس کے خون نے بیرونی خون کو قبول کرنا شروع کر دیا۔۔۔ نائگر نے ری کو لپیٹ کر اس کا چکما بنا کر بیلت کے ساتھ نسلک کرتے ہوئے کہا تو پنسرو سدرہ نے اثبات میں سر بلاد دیا۔

پنسرو سدرہ اپنے چیف اعظم سalar کے آفس میں داخل ہوئی تو اعظم سalar نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔

”میخھڑ۔ پنسرو۔۔۔ اعظم سalar نے کہا۔

”حصیکن بس۔۔۔ پنسرو سدرہ نے کہا اور میز کی دوسرا طرف موجود کری پر بیٹھ گئی۔

”مجھے رپورٹ ملی ہے کہ تم عمران کے ساتھیوں کے ساتھ اندر درد میں کام کرتی رہی ہو۔ کیا ہوتا رہا ہے۔۔۔ اعظم سalar نے کہا۔

”باس۔ میں صرف چند گھنٹے ان کے ساتھ رہی ہوں لیکن مجھے احساس ہوا ہے کہ ہم ان سے بہت بیچھے ہیں۔ یہ لوگ واقعی بے حد تیز ہیں۔۔۔ پنسرو سدرہ نے کہا۔

”جیرت ہے۔ تم یہ کہہ رہی ہو حالانکہ مصر کی یکرث سروس میں

میری نظروں میں تم سب سے غال ایجٹ ہو۔..... اعظم سالار نے کہا۔

"آپ کا شکریہ ہاں۔ لیکن میں نے انہیں جس انداز میں کام کرتے دیکھا ہے میں تو حیران رہ گئی ہوں۔"..... پنسرو سدرہ نے کہا۔

"کیا ہوا ہے۔ تفہیں تو بتاؤ۔"..... اعظم سالار نے پوچھا تو پنسرو سدرہ نے بہتال جانے اور وہاں سڑانے سے شارمند نائیدر سے ملاقات سے لے کر رافل کلب جانے اور پھر وہاں ہونے والی تمام کارروائی اور باتیں جیت کی تفصیل بتا دی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو۔ کیا مطلب۔ کیا رافل نے عمران پر حملہ کیا تھا لیکن نائیدر کو اس کا علم کیسے ہوا۔"..... اعظم سالار نے چونکہ کر پوچھا۔

"یہ تو میں نے پوچھا نہیں البت رافل نے خود اس کا اعتراف کیا ہے اور یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ رافل اور اس کی اپنی درصل مصر کے خلاف ایک خوفناک سازش کر رہی ہے۔"..... پنسرو سدرہ نے کہا۔

"سازش۔ کیسی سازش۔"..... اعظم سالار نے چونکہ کر پوچھا تو پنسرو سدرہ نے رافل کی تباہ ہوئی تفصیل دو ہراوی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیند۔ پھر اس مسئلے میں تم نے کیا کیا ہے۔"..... اعظم سالار نے انہیں پریشان سے لبجھ میں کہا۔

"میں نے ذیروت سیکورٹی کے چیف کمانڈر مرادی کو فون کر کے پوری تفصیل بتا دی تھی تاکہ وہ ان اہراموں اور مقبروں کی حفاظت کر سکے۔"..... پنسرو سدرہ نے کہا۔

"کتنا وقت ہو گیا ہے تمہیں اطلاع دیتے ہوئے۔"..... اعظم سالار نے کہا۔

"تین چار گھنٹے تو ہو چکے ہیں۔"..... پنسرو سدرہ نے کہا تو اعظم سالار نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دونوں ہمراں پر یہ کردیکے۔

"لیں سر۔"..... دوسرا طرف سے فون پیکرڑی کی مودہ بانہ آواز سنائی دی۔

"لیں ایس کے چیف کمانڈر مرادی سے بات کرو۔"..... اعظم سالار نے کہا۔

"لیں سر۔"..... دوسرا طرف سے کہا گیا تو اعظم سالار نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی نیچ اٹھی اور اعظم سالار نے رسیور اٹھایا۔

"لیں۔"..... اعظم سالار نے کہا۔

"کمانڈر مرادی سے بات کیجیے۔"..... دوسرا طرف سے پیکرڑی کی مودہ بانہ آواز سنائی دی۔

"بیلو۔ اعظم سالار بول رہا ہوں۔"..... اعظم سالار نے کہا۔

"لیں سر۔ میں مرادی بول رہا ہوں۔"..... دوسرا طرف سے

ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کمانڈر مراوی صاحب۔ پنسنسر سدرہ نے آپ کو معلومات مہیا کی تھیں۔ اس سلسلے میں کیا کارروائی کی ہے آپ نے۔" اعظم سalar نے کہا۔

"جناب۔ پنسنسر سدرہ نے انتہائی اہم معلومات مہیا کی ہیں۔ ہم نے پچیس افراد گرفتار کرنے لئے ہیں اور انتہائی جدید اور قیمتی مشینی جو رہیت میں سرگن لٹکانے کے لئے مکونی گئی تھی اور جسے استعمال بھی کیا جا رہا تھا وہ سب کچھ ہم نے ضبط کر لیا ہے۔ ان کے چار آفس بھی ٹریس ہوئے ہیں۔ ان کو بھی سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ ان کا سب سے اہم آدمی راذرک ایکریمیا فرار ہو چکا ہے جبکہ دوسرا آدمی رافائل اپنے کلب کے آفس میں ہلاک ہو چکا ہے۔" کمانڈر مراوی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ اس پورے گروہ کو ان کی ہڑوں سے اکھاڑ پھینکیں۔ دیے آپ صحراء میں اہراموں اور مقبروں کی سیکورٹی خخت کر دیں۔ اگر پنسنسر سدرہ آپ کو معلومات مہیا نہ کر سکتی تو یہ لوگ ملک کی انتہائی قیمتی تاریخی دولت اڑا لے جاتے اور یہ آپ کی سیکورٹی کی تاکمی ہوتی اس لئے اب آپ کے پاس آخری چاپ ہے کہ آپ اپنی سیکورٹی مزید بڑھانیں۔" اعظم سalar نے تکمماں لجھے میں کہا کیونکہ وہ سکرت سردار کا چیف تھا۔

"یہ سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو اعظم سalar نے

رسیور رکھ دیا۔

"اس جیگر کی لاش ملی تھی۔ اس سلسلے میں کچھ معلومات ملی ہیں۔ وہ شیش جو مدفن خزانے ٹریس کر لیتی ہے اس کے بارے میں کچھ معلوم ہوا۔" اعظم سalar نے سامنے بیٹھی پنسنسر سدرہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے تائیگر سے اس معاملے کو ڈسکس کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ جلد ہی اس کا سراغ لگا لے گا۔" پنسنسر سدرہ نے کہا۔

"تائیگر سراغ لگائے گا۔ وہ کیسے سراغ لگائے گا۔ وہ تو غیر ملکی ہے۔ یہ کام تمہارا ہے پنسنسر اور تم نے یہ کام اس پر چھوڑ دیا۔" اعظم سalar نے قدرے ناراض سے لجھ میں کہا۔

"میں نے اپنے سیکشن کو اس پر لگایا ہوا ہے لیکن ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہو سکا جبکہ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ تائیگر بہت جلد اس مشین کمک تباہی جائے گا۔ یہ آدمی بنے حد ذات ہیں، تیز، ہوشیار اور فعال ہے۔" پنسنسر سدرہ نے جس لمحے میں تائیگر کی تعریف شروع کر دی اس لمحے پر اعظم سalar بے اختیار مکرا دیا۔

"الگتا ہے تم ہمیں چھوڑ کر پاکیشا جانے کے لئے پر قول رہی ہو۔" اعظم سalar نے کہا تو پنسنسر سدرہ بے اختیار پوچھ پڑی۔

"میں پاکیشا جانے کے لئے۔ کیا مطلب ہوا۔" پنسنسر سدرہ نے کہا۔

"جس انداز اور لمحے میں تم نائگر کی تعریفیں کر رہی ہو اس سے مجھے لگتا تھا کہ تم نائگر کو دل دے جویں اور اب اس سے شادی کر کے پائیشیاں پل جاؤ گی"۔ عظیم سالار نے کہا تو پنسرو سدرہ بے اختیار بنس پڑی۔

"یہ پائیشیاں ہوتے ہی ایسے لوگ ہیں۔ پہلے عمران سے ملاقات ہوئی تو اس نے اپنی خصوصیات سے مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ پھر اس کے شاگرد نائگر سے ملاقات ہوئی تو اس کی خصوصیات نے مجھے اس کی تعریف کرنے پر مجبور کر دیا"۔ پنسرو سدرہ نے مستکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے ان دونوں یا کسی ایک کے دل میں اپنے لئے بھی کوئی دلچسپی محسوس کی ہے۔ آخر تم مصری حسن کی نمائندہ ہو"۔ عظیم سالار نے کہا تو پنسرو سدرہ نے بے اختیار ایک طویل ساسی لیا۔

"بیکی تو حیرت انگیز بات ہے بیف۔ یہ لوگ نجاتی کس منی کے بنے ہوئے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے ان کے سامنے کوئی عورت یا کوئی لڑکی نہ ہو بلکہ پتھر کا مجسم ہو۔ دلچسپی کی معنوی سی ر حق بھی ان کی آنکھوں یا لہوں سے نہیں ملتی"۔ پنسرو سدرہ نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی ہونے کے ناطے ابھی محل نہ پا رہے ہوں"۔ عظیم سالار نے مستکراتے ہوئے کہا۔

"مرد تو مرد ہی ہوتا ہے باس۔ ابھی ہو یا نہ ہو۔ دلچسپی کا اظہار

تو بہر حال محسوس ہو ہی جاتا ہے لیکن یہ دونوں ہی کیا وہ عمران کے دیوبیکل جمٹی سماحتی ہیں ان کی حالت بھی بھی ہے"۔ پنسرو سدرہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو تمہارا خیال ہے کہ نائگر اس میں کا سراغ لگا لے گا۔"

عظیم سالار نے کہا۔
"مجھے یقین ہے کہ وہ ایسا کر لے گا"۔ پنسرو سدرہ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پنسرو سدرہ کے بیگ سے مل فون کی گفتگی کی تکلیفی ہی آواز سنائی دی تو پنسرو سدرہ نے چونک کر بیگ کوکلا اور اس میں موجود سفل فون نکال کر اس کی سکرین دیکھی۔

"نائگر کی کال ہے بیف"۔ پنسرو سدرہ نے ایسے سرت بھرے لمحے میں کہا جیسے اسے نائگر کی کال آنے پر ولی سرت ہو رہی ہو۔

"لاڈوڑ پر بات آرہ"۔ عظیم سالار نے کہا تو پنسرو سدرہ نے اثبات میں سر بلاتے ہوئے کیے بعد دیگرے دو ہن پر یہیں رک دیئے۔

"تیلو۔ پنسرو سدرہ بول رہی ہوں"۔ پنسرو سدرہ نے ہن پر نس کرتے ہوئے کہا۔

"نائگر بول رہا ہوں پنسرو۔ آپ کا کام کسی حد تک ہو پکا ہے۔ فائل رذٹ حاصل کرنے کے لئے آپ ساتھ چلانا چاہتی

ہیں یا نہیں۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن
لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔
”کیا ہوا ہے۔ تفصیل سے بتائیں۔ میں اس وقت چیف کے
آفس میں ہوں اور تمہاری بات چیف بھی نہیں گے۔ پنسنر
سدرہ نے کہا۔

”جنگل کی لاش جس علاقوئے میں پولیس کو ملی تھی وہاں میں نے
ادھر اور ہر سے معلومات حاصل کی ہیں تو ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ
اس نے ایک کار کو بیباں رک کر کر لاش باہر پھینکتے ہوئے دیکھا۔ لاش
دکھ کروہ ڈر گیا اور وباں سے چلا گیا ورنہ پولیس اسے بھی پکڑ سکتی
تھی۔ میں نے اسے تھوڑی سی رقم دی تو اس نے کار کا رجسٹریشن
نمبر بتا دیا جو اس نے دیکھ لیا تھا۔ میں نے رجسٹریشن آفس سے
معلومات حاصل کیں تو پہلے چلا کر پہ کار ماشر کلب کے ہارڈی کے
نام رجسٹر ہے۔ میں نے ماشر کلب کے ہارڈی کے بارے میں
معلومات حاصل کیں تو وہاں سے پہلے چلا کر ہارڈی نے بیباں کلب
میں ایک آدمی جنگل سے ملاقات کی اور پھر اسے ساتھ لے کر وہ چلا
گیا۔ میں نے ایک ٹیکسی ڈرائیور سے معلومات حاصل کی ہیں کہ
ان دونوں کو اس نے کاشان کالونی کی کوئی نمبر ایک سو ایک کے
سامنے ڈراپ کیا تھا۔ میں کاشان کالونی پہنچا اور اس کوئی کو چیک
کیا تو اس پر بخت خاطقی القدامت موجود ہیں۔ اس کا مطلب ہے
کہ یہ کوئی اس تنظیم کا بیٹہ کوارٹر ہے۔ اب میں اس کوئی کے پاس

موجود ہوں۔ اگر تم آنا چاہتی ہو تو بتاؤ ورنہ میں اپنی کارروائی جاری
رکھوں۔ نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو اعظم سالار کے
چیرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”میں پہنچ رہی ہوں۔ پنسنر سدرہ نے کہا اور فون آف کر
کے اسے واپس اپنے بیگ میں ڈال لیا۔

”حیرت ہے۔ اس اجنبی نے بیباں اتنی جلد اتنی اہم معلومات
حاصل کر لی ہیں۔ اعظم سالار نے پنسنر سدرہ سے مخاطب ہو
کر کہا۔

”یہ واقعی حیرت اگلی انداز میں کام کرتے ہیں۔ میں ان سے
بہت کچھ سیکھ رہی ہوں۔ پنسنر سدرہ نے کہا۔

”کوئی اہم بات ہو تو مجھے رپورٹ دینا اور ہاں۔ اپنا خصوصی
طور پر خیال رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ نائیگر ڈینوں سے مل کر تمہارے
ساتھ دغا کرے۔ اعظم سالار نے کہا تو پنسنر سدرہ بے اختیار
ہنس پڑی۔

”ایسا نہیں ہو سکتا باس۔ مجھے نائیگر پر کمل بھروسہ اور اعتماد
ہے۔ اب آپ دیکھیں اسے اس ملن سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے
کیونکہ یہ ہمارے کام آ سکتا ہے۔ اس کے یا اس کے لئک کے نہیں
گر اس کے باوجود وہ صرف میری خاطر اپنی جان داؤ پر لگائے
ہوئے ہے۔ پنسنر سدرہ نے کہا اور تیزی سے مڑ گئی تو اعظم
سالار نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ پنسنر

"میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس پر آپ مجھے اس طرح پیچھر دینا شروع کر دیں۔ اب آپ بتائیں کہ مزید کیا کرنا ہے۔" پنسر سدرہ نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہم نے اس کوئی پر ریڈ کرنا ہے کیونکہ ہارڈی جگر کو ساتھ بدلے کر اس کوئی میں آتا تھا۔ اس کے بعد جگر کی لاش ملی اور ہارڈی پھر دوبارہ کلب نہیں آیا۔ مزید کلیو یہاں سے ہی مل سکتا ہے۔" نائیگر نے کہا۔

"یہ کوئی کس کے نام ہے۔ یہ معلوم کیا ہے۔" پنسر سدرہ نے کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر اینڈرسن کے نام درج ہے۔ وہ غیر ملکی ہے۔" نائیگر نے جواب دی۔ ایک ڈاکٹر کو اس قدر خلاصی انتظامات کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ آؤ۔" پنسر سدرہ نے کہا اور سرک کی طرف ہو چکے گئے۔

"آپ کا کیا پلان ہے۔ یہ کسی ایجنسی کا ہیڈاؤنر بھی ہو سکتا ہے۔" نائیگر نے اس کے پیچے آگے ہڑھتے ہوئے کہا۔

"یہاں اتنی ایجنسیاں نہیں ہیں جنکی آپ کچھ رہے ہیں۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔ میرے پاس چکل پولیس کا حصوصی کارہ ہے اور اس کا رہ کی وجہ سے کوئی بھی مجھے روک نہیں سکتا۔" پنسر سدرہ نے کہا تو اسے اپنے پیچے آتے ہوئے نائیگر کا لمبا سانس لینے کی آواز سنائی دی۔

سدرہ کے ول پر نائیگر نے قبضہ کر لیا ہو۔ پنسر سدرہ تھوڑی دیر بعد اپنی کار میں سوار کاشان کاalonی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیور گیت سیٹ پر وہ خود تھی۔ کاشان کاalonی میں داخل ہو کر اس نے ایک بورڈ کی مدد سے کوئی نمبر ایک سو ایک مریں کرنی اور تھوڑی دیر بعد وہ اس کوئی کے سامنے سے گزر رہی تھی۔ کوئی کافولا دی چاہنک بند تھا۔ اس کی چار دیواری پر خلاصی انتظامات واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ اس نے کچھ آگے جا کر ایک پلک پارکنگ میں کار روکی اور پیچے اتری ہی تھی کہ ایک طرف سے نائیگر تیز تیز قدم اختلاہ ہوا اس کی طرف آ گیا۔

"آپ پہنچ گئیں پنسر سدرہ۔ میں آپ کا شدت سے انتظار کر رہا تھا۔" نائیگر نے کہا۔

"ایک ہار پھر یہ فقرہ دوہرا کیں ہیں۔" پنسر سدرہ نے قدرے چنانچہ اچھے میں کہا تو نائیگر بے اختیار چوک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ہاثرات ابھر آئے۔

"ہیں۔" نائیگر نے پنسر سدرہ کی سماں لئے نہیں دے رہا کہ مجھے آپ کی ذات سے کوئی اچپنی ہے بلکہ اس لئے ساتھ دے رہا ہوں کہ جس مشین کا آپ نے کہا ہے اس مشین کے ذریعے ہم اپنے ملک میں بھی زیر زمین معدنیات عالش کر کے اپنے ملک کے عوام کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔" نائیگر نے بڑے سمجھہ لبجھ میں کہا۔

"تو پھر آپ جا کر معلومات حاصل کریں۔ میں یہیں رکتا ہوں"..... نائگر نے کہا تو پنسنسر سدرہ بے اختیار رک گئی۔

"تم کیا چاہتے ہو"..... پنسنسر سدرہ نے مرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو وہ لوگ پہچانتے ہوں گے کیونکہ آپ بیہاں رہتی ہیں اور یہ لوگ بر معاملے میں باخبر رہتے ہیں جبکہ مجھے وہ لوگ نہیں جانتے اس لئے مجھے انہوں نے اندر داخل نہیں ہونے دینا اس لئے آپ جا کر معلومات حاصل کریں کہ وہ مشین اب کہاں ہے"۔

نائگر نے کہا۔

"تو تمہیں میرے پان سے اختلاف ہے لیکن پھر تم اندر کیسے داخل ہو گے کوئی راستہ ہے تمہاری نظر میں"..... پنسنسر سدرہ نے کہا۔

"میں اکیلا تو کسی نہ کسی راستے سے چلا جاتا لیکن بہر حال نہیک ہے۔ آئیں۔ آپ پیش پولیس کی آفسر اور میں آپ کا نائب۔

ڈاکٹر اینڈرسن سے ملاقات ہو جائے تو پھر دیکھا جائے گا"۔ نائگر نے کہا تو پنسنسر سدرہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کراون گروپ کا رچڈ دار الحکومت قابوہ میں اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ یہ کرہ آفس کے انداز میں جایا گیا تھا۔ گروپ کا ہیڈ کوارٹر مصر کے ایک چھوٹے سے شہر لاگور میں بنایا گیا تھا جہاں پاس راجر تھا لیکن رچڈ مستقل طور پر دار الحکومت میں رہتا تھا۔ بیہاں وہ کراون کلب کا مالک اور میجر تھا لیکن رچڈ نے اپنی رہائش گاہ کو باقاعدہ سب ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا تھا۔ بیہاں دو سلسلے چوکیداروں کے ساتھ ساتھ ایک فون سیکریٹری اور ایک ملازم کھانا بنانے اور دیگر کام کے لئے رکھا گیا تھا لیکن ان سب لوگوں کا تعلق ایجنسی سے تھا اور وہ باقاعدہ تربیت یافت تھے۔ کوئی کی چار دیواری پر باقاعدہ خاتمی نظام نصب تھا۔ رچڈ کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پرے پر پیٹائی اور تشویش کے تاثرات واضح طور پر موجود تھے۔ پاس راجر کی لاگور میں ہلاکت کا اسے علم ہو چکا تھا۔

وہ اب چیف سے اس بارے میں بات کرنا چاہتا تھا لیکن چیف کسی ضروری میٹنگ میں مصروف تھا اور بیڈ کواڑ نے کہا تھا کہ چیف خود ہی اسے فون کر لے گا اور تب سے وہ فون کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی تھنٹی نجح انجی تو اس نے تیزی سے باٹھ پڑھا کر رسپور اٹھا لیا۔

"لیں..... رچڈ نے کہا۔

"بیڈ کواڑ سے کال ہے بس"..... دوسرا طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مدد پاٹ آواز سنائی دی۔

"بلوسر۔ میں رچڈ بول رہا ہوں۔ قابوہ سے"..... رچڈ نے اس بار مدد باندھ لیجے میں کہا۔

"کیوں کال کی تھی"..... دوسرا طرف سے کہا گیا۔

"ایک ہری خردی ہے کہ بس راجر کو ان کے بیڈ کواڑ میں بلاک کر دیا گیا ہے"..... رچڈ نے کہا۔

"راجر کو لاگور میں۔ وہ کیسے۔ کس نے کیا ہے بلاک۔ وہاں تو اتنا تباہی خدا خلائق انتظامات کئے گئے تھے"..... چیف نے حیرت

ہمہ رے لیجے میں کہا۔

"حملہ آور کا علم نہیں ہو سکا کہ وہ کھڑھ سے آیا اور کہاں غائب ہو گیا لیکن راجر کے دلوں نہیں کئے ہوئے پائے گئے ہیں اور یہ کارروائی معلومات حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا کا عمران کرتا ہے لیکن عمران پر رینے لائیں ایجنسی نے خوفناک حملہ کیا ہے اور وہ شدید

زمی ہو کر بہتال میں پڑا ہے۔ ڈاکٹروں نے اس کی صحت سے مایوسی کا اظہار کر دیا ہے۔۔۔ رچڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ادھر کہہ رہے ہو کہ عمران بہتال میں پڑا ہے اور ادھر کہہ رہے ہو کہ عمران نے راجر پر تشدد کیا ہے۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا لیکن لمحے میں حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کا غصر بھی موجود تھا۔

"یہ کام تو عمران کے انداز میں کیا گیا ہے لیکن عمران نے خود نہیں کیا۔ میں نے اس سلسلے میں جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق عمران کے ساتھ اس کا شاگرد نائیگر نامی آیا ہے جو پاکیشیا کی اندر ولادت میں کام کرتا ہے اور اپنی کارکردگی کے لحاظ سے عمران کے برادر نہیں تو عمران سے کم بھی نہیں ہے۔ یہ کارروائی اس نائیگر کی ہو سکتی ہے"..... رچڈ نے کہا۔

"لیکن وہ راجر تک پہنچا کیے۔ کس طرف سے۔ وہاں کا خلافی انتقام اس کا کیوں پکجھ نہیں بگاڑ سکا"..... چیف نے غصے لمحے میں کہا۔

"جو روپٹ ملی ہے اس کے مطابق ملک دربان فرنٹ کی طرف ہوتے ہیں لیکن ہر ایک گھنٹے بعد وہ عقبی طرف کا راؤنڈ لگاتے ہیں۔ پوری کوئی پر سکوت طاری تھا کہ ایک گارڈ عقبی طرف گیا اور پھر اچاک فرنٹ پر موجود باقی تین گارڈز نے عقبی طرف سے فائر کی آواز کے ساتھ ہی دھماکے کی آوازی تو وہ سب دوڑتے ہوئے

عقلی طرف پہنچے تو ان کا ساتھی گارڈ عمارت کی دیوار کے ساتھ بے ہوش پڑا ہوا تھا اور اس کا مشین پسل کچھ فاسٹل پر پڑا تھا جبکہ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ پھر جب بس راجر کو اطلاع دینے کے لئے ایک گارڈ عمارت کے اس خصوصی حصے میں گیا جہاں بس راجر علیحدہ رہتا تھا تو وہاں بس راجر کی لاش کرنی پر پڑی دیکھی گئی۔ اس کے دونوں نقطے کے ہوئے تھے اور گرون میں بخیر مار کر شرگ کاٹ دی گئی تھی۔ یہ ہوش ہونے والے گارڈ نے ہوش میں آ کر بتایا کہ وہ عقلی طرف گیا تو اس نے ویسے ہی سراخا کر اوپر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر جہان رہ گیا کہ ایک آدمی ایک پانچ پر چڑھا ہوا اوپر موجود تھا۔ پھر اس آدمی نے چھڑا دے کے سے انداز میں کھڑکی کے شید پر چھلانگ لگائی اور جب گارڈ نے اس پر فائر کیا تو وہ چھٹا ہوا ایک دھماکے سے یخی گرا۔ گارڈ یہ سمجھا کہ وہ ہٹ ہو گیا ہے اس نے دوسرا فائر نہ کیا لیکن اس آدمی نے پلک جھکنے میں گارڈ پر حملہ کر دیا اور اسے اٹھا کر اس انداز میں عمارت کی عقی دیوار پر مارا کہ اس کا سر دیوار سے ٹکرایا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ جب فرنٹ کے گارڈز وہاں پہنچے تو فائر کو صرف چند ہی لمحے گزرے تھے لیکن وہ آدمی کہیں موجود نہیں تھا۔ رچڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا وہ آدمی قوم جنات میں سے تھا کہ یکفت غائب ہو گیا۔“..... چیف نے کہا۔

”ای لئے تو کہہ رہا ہوں چیف کہ ایسا چھڑا وہ شخص ناٹیگ ہی ہو سکتا ہے۔ نقطے کا نئے اور چھڑا دے کی طرح غائب ہو جانے سے میں مطلب لکھتا ہے۔“..... رچڈ نے کہا۔
”نئے کا نئے سے ان کا کیا قصد ہوتا ہے۔“..... چیف نے پوچھتا۔

”یہ عمران کا خاص طریقہ ہے جو پوری دنیا میں مشہور ہے۔ تقریب کی مدد سے ناک کے دونوں نقطے آدھے سے زیادہ کاٹ دیئے جاتے ہیں جس سے پیشانی پر ایک موٹی رُگ امہر آتی ہے جس کا تعلق براہ راست انسانی شعور سے ہوتا ہے اور پھر اس رُگ پر ضریب لگائی جاتی ہیں تو شعور ختم ہو جاتا ہے اور لشاون کثروں میں آ جاتا ہے اور پھر نہ تانے والی تمام معلومات لاشعور باہر نکال دیتا ہے۔“..... رچڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ راجر سے پوچھ گچھ کی گئی ہے۔“..... چیف نے کہا۔

”یہ چیف۔ انہیں قدیم تختیوں کی تلاش ہے اس لئے وہ بس راجر تک پہنچے اور یقیناً بس راجر نے انہیں بتا دیا ہو گا کہ تختیاں کہاں ہیں۔ اب یہ لوگ وہاں پہنچیں گے۔“..... رچڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا لیکن کیا تم اس عمران اور ناٹیگ کو ختم نہیں کر سکتے۔ وہ اس وقت قاہرہ میں ہی ہیں اور تم بھی وہیں ہو۔“..... چیف نے کہا۔

"آپ نے پہلے منع کر دیا تھا اور صرف گمراہی کا حکم دیا تھا۔ عمران تو اب بچ نہیں سکتا۔ البتہ نائیگر بھی اتنا ہی خطرناک ثابت ہو رہا ہے جتنا عمران کو سمجھا جاتا ہے اس لئے اس کی موت ضروری ہے۔ نیک ہے چیف۔ آپ کے حکم کی تقلیل ہو گئی لیکن اب لاگوڑ میں بیڈکو اور کیا کیا ہو گا۔..... رچڈ نے کہا۔

"میں بیڈکو اور جلد ہی اس بارے میں مینگ کر کے فیصلہ کرے گا۔ ویسے اگر تم نے اس نائیگر اور عمران کا گھنتمہ کر دیا تو پھر تمہیں مصر میں گروپ کا چیف نہایا جائے گا۔..... چیف نے کہا۔

"میں چیف۔ آپ کی مہربانی۔ میں آپ کے احکامات کی تقلیل کروں گا۔" رچڈ نے سرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسرا طرف سے رسیور رکھنے کی بجائے دوبارہ کریڈل کو دبا دیا۔ "لیں باس۔..... دوسرا طرف سے اس کی فون سیکریٹری کی آواز سنائی دی۔

"ڈیوڈ سے میری بات کراؤ۔ جیاں بھی وہ ہو۔..... رچڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بچ آگئی تو رچڈ نے رسیور اخالیا۔

"لیں۔..... رچڈ نے کہا۔

"ڈیوڈ سے بات کریں باس۔..... دوسرا طرف سے موذبانہ

لہجے میں کہا گیا۔

"بیلو پاس۔ میں ڈیوڈ بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"تم بہتال کے تھے جہاں عمران کو لے جایا گیا تھا۔ کیا روپرٹ ہے۔ بلاک ہو گیا ہے عمران یا نہیں۔..... رچڈ نے کہا۔

"نہیں باس۔ اس کی حالت اب خطرے سے باہر بیٹائی جائی ہے اور وہ تیزی سے صحت یا بہت بارہا ہے لیکن ابھی اسے وہاں ایک دو بیٹھے تک رہنا پڑے گا۔..... ڈیوڈ نے کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اس پر تو فراڑک ریز میزائل فائر کیا گیا تھا۔ وہ موقع پر اگر بلاک نہ بھی ہوتا تب بھی اس نے بہر حال بلاک ہوتا تھا کیونکہ اس کا خون کوئی بیرونی خون قبول نہ کر سکتا تھا۔..... رچڈ نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہے باس۔ جیسا آپ کہہ رہے ہیں۔ ڈاکٹروں کا بھی منتظر ہیں فیصلہ تھا لیکن پھر عمران کے دو جسمی ساتھی پاکیشی سے بیہاں پہنچ گئے اور ایک جسمی نے اپنی کلامی کاٹ کر اس میں سے نکلنے والا خون عمران کے منہ میں پلاکا دیا۔ اس کے ساتھ ہی سب ڈاکٹر ہماراں رہ گئے کیونکہ عمران کے خون نے بیرونی خون کو قبول کرنا شروع کر دیا اور عمران تیزی سے صحت یا بہت بارہا ہے اب تو اسے ہوش بھی آچکا ہے اور دونوں جسمی چوپیں کھٹکے اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔..... ڈیوڈ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے

سنو۔ تھارے پاس فارکارس موجود ہے۔۔۔ رچڈ نے کہا۔
”لیں بس۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس سے نائیگر اور اینڈرسن کے درمیان ہونے والی پوری صورت حال کو ماینٹر کرو۔ تصویریں بھی اور باتیں بھی۔ سب کچھ میرے سامنے ہوتا چاہئے۔۔۔ رچڈ نے کہا۔
”لیں بس۔۔۔ میں ابھی اس کا بندوبست کرتا ہوں۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”چیف بس نے عمران اور نائیگر دونوں کی فوری ہلاکت کا حکم دے دیا ہے کیونکہ اس نائیگر نے بس راجر کو ہلاک کر دیا ہے لیکن میں پہلے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ نائیگر اس اینڈرسن سے کیا حاصل کرنا چاہتا ہے۔۔۔ رچڈ نے کہا۔

”لیں بس۔۔۔ بس راجر کے پارے میں مجھے اطلاع مل چکی ہے لیکن وہاں سے تو معلوم ہوا تھا کہ کسی پر اسرار قاتل نے بس راجر کو ہلاک کیا ہے جبکہ آپ نائیگر کا نام لے رہے ہیں۔۔۔ ڈیوڈ نے کہا۔

”ہاں۔۔۔ یہ نائیگر ہی تھا اس لئے تو بس چیف نے اس کی فوری ہلاکت کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد عمران کا غاثمہ کیا جائے گا۔۔۔ رچڈ نے کہا۔

”لیں بس۔۔۔ نائیگر جب اینڈرسن سے مل کر واپس جائے گا تو اسے ہلاک کر دیا جائے۔۔۔ ڈیوڈ نے کہا۔

کہا۔ ”عمران کے ساتھ اس کا ایک شاگرد آیا تھا نائیگر۔ وہ کہاں بے۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔۔۔ رچڈ نے پوچھا۔
”لیں بس۔۔۔ ہمارا ایک گروپ اس کی گمراہی کر رہا ہے اور وہ مقامی یکرث سروں کی رکن پنسنسر سدرہ کے ساتھ دیکھا جا رہا ہے اور یہیں دارالحکومت میں ہی ہے۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس وقت کہاں ہے وہ۔۔۔ رچڈ نے پوچھا۔
”کاشان کا لوئی میں اینڈرسن کے گھر کے سامنے پلک پارگل میں موجود ہے اور اس کے ساتھ پنسنسر سدرہ بھی ہے۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اوہ۔ اوہ۔ یہ نائیگر، اینڈرسن کے پیچے کیوں لگ گیا ہے۔ اس کا خاص آدمی ہارڈی کہاں ہے۔۔۔ رچڈ نے تقریباً اچھلتے ہوئے کہا۔

”وہ دو تین روز سے نظر نہیں آ رہا بس۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ویری بیڈ۔ اینڈرسن اور ہارڈی کا تعلق تو سلاواں سے ہے۔ وہ وہاں کا مشہور گروپ ہے لیکن یہ لوگ صرف سلاواں سے آنے والے سیاحوں کی دلکشی بھال کرتے ہیں اور کسی جنم میں شریک نہیں ہیں۔ پھر یہ نائیگر اور پنسنسر سدرہ کیوں اس کے سر ہو رہے ہیں۔

"ہاں۔ لیکن یہ کارروائی پُرسمر سدرہ کے سامنے نہیں ہوئی
چاہئے۔ وہ مقامی سگرٹ سروس کی رکن ہے اور پھر حکومت براد
راست ہمارے خلاف حرکت میں آجائے گی"..... رچڈ نے کہا۔
"لیکن ہے۔ بآس۔ میں خیال رکھوں گا"..... ڈیوڈ نے کہا۔
"مجھے ساتھ ساتھ روپورٹ دیتے رہنا۔ میں تمہاری روپورٹ کا
منظور رہوں گا"..... رچڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

پُرسمر سدرہ اور ٹائیگر دونوں پلک پارکنگ سے نکل کر سڑک
کراس کرتے ہوئے ڈاکٹر اینڈرلن کی کوئی کے گیٹ کی طرف
بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جہازی سائز کا چانک بند تھا۔ ٹائیگر نے
آگے بڑھ کر سایہ ستوں پر موجود کال بیتل کا ٹھن پرلس کر دیا۔
پھر لمحوں بعد چھوٹا چھانک کھلا اور ایک سلی دربان باہر آ گیا۔
"جی سر"..... دربان نے ٹائیگر اور پُرسمر سدرہ کو حیرت بھری
نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
"ڈاکٹر صاحب سے ملتا ہے۔ یہ کارڈ انہیں دو"..... پُرسمر
سدرہ نے ہاتھ میں موجود کارڈ اس دربان کی طرف پوچھاتے ہوئے
کہا۔

"سوری میڈم۔ ڈاکٹر صاحب تو رات گئے واپس آئیں گے۔
دہشت سے باہر گئے ہوئے ہیں"..... دربان نے کارڈ لینے کی بجائے

مودبانہ بجے میں کہا۔
”کب گئے ہیں“..... پنسر سدرہ نے چھانک کر پوچھا۔

”صحح سویرے چلے گئے تھے اور کہہ کر گئے ہیں کہ وہ رات گئے واپس آئیں گے“..... دربان نے مودبانہ بجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تھیک ہے۔ آؤ چلیں واپس“..... پنسر سدرہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور واپس مڑی۔ نائیگر بھی مڑنے لگ گیا تھا جبکہ دربان اٹھیاں بھرے انداز میں مڑ کر کھلے چھوٹے چھانک کی طرف بڑھنے لگا لیکن اسی لمحے نائیگر بھل کی سی تیزی سے مڑا اور پلک جھکنے میں اس نے چھانک کے قریب پہنچ ہوئے دربان کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور بھل کی سی تیزی سے اسے دھکیلا ہوا چھانک کے اندر لیتا چلا گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ دربان کے منہ سے بھل کی اوغ کی آواز لٹکی تھی لیکن وہ کسی تم کی مراحت نہ کر سکا تھا لیکن چھانک کے اندر جھکنے ہی اس سے پہلے کہ دربان سمجھتا نائیگر کے اس بازو نے جس کا ہاتھ دربان کی گردن پر جما ہوا تھا حركت کی اور دربان بھل کی تیزی مار کر فنا میں قلابازی کھا کر ایک دھاکے سے چھانک کی سایہ پر موجود گارڈ روم کی دیوار سے ٹکرایا اور جانے تڑپنے کے ایک جھوٹا کھا کر ساکت ہو گیا۔ پنسر سدرہ دربان کی اوغ کی آواز کر پہنچتی لیکن وہ جنت سے بت نی اپنی جگہ پر کھڑی رہ گئی تھی۔ دربان

کے نیچے گرتے ہی نائیگر نے بھل کی سی تیزی سے جیب سے گیس پسل نکالا اور دوسرا لمحے نکال کیا کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی چار پانچ نیلے رنگ کے کپسول عمارت کے برآمدے کے اندر گر کر پہنچے تو نائیگر تیزی سے مڑا اور اس نے باہر آ کر باہر سے چھوٹا چھانک بند کر دیا۔

”یہ سب کیا کر رہے ہو۔ جب اینڈر سن موجود ہی نہیں ہے تو پھر اس کارروائی کا نکدہ“..... پنسر سدرہ نے حیرت بھرے بجے میں کہا۔

”اینڈر سن اندر موجود ہو گا۔ بہر حال ہم نے چینگ کرنی ہے۔ میں نے دربان کے چھرے کے نثارات دیکھے ہیں۔ وہ جھوٹ بول رہا تھا“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے تو ایسے کوئی نثارات اس کے چھرے پر نظر نہیں آئے اور پھر وہ ایسا کیوں کرتا۔ ہم تو چہلی بار یہاں آئے ہیں“..... پنسر سدرہ نے کہا۔

”میں باس عمران کا شاگرد ہوں اس لئے جھوٹ، سچ کا پتہ چلانا بھرے لئے معمولی بات ہے۔ آؤ اب گیس کا اثر ختم ہو گیا ہو گا“..... نائیگر نے چھوٹے چھانک کی طرف مڑتے ہوئے کہا تو پنسر سدرہ خاموشی سے اس کے پیچے پلتی ہوئی کوشی میں داخل ہوئی۔ نائیگر نے مڑ کر چھوٹا چھانک اندر سے بند کر دیا۔

”یہ گیس پسل تمہارے پاس تھا۔ کیا تم پہلے سے یہ پلان بنا

"تمہارے آدی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور سنو۔ مجھے تم تربیت یافتہ لگ رہے ہو۔ میں تمہیں بتا دوں کہ ہارڈی، جنگل کو ساتھ لے کر یہاں تمہاری کوئی میں آیا تھا۔ اس کے بعد جنگل کی لاش ملی ہے اور ہارڈی بھی تب سے غائب ہے۔ اب تم بتاؤ گے کہ وہ میں جو چھپے ہوئے خراونوں کو ٹریس کر سکتی ہے وہ کہاں ہے۔..... نائیگر نے کہا تو اینڈرسن کے چہرے پر ایک بار پھر شدید چیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”کس میں کی بات کر رہے ہو اور تم ہو کون“..... اینڈ رک نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کر آئے تھے۔۔۔ پنسر سدرہ نے جرت بھرے لیٹھے میں کہا۔
”ہر قسم کا سامان میں ساتھ رکھتا ہوں۔ پلان موقع محل دیکھ کر
بنتا ہے۔ دیکھو اب اگر ہماری عام حالات میں اینڈرمن سے ملاقات
ہو جائی تو مجھے گیس فائر کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔“ نائیگر
نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے پوری عمارت کا اندر
سے جائزہ لے لیا۔ اندر کی راہداری سے چار سلے افراد فرش پر بے
ہوش چڑے تھے جبکہ تین افراد ایک کمرے میں کرسیوں سے بیچے
فرش پر گرے ہوئے تھے جبکہ میر پر تاش کے پتے چڑے دکھانی
دے رہے تھے۔ یہ یقیناً تاش کھیلنے میں معروف تھے اور پھر ایک
کمرے میں جسے بیٹر روم کے انداز میں سمجھا گیا تھا ایک آرام کری
پر ایک ادھیر عمر آؤ بے ہوش ڈا ہوا تھا اور وہ اپنے انداز سے ہی
اینڈرمن دکھانی دے رہا تھا۔ نائیگر نے بیٹھ سے ری کا ٹکچا کھولا
اور پھر اینڈرمن کو اس کری پر ری سے مضبوطی سے باندھ دیا۔
”اس کے ساتھ بھی تم وہی سلوک کرو گے جو تم نے رائل کے
سامنے کیا تھا۔۔۔۔۔ پنسر سدرہ نے کہا۔

”ہاں۔ یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اور ہمارے پاس وقت نہیں
ہے۔ کسی بھی وقت یہاں کوئی آ سکتا ہے“..... نائیگر نے جیب سے
خچرگیر لٹا لئے ہوئے کہا۔

”تم اس سے پوچھ گھے کر لو۔ میں باہر کا چکر لگاتی ہوں۔“
پنسسر سدرہ نے کہا اور بیرودی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ نائیگر

تیزی سے سُخ ہوتا چلا گیا۔
”کہاں ہے میشن۔ بولو۔ جلدی بولو۔۔۔۔۔ نائیگر نے تھامانہ لجھ میں کہا۔

”میشن ہاگری سفارت خانے میں ہے۔۔۔۔۔ اینڈرسن نے جواب دیا تو نائیگر بے اختیار چونک پڑا۔
”تمہارا تعلق ہاگری سے ہے۔۔۔۔۔ نائیگر نے جہاں ہو کر کہا۔
”ہاں۔ ہمارا تعلق ہاگری سے ہے اور ہاگری کے مفادات کا خیال رکھنے کے لئے ہم یہاں موجود ہیں۔۔۔۔۔ اینڈرسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تفصیل سے میشن کے بارے میں بتاؤ۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا۔
”پروفیسر اسٹ اور اس کے ساتھیوں کا تعلق سلاواں سے تھا۔ سلاواں کے سفارت خانے کے ایک آدمی نیشن نے پروفیسر اسٹ سے ملاقات کی اور میشن کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ پروفیسر اسٹ پر دباؤ پڑا تو اس نے تمام معلومات نیشن کو دے دیں۔ نیشن واپس گیا تو پروفیسر اسٹ کے ساتھی پروفیسر سے ناراض ہو گئے کہ اس نے سفارت خانے کو کیوں اطلاع دی ہے کیونکہ اس طرح وہاں سے ملنے والا سوتا اور جواہرات حکومت سلاواں کے قبضے میں چلے جائیں گے اور ان لوگوں کو کچھ نہیں ملے گا اور پھر جگر نے جارحانہ اقدام کیا اور پروفیسر اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے میشن لے اڑا۔ وہ ہارڈی کا گمرا دوست

”میرا نام نائیگر ہے اور میں پاکیشیا میں علی عمران کا شاگرد ہوں۔ ہارڈی، جیگر کو ساتھ لے کر یہاں آیا اور پھر جگر کی لاش دیا نے میں چھینک دی گئی۔ جیگر کے پاس وہ میشن تھی جس سے زمین میں پچھے ہوئے خزانے دریافت کے جا سکتے تھے۔ بولو۔ کہاں ہے وہ میشن۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”تم غلط بیانی کر رہے ہو۔ میرا کسی ایسے مسئلے سے تعلق ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔ اینڈرسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے سوچا تھا کہ تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا لیکن تم نے اپنی سوت کو خود آواز دے دی ہے۔ اب بھی موقع دیتا ہوں۔ سب کچھ بتا دو۔۔۔۔۔ نائیگر نے جیب سے خیز نکالتے ہوئے کہا۔

”میں جو کچھ کہہ رہا ہوں ہج ہے۔۔۔۔۔ تم مجھے ہلاک کر دو گے۔۔۔۔۔ اینڈرسن نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ نائیگر کا خیز والا بازو تیزی سے گھوما اور کرہ اینڈرسن کے حلقو سے نکلنے والی چیز سے گونج انھا اور ابھی چیز کی بازگشت فتح نہ ہوئی تھی کہ نائیگر کا خیز والا ہاتھ ایک پار پھر گھوما اور کرہ ایک پار پھر اینڈرسن کے حلقو سے نکلنے والی چیز سے گونج انھا۔ نائیگر نے دوسرا ہاتھ اینڈرسن کے سر پر رکھا اور خیز والا ہاتھ موز کر خیز کا دست اس نے اینڈرسن کی پیشانی پر ابھر آئے والی رُگ پر مار دیا تو اینڈرسن کا جسم اس طرح کاپنے لگ گیا جیسے لاکھوں دو لمحے الیٹرک کرنٹ اس کے جسم سے گزر رہا ہو۔ اس کا چہرہ انتہائی

لوئیکن تم نے خود ہی اپنے لئے موت پسند کر لی..... تائیگر نے خیر و اپس پھرچنے ہوئے بڑا کر کہا اور پھر تنجیر کو ایندرزن کے لباس سے صاف کر کے اس نے اسے واپس کوٹ کی مخصوص جیب میں ڈالا اور اس کے بعد اس نے رہی کھوئی۔ اس کا بندل بنایا اور اسے یہاں کے ساتھ نسلک کر کے وہ مرزا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا یہروئی دروازے کی طرف پر ہوتا چلا گیا۔

تحا۔ اس نے یہاں سے لفٹنے اور اپنے تحفظ کے لئے ہارڈی سے درخواست کی۔ ہارڈی نے ہمیں بتایا تو ہم نے اسے بھاری رقم دے کر میں حاصل کرنے کے لئے کہا اور ہارڈی کے دباؤ پر جگر مان گیا۔ ہم نے ہارڈی کے ذریعے اسے بھاری رقم کا گارنٹی چیک دے دیا لیکن جب وہ میں میں سمت ہینڈ کوارٹر پہنچا تو پر چیف نے اسے ہلاک کرنے کا حکم دے دیا لیکن وہ چونکہ ہارڈی کا بہت گہرا دوست تھا اس نے ہارڈی کرنے سے ہلاک کرنے سے انکار کر دیا جس پر ہارڈی کو بھی ہلاک کر دیا گیا اور جگر کو بھی۔ پھر جگر کی لاش ویرانے میں پھردا دی گئی تاکہ سلاواں کے اجنبیت اسے علاش کرتے ہوئے ہم تک نہ پہنچ جائیں جبکہ ہارڈی کی لاش بر قی بھی میں ڈال کر راکھ کر دی گئی تاکہ میں محفوظ ہو سکے اور اسے مزید محفوظ کرنے کے لئے سفارت خانے پہنچا دیا گیا۔ وہاں وہ سفیر صاحب کی حفاظت میں ہے اور کسی کو اس کا خیال نہ آئے گا۔ جب معاملات ٹھنڈے پڑ جائیں گے تو پھر ہم اس میں کی مدد سے مصر کے اہراموں اور مقبروں میں دفن سونا اور جواہرات نکال کر ہاگری بھجوادیں گے۔۔۔۔۔ اینڈرسن جب بولنے پر آیا تو وہ مسلسل یوں چلا گیا اور جب نائیگر نے محسوس کر لیا کہ اینڈرسن اب مزید کچھ نہیں بتا سکتا تو نائیگر نے ہاتھ میں موجود نغمہ اس کی شرگ میں اتار دیا۔ تھوڑی دیر تک ترپنے کے بعد اینڈرسن ساکت ہو گیا۔ ”میں نے تو کوش کی تھی کہ تم سب کچھ بتا کر اپنے آپ کو پہنچا

تاکہ اچاک کوئی اندر نہ آ جائے۔

”لیں پاس“..... جوزف نے عمران کے قریب پہنچ کر مُحَمَّدانہ لجھے میں کہا۔

”تم دونوں بیٹھو“..... عمران نے جوزف اور جوانا سے کہا تو جوانا سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا لیکن جوزف ویسے ہی کھڑا رہا۔

”تم بھی بیٹھو جوزف“..... عمران نے جوزف سے کہا۔

”سوری باس۔ غلام آتا کے سامنے نہیں بیٹھ سکتا۔ آپ حُم دیں“..... جوزف نے صاف اور دونوں لجھے میں کہا۔

”میں تمہیں حُم دے رہا ہوں کہ بیٹھ جاؤ“..... عمران نے ختح لجھے میں کہا تو جوزف اس طرح کرسی پر بیٹھ گیا جیسے جلتے ہوئے انگروں پر اسے بیٹھنا پڑ رہا۔

”اب میں نیک ہو اور ایک بیٹھ بعد یہاں سے فارغ ہو جاؤں گا۔ یہاں حکومت کی طرف سے میری درست انداز میں حفاظت کی جا رہی ہے اس لئے اب تم دونوں واپس پاکیشیا جا سکتے ہو۔“..... عمران نے کہا۔

”ماشر۔ کیا آپ کا مشن ختم ہو چکا ہے؟“..... جوانا نے کہا تو

عمران چونکہ پڑا۔

”نہیں۔ ابھی تو کام ہی شروع نہیں ہوا۔ تم کہہ رہے ہو کہ ختم ہو گیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر آپ ہم دونوں کو بھی اس مشن میں شامل کر لیں۔ ہم

عمران اب انھر کر بیٹھنے لگ گیا تھا لیکن ڈاکٹروں نے اسے ابھی مزید ایک ہفتہ ہپتال میں رہنے کا کہہ دیا تھا اور چونکہ عمران کو اپنی حالت کا بخوبی علم تھا اس لئے اس نے بھی مدد نہیں کی تھی۔ اس وقت عمران بیڈ سے اتر کر آرام کرسی پر نیم دراز تھا جبکہ جوانا اور جوزف دونوں اس کمرے سے باہر چوکنا انداز میں کھڑے تھے۔ عمران نے انہیں آرام کرنے کے لئے کہا تھا لیکن ان دونوں نے ہی عمران کی بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

”مسٹر۔ باہر موجود میرے ساتھی حشیوں کو اندر بھجوادیں۔“

عمران نے نریں کو دروازے کی طرف جاتے دیکھ کر کہا۔

”لیں سر۔“..... نریں نے جواب دیا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد جوزف اور جوانا دونوں کمرے میں آگئے۔ جوانا نے مزکر دروازہ نہ صرف بند کر دیا بلکہ اسے لاک بھی کر دیا

”اگر اس کی موت کا وقت آ گیا ہے تو پھر تم کیا دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں چاہیکی۔..... عمران نے ہوت پھیپھی ہوئے کہا۔
”باس۔ وہ موت نہیں ہوتی جو قادر جو شوا کی طرف سے آتی ہے بلکہ وہ موت ہے جو زبردستی کی پر لادی جاتی ہے جسے ختم کیا جا سکتا ہے۔ اسے تی زندگی کہا جاتا ہے۔..... جوزف نے الجھے ہوئے الجھے میں کہا۔ شاید وہ اپنا موقف واضح طور پر عمران کو سمجھا نہ پا رہا تھا۔

”لیکن وہ یقیناً فیلڈ میں ہو گا جبکہ تم یہاں موجود ہو۔ پھر تم اس کی کیا بدل کرو گے۔..... عمران نے کہا۔
”باس۔ ابھی پاؤتی کے بادل آسمان پر اکٹھے ہو رہے ہیں جب وہ اکٹھے ہو کر نائیگر پر ٹوٹ پڑیں گے تو پھر آپ کا غلام پاؤتی کے بادولوں میں بجلی کی تیز لہریں داخل کر دے گا اور پاؤتی کے بادل غائب ہو جائیں گے۔..... جوزف نے جواب دیا۔

”لیکن تم کیا کرو گے۔ تفصیل تو متاؤ۔..... عمران نے پوری طرح دچپی لیتے ہوئے کہا۔

”باس۔ پاؤتی کے بادولوں میں بجلی ڈالنے کے لئے افریقہ کا بڑا درج ڈاکٹر ساما انسانی بالوں کی لٹ لے کر اس میں مخصوص انداز کی گاٹھنگ لگاتا ہے اور پھر اس گاٹھنگ کی ہوئی لٹ کو آگ میں ڈال دیتا ہے۔ اس گاٹھنگ کے آگ میں جبلے سے جوشملہ لکھتا ہے وہ پاؤتی کے بادولوں میں بجلی کی لہرس ڈال دیتا ہے اور پاؤتی کے بادل

مشن کے اختتام پر ہی واپس پا کیشیا جائیں گے۔..... جوانا نے کہا۔
”تم کیا کہتے ہو جوزف۔..... عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”باس۔ نائیگر آپ کا شاگرد ہے اور میں نائیگر پر پاؤتی کے گھرے سیاہ بادل چھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ آپ جانتے ہیں پاس کر پاؤتی کے بادولوں میں اندر ہمراہ اندر ہوتا ہے۔ بجلی تک نہیں چھتی اور پاؤتی کے بادل جس پر مکمل طور پر چھا جائیں اسے لازماً قبر میں اترنا پڑتا ہے۔..... جوزف نے بڑے سخیدہ الجھے میں کہا تو عمران کے چہرے پر یکخت تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔
”نائیگر کہاں ہے۔ کیا کر رہا ہے۔..... عمران نے اس انداز میں کہا جسے جوزف کے یاد دلانے پر اسے نائیگر کے باارے میں یاد آ گیا ہو۔

”نائیگر آیا تھا۔ پھر وہ مقامی سیکرٹ سروس کی رکن پر نیسر سدرہ کے ساتھ واپس چلا گیا۔ اس کے بعد ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی۔..... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”تم کیا کہہ رہے ہو جوزف۔ کیا نائیگر کسی مشکل میں پھنس رہا ہے۔..... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس پر موت کے سیاہ بادل جنہیں افریقہ میں پاؤتی بادل کہا جاتا ہے چھا رہے ہیں بس۔..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

غائب ہو جاتے ہیں۔ ان بھل کی لمبی کی وجہ سے پاؤتی کے سیاہ اور گھرے پادل کسی انسان یا پورے قبیلے پر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ اس طرح آقا کے مطابق انہیں نئی زندگی مل جاتی ہے۔ جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کس کے بال۔ نائیگر کے یا تمہارے اپنے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر موجود تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ اس ساری بات چیز کو نداق سمجھ رہا ہے۔ ”نائیگر یا آپ کے باس۔ کیونکہ نائیگر آپ کا شاگرد ہے۔“

جوزف نے جواب دیا تو عمران بے اختیار فس پڑا۔

”یہ خوب رہی۔ پاؤتی کا شکار ہو جائے شاگرد اور بال کا نے جائیں استاد کے“..... عمران نے ہٹتے ہوئے کہا لیکن پھر اسی سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو جو جواب دیتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ ”نہیں۔ مجھے تمہیں زندہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ بیٹھو۔“ جمال پاشا نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی عمران کے سامنے کری پر بیٹھ گئے۔

”اب تمہاری محنت کیسی ہے۔ ڈاکٹر تو کہہ رہا تھا کہ اب تم مکمل طور پر خطرے سے باہر ہو۔“..... ڈاکٹر جمال پاشا نے کہا۔ ”بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ہے جس نے مجھے محنت عطا کی ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جمال پاشا نے

”جوزف اور جوانا تم دونوں باہر جا کر ٹھہرو میں جمال پاشا صاحب سے ملاقات کرلوں“..... عمران نے جوزف سے کہا۔

”میں پاس“..... جوزف نے کہا اور انھوں کر تیزی سے پیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں جوانا پہلے کھڑا تھا لیکن وہ عمران کے کہنے سے بھی پہلے کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔

”میں پاشا صاحب کو لے کر آتا ہوں“..... ڈاکٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی بعد ہی جمال پاشا ہاتھ میں چڑھی پکڑے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے تو عمران انھوں کر کھڑا ہو گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ بیٹھو بیٹے۔ بیٹھو۔“..... جمال پاشا نے سلام کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”آپ کو میری وجہ سے تکلیف ہوئی ہے۔“..... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”نہیں۔ مجھے تمہیں زندہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ بیٹھو۔“ جمال پاشا نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی عمران کے سامنے کری پر بیٹھ گئے۔

”اب تمہاری محنت کیسی ہے۔ ڈاکٹر تو کہہ رہا تھا کہ اب تم مکمل طور پر خطرے سے باہر ہو۔“..... ڈاکٹر جمال پاشا نے کہا۔

”بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ہے جس نے مجھے محنت عطا کی ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جمال پاشا نے

مکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”عمران بیٹے۔ تم نے بچپن ملاقات میں قدیم تختی کے فوتوگراف کو پڑھتے ہوئے کہا تھا کہ جس میں آرس پروہت کا اشارہ ہے وہ تختی قدیم ترین رسم الخط ہیرو گلشی میں لکھی گئی ہے اور اسے حروف علت کے بغیر لکھا گیا ہے۔ حروف علت لگا کر اسے پڑھا گیا ہے اور تم نے کہا کہ اگر اسے عراق کے قدیم سویبری میتی یا پیکانی رم الحظ کی مدد سے پڑھا جائے تو پھر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آرس پروہت کا مقبرہ فرعون اسار کے اہرام کے مغرب میں ہے اور میں نے تمہاری بات کی تائید کی تھی۔“ جمال پاشا نے دھنے بجھ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ درست کہہ رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم نے فرعون اسار کے اہرام کے مغرب میں مشیری سے زیر زمین چیلگ کی ہے۔ وہاں کسی مقبرے یا مدفن چیزوں یا خزانے کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ میں نے خود جا کر چیلگ کی ہے۔“ جمال پاشا نے کہا۔

”اوہ۔ آپ کو ناقص تکلیف ہوئی۔ میں نے تو اپنے اندازے سے بات کی تھی۔ میں خود اسے چیک کرتا لیکن میں حلہ ہونے کی وجہ سے ہبہتال پکنچ گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ میں نے غلط سمجھا ہے اور اب اصل تختیاں واپس لانا ہی پڑیں گی کیونکہ مجھے یقین ہے

کہ جو کچھ تختی کے فوتوگراف میں نظر آ رہا تھا اس لحاظ سے میری ریڈنگ درست ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ اصل تختی اور فوتوگراف میں کوئی لائن یا لفظ کچھ ٹیڑھا ہو گیا ہو اس پر کوئی لیکر پڑھنی ہو جس کی وجہ سے ریڈنگ غلط ہو گئی ہے۔ آپ غفرمت کریں۔ اب یہ بحام میرے ذمے رہا کہ میں نے اس آرس پروہت کے مقبرے کا کھوچ نکالنا ہے۔ صرف ایک ہفتہ اور مجھے یہاں لگے گا۔ اس کے بعد میں حركت میں آ جاؤں گا۔“..... عمران نے کہا تو جمال پاشا نے اثبات میں سر ہالیا اور پھر انھ کھڑے ہوئے تو عمران بھی انھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اچھا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں صحت کاملہ عطا کرے۔ اب اجازت۔ میں بس یہی بات تمہیں بتانے آیا تھا۔“..... جمال پاشا نے اٹھنے ہوئے کہا۔

”آپ کو واقعی تکلیف ہوئی۔ میں شرمندہ ہوں۔“..... عمران نے کہا

”ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے تمہاری ذہانت پر یقین ہے کہ تم بہر حال اس شیطانی پروہت کا مقبرہ ڈھونڈ نکالو گے اور مصری تاریخ میں ایک زبردست اضافہ ہو جائے گا۔“..... جمال پاشا نے مکراتے ہوئے کہا۔

”آپ نے پہلے بھی اسے شیطان کہا تھا۔ کیا واقعی یہ شیطان تھا۔“..... عمران نے چونک کہا۔ اسے سید چراغ شاہ صاحب کی

بات یاد آگئی تھی جنہوں نے اسے شیطان کہا تھا اور حکم دیا تھا کہ اس کا مقبرہ ملاش کر کے اس میں موجود چیزیں جن سے فیضیت کو فروغ ملتا تھا ضائع کر دی جائیں۔

”ہاں۔ تاریخ بیکی بتاتی ہے۔ بہرحال تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ پردهت واقعی جسم شیطان تھا۔ اوکے۔ اللہ حافظ۔“ جمال پاشا نے کہا اور پھر چھڑی پکڑے وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلتے گئے۔ ان کے کمرے سے باہر

جانے کے بعد عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے واقعی شرمندگی کی محسوں ہو رہی تھی کہ اس کی تھی رینگ غلط ثابت ہوئی ہے لیکن تھی اپنے الفاظ سمیت اس کی گاہوں کے سامنے تھی اور اسے اب تک بھی محسوں ہو رہا تھا کہ اس کی رینگ غلط نہیں ہو سکتی لیکن ظاہر ہے جمال پاشا چیزے عالم بھی غلط بیانی نہیں کر سکتے اور پھر بقول ان کے انہوں نے خود چینگ کی ہے

اس نے اسے اپنی رینگ کو غلط مانا پڑ رہا تھا۔ وہ بیٹھا بیکی سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور عمران بے اختیار چوک پڑا کیونکہ کمرے میں داخل ہونے والا نائیگر تھا اور عمران نے اسے صحیح سلامت دیکھ کر بے اختیار اطمینان بھرا سانس لیا۔ نائیگر نے سلام کیا اور عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے اسے بیٹھنے کے لئے کہا۔ اسی لمحے جو زفاف اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جھوٹی قبضی تھی۔

”ہاں۔ نائیگر کی لٹ چاہئے تاکہ پاؤتی کے باولوں میں بھل کی

لہریں ڈالی جا سکیں“..... جوزف نے قریب آ کر کہا تو نائیگر بے اختیار چوک پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔“ نائیگر نے جرت بھرے لمحے میں کہا تو عمران نے اسے جوزف کی بات تفصیل سے بتا دی۔

”لیکن میں تو صحیح سلامت تمہارے سامنے بیٹھا ہوں اور بظاہر تو کوئی ایسا ماحول نہیں ہے بلکہ میں نے دشمنوں کے خلاف بھرپور کام کیا ہے۔“ نائیگر نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ بھر غلام کو آقا کے بالوں کی لٹ کاٹنا پڑے گی اس لئے آپ اجازت دیں جو کچھ میں دلکھ رہا ہوں وہ نائیگر نہیں دیکھ سکتا۔ بڑے واقع ذاکر کھانا نے مجھے اپنا جانشین قرار دیتے ہوئے اس پرندے کا پر مجھے دیا تھا جس کا رنگ گہرا سیاہ تھا لیکن اس میں سفید رنگ کی لکیریں بھی موجود تھیں۔“..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ باز نہیں آئے گا اس نے اسے بالوں کی لٹ کاٹنے دو۔ یہ ستا سودا ہے۔“..... عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔“..... نائیگر نے جواب دیا۔

”تم نے پاؤتی کو لکھت دے دی ہے۔ لٹ دے کر۔“..... جوزف نے سکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی قبضی سے اس نے نائیگر کے گردن کی سائیڈ پر پڑے ہوئے بالوں میں سے ایک کافی

بھی اٹ کاٹ لی۔

"اب اس کا کیا کرو گے"..... نائیگر نے ہاتھ سے بال بیٹ کرتے ہوئے کہا۔

"اب دیکھو۔ اس میں سالانہ گامنگ لگا رہا ہوں اور جب پاؤتی کے پادل گہرے ہو جائیں گے اور وہ جھیں قبر کے اندر ہیرے میں اتارنے پر ٹل جائیں گے تو میں اسے آگ لگا دوں گا اور پاؤتی کے پادل نکست کھا کر غائب ہو جائیں گے اور جھیں بقول پاس نئی زندگی مل جائے گی"..... جوزف نے بڑے اعتقاد بھرے لجھ میں کہا اور واپس مزگیا۔

"ہمارے اندر چھ جھیں ہیں تو جوزف کے اندر سات بلکہ آٹھ دس جھیں ہیں اس لئے اس کی بات چھوڑو۔ اپنی بات کرو۔ کیا کرتے پھر رہے ہو تم"..... عمران نے کہا تو نائیگر نے اسے شہر لاگور جانے اور وہاں ہونے والی تمام کارروائیوں کے بعد واپس یہاں پہنچا۔ اُنے اور پھر یہاں سے پنسنر سردار کو ساتھ لے جانے سے لے کر ایڈرمن سے معلومات حاصل کرنے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

"ویری گذ۔ تو تم نے معلوم کر لیا ہے کہ تختیان نیدر لینڈ کے ڈاکٹر کارلینڈ کے پاس ہیں۔ ابھی تمہارے آنے سے پہلے جمال پاشا یہاں آئے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ جھیٹ کے فوگراف کے مطابق جو اکٹھاف میں نے کیا تھا کہ آرس پروہت کا مقبرہ فرعون

اسار کے مغرب میں ہے وہاں مشینوں سے چینگ کی گئی ہے۔ وہ درست ثابت نہیں ہوئی۔ اب دوسروں تیس ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اصل تختی اور اس فوگراف میں معمولی سا کوئی فرق ہو جس کی وجہ سے تختی بدلتی گیا اور دوسری بات یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جو مشینی اس کی علاش کے لئے استعمال کی گئی ہے وہ اپنا کام بخوبی نہیں کر سکی اس لئے تمہاری کارروائی دوں طرف سے ہمارے فائدے میں رہے گی۔ اصل تختی ملنے سے دوبارہ اسے پڑھا جا سکتا ہے اور رزلٹ پہلے والا ہی رہنے کے بعد پروفیسر اسٹ کی جدید ترین ایجاد کردہ مشین کے ذریعے اسے چیک کیا جا سکتا ہے"..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس آرس پروہت کے مقبرے میں ایسی کیا خاص بات ہے کہ سب اسے ٹریس کرنے میں صرف ہیں"..... نائیگر نے جھرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"حکومت تو اسے قدیم تاریخ کے تسلیل کے لئے ٹریس کر رہی ہے جبکہ دیگر لوگ اس مقبرے کے اندر فتن شدہ جیتنی تاریخی آثار، سونا اور جواہرات لوٹنے کے لئے ٹریس کرنے کے خواہش مند ہیں جبکہ میں اسے اس لئے ٹریس کرنا چاہتا ہوں کہ آرس پروہت نہ صرف اپنے دور میں شیطان کا پچاری رہا ہے بلکہ اس نے شیطانیت کے فروغ کے لئے بہت کام کیا اور اس کے مقبرے میں ایسی چیزیں اب بھی موجود ہیں جن سے فیضیت کو فروغ مل رہا

ہے۔ میں ان چیزوں کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں”..... عمران نے کہا۔
”ایسی کیا چیزیں ہو سکتی ہیں باس“..... نائیگر نے حیران ہو کر
کہا۔

”محظی نہیں معلوم۔ لیکن یہاں آنے سے پہلے میں سید چواع
شاہ صاحب سے ملا تھا۔ انہوں نے حکم دیا تھا کہ اس مقبرے کو
ٹڑیں کر کے وہاں موجود چیزوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔
اب مقبرہ ملنے پر ہی پتہ چل سکے گا کہ وہاں ایسی کون سی چیزیں
ہیں اور انہیں کس طرح ہمیشہ کے لئے ختم کیا جا سکتا ہے“..... عمران
نے کہا۔
”تو کیا آپ شاہ صاحب کو یہاں بلوائیں گے“..... نائیگر نے
کہا۔

”اس کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ یہاں ہمارے ساتھ
جزوں جو موجود ہے۔ اس کی خصوصی حیثیں فوراً سب کچھ بتا دیں
گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نائیگر بھی بے اختیار مسکرا
دیا۔

”باس۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے“..... نائیگر نے چند لمحے
خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”اس مشین کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے“..... عمران نے کہا۔
”چونکہ سفارت خانے کا معاملہ قماں لئے پنسز سدرہ نے
کہا کہ وہ سیکرت سروس کے چیف کے نوٹس میں یہ بات لائے گی

اور پھر سفارتی سٹاف پر یہ مشین واپس حاصل کی جائے گی لیکن میں
نے اسے فی الحال ایسا کرنے سے روک دیا ہے کیونکہ میں آپ
کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔ اب آپ جیسے حکم دیں“..... نائیگر نے
کہا۔

”تو تم خود اسے وہاں سے حاصل کرنا چاہتے ہو“..... عمران
نے کہا۔

”میں باس۔ مجھے یقین ہے کہ جیسے ہی انہیں اینڈرمن کی موت
کی خبر ملے گی تو وہ اس مشین کو سفارتی بیک کے ذریعے یہاں سے
باہر نکال دیں گے یا پھر دوسری صورت میں ایسی کسی مشین کی
موجودگی سے ہی انکار کر دیں گے۔ اس طرح یہ مشین ہمیشہ کے
لئے غائب ہو جائے گی“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم یہاں غیر ملکی ہو اس لئے تم اس سلسلے میں کیا کر سکتے
ہو۔ سیکرت سروس اس سلسلے میں کچھ کر سکتی ہے تم نہیں اور ہمیں
حکومتی معاملات میں مداخلت ہی نہیں کرنی چاہئے۔ البتہ تم نیدر لینڈ
جا کر وہاں سے نیچنیاں واپس لا سکتے ہو“..... عمران نے کہا۔

”میں نے اپنے طور پر نیدر لینڈ فون کر کے وہاں سے معلومات
حاصل کی ہیں اور ان معلومات کے مطابق نیدر لینڈ کے ماہر
مصریات ڈاکٹر کارلینڈ ان ونوں بیار ہیں اور ہبھتال میں داخل ہیں
اس لئے لازماً یہ تھیاں ان کی رہائش گاہ میں محفوظ ہوں گی جہاں
سے آسانی سے واپس حاصل کی جا سکتی ہیں“..... نائیگر نے کہا۔

"بہر حال اس کے لئے نیدر لینڈ تو جانا ہی پڑے گا"..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر ہاتھ میں کارڈ لیں فون سیٹ اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"مسنٹ نائیگر کا فون ہے پنسنسر سدرہ کی طرف سے"..... آنے والے ڈاکٹر نے فون سیٹ نائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"دھیریہ"..... نائیگر نے کہا اور فون سیٹ لے کر اس نے اس کے پیے بعد دیگرے دو بنن پر لیں کر دیے۔

"نائیگر بول رہا ہوں"..... نائیگر نے کہا۔

"پنسنسر سدرہ بول رہی ہوں نائیگر۔ میں نے چیف سے اس میشین کے بارے میں بات کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر سرکاری

طور پر ان سے میشین کی واہی کا کہا گیا تو وہ اس کی موجودگی سے ہی انکار کر دیں گے اس لئے وہاں ریڈ کیا جائے۔ اس سفارت

خانے میں ہمارے آدمی موجود ہیں۔ میں ان سے رابطہ کر رہی ہوں۔ وہ ریڈ میں مددے سکتے ہیں۔ تم میرے پاس آ جاؤ تاکہ

ہم مل کر یہ ریڈ کر سکیں۔ میری رہائش گاہ کوئن کالوں میں ہے اور میری رہائش گاہ کا نام سدرہ بیٹل ہے۔ بفرنوں نحن تحری ہے".....

پنسنسر سدرہ نے کہا۔ چونکہ نائیگر نے لاڈر کا بنن بھی پر لیں کر دیا تھا اس لئے پنسنسر سدرہ کی آواز عمران تک بخوبی پہنچ رہی تھی جبکہ ڈاکٹر فون سیٹ دے کر واپس چلا گیا تھا۔ نائیگر نے بات سننے

ہوئے عمران کی طرف سوالیہ نظرؤں سے دیکھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں"..... نائیگر نے کہا اور فون آف کر دیا۔

"یہ میشن ہمارے لئے بھی بے حد قیمتی ہے۔ ہم اس کا فارما لو حاصل کر کے اپنے ملک میں ایسی میشن بناؤ کہ وہاں صحراؤں میں معدنیات ٹریں کر سکتے ہیں جبکہ صحراؤں میں معدنیات کو ٹریں کرنے کی ابھی تک کوئی کار آمد مشینی ایجاد نہیں کی گئی۔ جو مشینی بیانی گئی ہے وہ پہاڑی علاقوں کے لئے ہے کیونکہ عام خیال یہ ہے کہ معدنیات صرف پہاڑی علاقوں میں ہی ہوتی ہیں حالانکہ صحراؤں میں بھی اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ رکھا ہوا ہے"..... عمران نے کہا۔

"یہی بس"..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم جاؤ اور میشن پر کام کرو۔ یہ فون سیٹ مجھے دو۔ میں ان تجھیوں کے سلسلے میں کوشش کرتا ہوں"..... عمران نے کہا تو نائیگر نے فون سیٹ عمران کو دیا اور پھر سلام کر کے وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے فون آف کیا اور پھر اسے آن کر کے اس نے جمال پاشا کا نمبر پر لیں کر دیا۔

"لیں۔ پاشا ہاؤس"..... دوسرا طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (اکسن) بول رہا۔"

ہوں۔ جمال پاشا صاحب سے بات کرائیں”..... عمران نے کہا۔
”بیلو۔ جمال پاشا بول رہا ہوں“..... چند جوں کی خاموشی کے بعد جمال پاشا کی دشی آواز سنائی دی۔

”السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ۔ میں علی عمران ایم ایم کی۔
ڈی ایم سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”علیکم السلام بیٹے۔ کوئی خاص بات جو فون کیا ہے؟“..... جمال پاشا نے بڑے محبت بھرے لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”میں نے آپ سے یہ پوچھنا تھا کہ نیدر لینڈ میں ایک ماہر مصریات ہیں ڈاکٹر کارلینڈ۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ بہت اچھی طرح۔ وہ ڈاکٹر یہاں آتے رہتے ہیں اور ان سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ کیا ہوا ہے انہیں؟“..... جمال پاشا نے قدرے تشویش بھرے لمحے میں کہا۔

”وہ یہاں اور اس وقت ہسپتال میں داخل ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ مصر سے چوری شدہ تختیاں نیدر لینڈ پہنچائی گئی ہیں اور ڈاکٹر کارلینڈ کی تحویل میں ہیں؟“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ فوراً مجھے اطلاع دیتے“..... جمال پاشا نے چیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”یہ مصدقہ اطلاع ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہاں جاؤں اور

ان سے جبرا یہ تختیاں لے آؤں۔ وہ عالم فاضل آدمی ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ انہیں فون کریں اور وہ تختیاں واپس کر دیں۔“
عمران نے کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ اول تو ایسا ممکن ہی نہیں لیکن اگر ممکن ہے تو پھر وہ انکار کر دیں گے کیونکہ نیدر لینڈ کے حکام کا وہ سامنا نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد وہ تختیاں بھی ایسی جگہ پہنچا دیں گے جہاں سے ان کا پتہ چلانا ناممکن ہو گا۔ البتہ ایک بات ہے کہ میں فون کر کے ان کی خبریت معلوم کروں اور پھر انہیں ایک ہفتہ بعد یہاں مصر میں ہونے والی ایک کانفرنس میں شرکت کی دعوت دوں جو قدم تاریخ کے ایک شبے میں منعقد کی جا رہی ہے جس میں پہلے ان کا نام شامل نہیں ہے۔ جب وہ یہاں آئیں گے تو پھر ان سے بات کی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں اصل بات تباہیں اور اپنی حکومت کو بھی مجرور کریں کہ وہ تختیاں واپس کر دے۔“..... جمال پاشا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں ان سے بات کر لیں۔ پھر مجھے بتائیں کہ انہوں نے کیا جواب دیا ہے تاکہ ان کے جواب کے مطابق پلانگ کی جائے۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ابھی فون کر کے ان سے بات کرتا ہوں۔ پھر تمہیں فون کروں گا۔“..... جمال پاشا نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر فون آف کر دیا اور پھر اللہ کر وہ بیڈ پر لیٹ گیا کیونکہ

کری پر بیٹھے بیٹھے اب وہ تھک گیا تھا۔ فون سیٹ اس نے ساتھ
ہی رکھ لیا تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی ٹھنٹی بچ آئی تو عمران
نے فون سیٹ اٹھا کر اس کا مبن آف کر دیا۔

”ہیو،..... عمران نے کہا۔

”جمال پاشا بول رہا ہوں“..... دوسرا طرف سے جمال پاشا
کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم الیس سی۔ ڈی الیس سی (آکسن) بول رہا
ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”عمران سیٹے۔ ڈاکٹر کارلینڈ سے ہات نہیں ہو سکی۔ وہ شدید
پیار ہیں اور بات کرنے کے قابل نہیں ہیں“..... جمال پاشا نے
کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب مجھے خود ہی کچھ کرنا پڑے گا“..... عمران نے
کہا۔

”تمہاری صحت ابھی ٹھیک نہیں ہے کیوں نہ میں مصری حکومت
کی طرف سے نیر لینڈ حکومت سے رابطہ کروں کہ حکومت تختیاں
واپس کر دے“..... جمال پاشا نے کہا۔

”آپ ابھی یہ بات منہ سے نہ کالیں جتاب ورنہ تختیاں وہاں
سے بھی غائب کر دی جائیں گی اور حکومت نیر لینڈ اس بات کو
تلیم کر کے بدناہی اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہو گی۔ آپ بے گلر

رہیں۔ اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تختیاں کہاں میں تو اب یہ لازماً
واپس آ جائیں گی۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے“..... جمال پاشا نے کہا
تو عمران نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر فون آف کر کے اس نے
سائیڈ پر رکھ دیا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ ٹائگر اور جوانا دنوں کو
تختیاں واپس حاصل کرنے کے لئے بھجوادے گا اور اسے یقین تھا
کہ یہ دنوں کامیاب لوٹیں گے۔

اور پنسنسر سدرہ دونوں موجود تھے اس لئے ڈیوڈ اور اس کے ساتھی صرف مگر ان کرنے پر مجبور تھے۔

”اوہ۔ وہ رک رہے ہیں“..... سائینڈ سیٹ پر بیٹھے نوجوان نے اپاک چوچک کر کہا۔

”ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ سچل ہسپتال ہے“..... ڈیوڈ نے کار ایک سائینڈ پر موجود پارکنگ کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

”باس۔ ایک میراں مار دینا چاہئے تھا ہمیں تاکہ یہ دونوں ہی اڑ جاتے“..... سائینڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے کہا۔

”نہیں فورڈ۔ باس جو حکم دیتا ہے سوچ سمجھ کر دیتا ہے اس لئے ہمیں صرف اس کے حکم کی قابل کرنی ہے“..... ڈیوڈ نے کہا تو فورڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سفید رنگ اور جدید ماڈل کی کار انہیں واپس آتی دکھائی دی اور چند لمحوں بعد جب وہ ان کے سامنے سے گزرے تو وہ سب چوچک پڑے کیونکہ اب کار میں ایکلی پنسنسر سدرہ موجود تھی۔ نائیگر موجود تھا۔

”اس کا مطلب ہے کہ نائیگر کو ہسپتال ڈریپ کر دیا گیا ہے۔ یہاں وہ عمران بھی موجود ہو گا“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”لیکن باس۔ یہ یہاں وہ بھی تو سکتا ہے۔ ہم کب تک یہاں بیٹھ کر اس کی واہی کا انتظار کریں گے“..... فورڈ نے کہا۔

”ہمیں ہر حال انتظار کرنا پڑے گا“..... ڈیوڈ نے قدرے خخت لجھے میں کہا تو فورڈ نے اس طرح ہونٹ بیٹھنے لئے چیزے وہ اب بھی

کار سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیور گ سیٹ پر ایک یورپی نوجوان بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائینڈ سیٹ پر بھی ایک یورپی نوجوان اور عقبی سیٹ پر بھی دو یورپی نوجوان بیٹھے ہوئے تھے۔ ڈرائیور گ سیٹ پر کراون گروپ کا ڈیوڈ تھا جبکہ باقی اس کے ساتھی تھے۔ یہ کراون گروپ کے رچڈ کا گروپ تھا۔ لاگر میں کراون گروپ کے مصر میں باس راجبر کو ہلاک کر دیا گیا تھا اس لئے اب مصر میں کراون گروپ کا باس رچڈ تھا اور رچڈ نے ڈیوڈ کی ڈیوڈی لگائی تھی کہ وہ عمران کے ساتھی نائیگر کا خاتمه کر دے سکیں اس وقت جب وہ پنسنسر سدرہ کے ساتھ نہ ہو کیونکہ وہ مقامی سیکرٹ سروس کو اپنے خلاف حرکت میں آتا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ اس وقت بھی وہ اس کار کا ہی تعاقب کر رہے تھے جس میں نائیگر

سمیت میراں سے اڑانا ہے۔۔۔ ذیوڈ نے عقیبی سیٹ پر بیٹھنے ہوئے اپنے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔
”لیکن باس۔ اگر ہم تیکسی کے پیچھے چلتے رہتے تو پھر وہ تو کوئں کالوںی پہنچ جائے گی۔۔۔ فورڈ نے کہا۔

”نمیں۔ ہم ایک شارت راستے سے ہو کر پہلے گروز پہنچ جائیں گے جبکہ تیکسی ڈرائیوروں کی نظرت ہوتی ہے کہ جب کوئی غیر ملکی یا اجنبی ان کی تیکسی میں بیٹھ جائے تو وہ جان بوجھ کر طویل راستے سے ہوتے ہوئے منزل پر جاتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ کرایہ وصول کیا جائے۔۔۔ ذیوڈ نے کہا تو فورڈ نے اثاثت میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے ذیوڈ نے کار ایک سائینڈ پر موڑ دی اور پھر کافی دیر بعد وہ دوبارہ ایک بڑی سڑک پر پہنچ گئے۔ یہ ایک ویران سماں لاق تھا۔ البتہ آجھے فاصلے پر سڑک موڑ کاٹ کر ایک بڑی سڑک سے مل جاتی تھی جس پر خاصی ٹرینیک تھی۔ رچڈ نے کار سڑک کے قریب ایک درخت کے نیچے روک دی اور پھر کار کا دروازہ کھول کر وہ نیچے اتر آیا۔

”گُن مجھے دو روکس۔۔۔ ذیوڈ نے عقب میں بیٹھنے اپنے ساتھی سے کہا تو اس نے میراں گُن کار کی کھڑکی سے باہر کھڑے ذیوڈ کے ہاتھ میں دے دی۔

”تم لوگ اندر ہی رہو گے۔ ہم نے فوری لٹکنا ہے۔۔۔ ذیوڈ نے گُن کو کار کی چھٹ پر اس انداز میں ایٹھ جست کیا کہ وہ سامنے

نہ بولے گا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد انہیں دور سے ٹائیگر پیدل چل کر ایک سائینڈ پر بننے ہوئے تیکسی اشینڈ کی طرف آتا دکھائی دیا۔

”باس۔ وہ آ رہا ہے اکیلا۔ اب اس پر ہاتھ ڈالنے کا بہترین موقع ہے۔۔۔ فورڈ نے چونک کر اور جذبائی لجھ میں کہا۔ ”اس قدر جذبات میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں ہمیں فوراً گھر لیا جائے گا۔ ہمیں کسی ویران ڈگ پر پہنچ کر اس پر ہاتھ ڈالنا پڑے گا۔۔۔ ذیوڈ نے کہا تو فورڈ نے اثاثت میں سر ہلا دیا۔ وہ واقعی جذبائی تو جو ان تھا۔ تیکسی اشینڈ پارکنگ کے قریب ہی تھا۔ جب ٹائیگر تیکسی اشینڈ پر پہنچا تو ذیوڈ کار سے اتر کر ٹھیٹھے ہوئے انداز میں تیکسی اشینڈ کی طرف بڑھ گیا۔

”کوئں کالوںی جانا ہے سدرہ ہیں۔۔۔ ٹائیگر نے تیکسی ڈرائیور سے کہا۔

”لیں سر میٹھیں۔۔۔ تیکسی ڈرائیور نے مودبائے لجھ میں کہا اور ٹائیگر تیکسی کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا تو ذیوڈ تیزی سے مڑا اور واپس آ کر ڈرائیور سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے کار شارت کر کے اسے پارکنگ سے باہر نکلا اور پھر اس کی کار تیز فماری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”میراں گُن پیار کرو روس۔ ٹائیگر، پس سر سدرہ کی رہائش گاہ پر جا رہا ہے جو کوئں کالوںی میں ہے۔ ہم نے راستے میں اسے تیکسی

والی سڑک سے گزرنے والی کسی بھی کار کو آسانی سے نشانہ بنا سکے۔
سڑک پر سے اکا دکا کاریں گزر رہی تھیں لیکن زیادہ رٹ نہیں تھا۔
”باس۔ اگر یہ نائیگر صرف رٹی ہوا تو پھر..... فورڈ نے ایک
بادپھر سوال کرتے ہوئے کہا۔

”چلتی ہوئی کار پر جب میراں لگے تو کار کے پرچے اڑ
جائیں گے۔ اس کے باوجود اگر وہ صرف رٹی ہوا تب بھی بہرحال
ہلاک ہو جائے گا۔“ ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بھیں اسے چیک کرنا چاہئے۔“ فورڈ نے کہا۔

”نہیں۔ نہیں فوری لکھنا ہے۔“ ڈیوڈ نے اس بار سخت لہجے
میں کہا تو فوراً خاموش ہو گیا۔ تقریباً چار پانچ منٹ بعد دور موڑ
سے ایک تیکی نکل کر ان کی طرف آتی دھماکی دی۔ تیکی خاصی
رفقار سے آرہی تھی۔

”یہی نائیگر کی تیکی سے باس۔ وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہے۔ میں
نے چیک کر لیا ہے۔“ غصی سیٹ پر بیٹھے روکس نے اوپنی آواز
میں کہا۔

”باس۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔ اب خاموش رہو۔“ ڈیوڈ نے
تیز لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد تیکی ابھی ان کی کار کے سامنے
نہ آئی تھی کہ ڈیوڈ نے کیے بعد دیگرے دو بار نائیگر دبا دیا۔ میراں
گن سے کیے بعد دیگرے دو یاہ رنگ کے چھوٹے چھوٹے
میراں نکل کر تیکی سے سڑک کی طرف بڑھے اور پھر میں اس

وقت جب وہ سڑک پر پہنچ گئی بھی ان کے سامنے آگئی جس کا
تیکی یہ ہوا کہ دونوں میراں خوفناک دھماکوں کے ساتھ ٹیکی سے کہرا
گئے اور تیکی واقعی بیکاروں مکروہوں میں تقسیم ہو کر فھنا میں کھڑی گئی
جہنم ڈیوڈ نے فائزگر کر کے ایک لمحے میں گن کار کے اندر چینی
اوڑ اچھل کر ڈرایور گ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار کا انجن مسلسل چل رہا
تھا۔ میں اس وقت جب دھماکے ہوئے ڈیوڈ کی کار ایک ٹیکلے سے
آگے بڑھی اور کچھ آگے جا کر کار سڑک پر آئی اور پھر تیزی
سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ پھر موڑ کاٹ کر وہ جب ایک مارکیٹ
کے قریب پہنچنے تو ڈیوڈ نے کار سائیڈ پارکنگ میں لے جا کر روک
دی۔

”تم بیٹھو میں آ رہا ہوں۔“ ڈیوڈ نے کار سے نیچے اترتے
ہوئے کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر موجود پولیس آفیسر کی طرف
بڑھا جو نائیگر کنٹرول کرنے کے لئے پریشان ہو رہا تھا کیونکہ
دھماکوں کے بعد ہر طرف افرانگزی کی رپا ہو گئی تھی۔
”کیا ہوا جتاب۔“ ڈیوڈ نے پولیس آفیسر کے قریب جا کر
کہا۔

”ایک کار کو میراںکوں سے اڑا دیا گیا ہے۔“ پولیس آفیسر
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ دیری بیٹھ۔ جانی تھا ان تو نہیں ہوا۔“ ڈیوڈ نے کہا۔
”لازی می ہوتا تھا۔ تیکی خود تو نہیں چل رہی تھی۔ ڈرایور کے

ساتھ ایک مسافر بھی ہلاک ہو گیا ہے۔۔۔ پولیس آفیر نے من
ہناتے ہوئے جواب دیا۔

”کون تھا یہ مسافر۔ کچھ پتہ چلا۔۔۔“ ڈیوڈ نے ہرے مخصوص
سے لپٹے کہا۔

”ڈرامیور تو پھر بھی پہچانا جاتا ہے لیکن مسافر کے تو نکلے اس
طرح اڑے ہیں کہ ریشریشن علیحدہ ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ کوئی غیر
ملکی تھا لیکن آپ کون ہیں اور یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔“
پولیس آفیر نے شاید پہلی بار اس کے سوالوں کو محضوں کرتے ہوئے
کہا۔

”میرا تعلق پولیس سے ہے۔ شہریہ۔۔۔“ ڈیوڈ نے مکراتے
ہوئے کہا اور واپس ہر گیا۔ اس کے چہرے پر سرست اور اطمینان
کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اس کا نشانہ سو فیصد درست ثابت ہوا
تھا ورنہ چلتی ہوئی گاڑی پر اس انداز میں فائر کرنا خاصا مشکل کام
ہوتا ہے کیونکہ گاڑی کی پیڈن کو مد نظر رکھنا پڑتا ہے ورنہ میراں پہلے
سرک کراس کر جاتے ہیں اور گاڑی بعد میں پہنچتی یا گاڑی پہلے کل
جائی اور میراں بعد میں اس جگہ پہنچتے اس لئے ایک ماہر نشان
باز ہی ان سب مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے درست فیصلہ کر سکتا
ہے اور اسے خوش تھی کہ اس نے اپنے آپ کو ماہر نشانہ باز ثابت کر
دیا ہے۔

”کیا ہوا باس۔۔۔“ فوراً نے ڈیوڈ کے کارٹنک پہنچنے پر اس سے

پوچھا۔

”کامیابی۔ ڈرامیور اور ٹائمینگ دونوں کے نکلنے اڑ گئے ہیں۔
میں نے قصہ دیتیں کر لی ہے۔۔۔“ ڈیوڈ نے ڈرامیگ سیٹ پر بیٹھتے
ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر خوشی اور کامیابی کے تاثرات اگر
آئتے۔ ان کا مشن کامیاب رہا تھا۔

حاصل کی اور پھر سیکرت سروس کے چیف اعظم سالار جو اس کے دور کے عزیز بھی تھے اور اس کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھے اسے خصوصی تربیت والا کر سیکرت سروس میں شامل کر لیا گیا۔

پرسسر سدرہ کا سیکشن علیحدہ تھا اور پرسسر سدرہ اور اس کے سیکشن نے بے شمار تخت مشعر میں نمایاں کامیابیاں حاصل کی تھیں اس لئے اعظم سالار، پرسسر سدرہ کا خاص طور پر خیال رکھتا تھا۔ قدیم تاریخی تختیوں کی چوری پر بھی پرسسر سدرہ اور اس کے سیکشن نے کافی محنت کی لیکن انہیں کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی جس پر حکومت نے پاکیشاں سیکرت سروس کو ان قدیم تاریخی تختیوں کی واپسی کے لئے حرکت میں لانے کی کوشش کی لیکن پاکیشاں سیکرت سروس کی بجائے عمران اپنے شاگرد نائیگر کے ساتھ صراحت آ گیا۔ جب اعظم سالار نے اس بارے میں پرسسر سدرہ کو بتایا تو پہلے تو پرسسر سدرہ نے بہت برا منایا کیونکہ وہ بھتی تھی کہ ایسا ان کو ناکام بھجو کر کیا گیا ہے لیکن جب اعظم سالار نے عمران کے بارے میں اسے کچھ تفصیل سے بتایا تو اسے عمران سے ملاقات کرنے اور اس کے ساتھ کام کرنے کا شوق پیدا ہو گیا اور پھر جب عمران اور اس کی ملاقات ہوئی اور عمران نے جس طرح جمال پاشا جیسے مصری عالم کے ساتھ قدیم تاریخی مقابر اور تختیوں پر تحریر کے بارے میں باتیں کیں تو پرسسر سدرہ اس کی ذہانت اور قابلیت کی دل سے قائل ہو گئی۔

پرسسر سدرہ اپنی محل نما کوئی کے ایک کمرے میں موجود تھی۔ کمرہ اس نے آفس کے انداز میں جایا ہوا تھا۔ وہ چونکہ پرسسر تھی اور اس کے آباد اجداد مصر کے شاہی خاندان سے متعلق رہے تھے اور پرسسر سدرہ اپنے والدین کی اکلوتی تھی اور چونکہ اس کے والدین کوڑا کے کی خواہش تھی لیکن لڑکے کی بجائے ان کے ہاں ایک لڑکی کی پیدائش ہوئی تھی اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو تسلی دینے کے لئے اسے بچپن سے ہی لڑکوں کے انداز میں پالا تھا۔ وہ لڑکوں والا لباس پہننے، لڑکوں کی طرح کھیل کو دیں شریک ہوتی تھی۔ پھر والدین کے ایک ایکیڈمیٹ میں ہلاک ہونے کے بعد گو اس نے لڑکوں کی طرح رہنا ختم کر دیا اور لڑکی کے روپ میں آگئی لیکن بچپن کی تربیت کے پیش نظر اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد خصوصی طور پر کرمتوالو جی کے مضمون میں خصوصی ڈگری

اس نے نائیگر کو اپنی اس محل نما کوئی میں کال کیا تھا تاکہ اس پر پنسسر سدرہ کی سماجی اور مالی حیثیت کا رعب ڈالا جا سکے ورنہ اس کے سیکشن کا بیٹھ کواڑر علیحدہ تھا۔
پنسسر سدرہ نے اعظم سالار کو نیند لینڈ کے سفارت خانے میں پر فیصلہ اسٹ کی مشین کی موجودگی کے بارے میں بتایا اور کہا کہ وہ حکومتی سٹھ پر بات کر کے یہ مشین واپس حاصل کر لیں تو اعظم سالار نے اسے بتایا کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ سفارت خانے کو خصوصی تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے مشین کی موجودگی سے انکار کر دیا تو پھر حکومت بنے بس تو جائے گی اور دوسرا بات یہ کہ پھر وہ اس مشین کو سفارتی ذرائع سے مصر سے باہر نکال دیں گے اس لئے پنسسر سدرہ، نائیگر کو آگئے کر کے یہ مشین حاصل کرے لیں اعظم سالار نے پنسسر سدرہ کو اس معاملے میں شامل ہونے سے منع کر دیا تھا تاکہ اگر سفارت خانے کو معلوم بھی ہو جائے کہ یہ کام کس نے کیا ہے تو پنسسر سدرہ کا نام سامنے نہ آئے اور حکومت چیزیں گیوں میں نہ پھنس جائے۔ نائیگر کو اس نے پیش ہپتال ڈرپ کیا تھا اور پھر اعظم سالار سے مل کر اس سے بیانات لے کر وہ یہاں اپنی رہائش گاہ پر آ گئی اور پھر اس نے پیش ہپتال فون کر کے نائیگر کو یہاں آنے کا کہہ دیا اور نائیگر نے یہاں آنے پر آمادگی ظاہر کر دی تھی اس لئے پنسسر سدرہ اب اپنے آفس میں بیٹھیں اس کی آمد کا شدت سے انتقال کر رہی تھی۔ اس نے پھاٹک

وہ عمران وہ پسند کرنے لگی اور اس کی اس کیفیت کو اعظم سالار نے بھی مجھے لیا اور پھر ایک روز اس نے پنسسر سدرہ کو بتایا کہ عمران ایسے معاملات میں انتہائی کھور واقع ہوا ہے اور اس کے بارے میں مشہور چند ایسے ہی معاملات کے بارے میں بتایا تو پنسسر سدرہ سمجھ گئی کہ عمران صرف فلرٹ کرتا ہے اور بس۔ اس کے بعد اس کی ملاقات عمران کے شاگرد نائیگر سے ہوئی تو نائیگر کی طبیعت اسے بے حد پسند آئی۔ نائیگر کے ساتھ اس نے تھوڑا سا کام کیا اور جب اس نے نائیگر کو کام کرتے ہوئے دیکھا تو وہ اسے واقعی دل سے پسند کرنے لگی۔ نائیگر کی کارکردگی اس کے نزدیک حیرت انگیز تھی۔ وہ بے حد ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد فعال تھا۔ اس نے اس تیز رفتاری سے کام کیا کہ پنسسر سدرہ اگر ساتھ نہ ہوئی تو شاید اسے یقین ہی نہ آتا لیکن اسے نائیگر کی طرف سے کوئی رد عمل نہ ملا۔
نائیگر کا رویہ اس کے ساتھ ایسا تھا یہیں وہ عورت ہونے کی بجائے مرد ہو۔ نائیگر کے رد عمل نے اسے واقعی حیران کر دیا تھا کیونکہ مصر میں بڑے بڑے امراء اس سے شادی کرنے کے خواہش مند تھے اور اس سے ملاقات کر لیجے کو بھی اپنے لئے باعث اختخار سمجھتے تھے لیکن نائیگر کی نظرؤں میں معقولی سی دوچی کے تاثرات بھی اسے نظر نہ آئے تھے تو اس کی نسوانی ادا جاگ آئی اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ نائیگر کو اپنے حق میں جھکا کر رہے گی اس لئے

"لیں پرنسپر۔ جس آدمی نے مجھے بتایا ہے وہ ساتھ والی کوئی کا چوکیدار ہے۔ وہ کارنز مارکیٹ کے قریب موجود تھا۔ سارا واقعہ اس کے سامنے ہوا ہے۔ غیر ملکی کے ٹکڑے اڑ گئے ہیں"..... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

: "جاوہ جلدی جاؤ اور پوری تفصیل معلوم کر کے آؤ۔ خاص طور پر غیر ملکی کے بارے میں۔ جاؤ جلدی جاؤ"..... پرنسپر سدرہ نے چیختے ہوئے کہا تو گارڈ تمیزی سے ہڑا اور پھر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ پرنسپر سدرہ واپس کری پر اس طرح جا کر بیٹھی چیزے گر گئی ہو۔ اس کا چچہ و تاریک پڑ گیا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی بہت سی پسندیدہ چیز اس سے جبرا چھین لی گئی ہو۔

"یہ کس نے کیا ہو گا۔ کس نے۔ میں اسے زمین کی آخری تہہ سے بھی نکال لاؤں گی۔ میں اس کا ریشمہ ریشمہ ٹیکھدہ کر دوں گی"..... پرنسپر سدرہ نے بڑھاتے ہوئے کہا لیکن تھوڑی دیر بعد اسے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی تو ایک بار پھر وہ بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ دوڑ کر آنے والا پہلے سے بھی زیادہ بڑی خبر لے کر آ رہا ہے۔ اس کا دل تمیزی سے دھڑ کئے لگا اور وہ ہونٹ بھیچ کر دروازے کی طرف مسلسل دیکھنے لگی اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔

"پرنسپر۔ پرنسپر۔ مہمان آ گئے ہیں"..... اسی گارڈ نے اندر آ کر ہانپتے ہوئے لجھے میں کہا۔

پر موجود گارڈ کو کہہ دیا تھا کہ چیزیں ہی ناٹیگر آئے اسے فوراً اور انتہائی ادب و احترام سے اس کے آفس پہنچا دیا جائے اور پھر تھوڑی دیر بعد جب دروازے پر دستک ہوئی تو وہ چونکہ پڑی۔

"کم ان"..... پرنسپر سدرہ نے اوچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور نوجوان گارڈ اندر داخل ہوا اور اس نے بڑے مودباداً انداز میں سلام کیا۔

"کیا ہوا۔ کیوں آئے ہو۔ مہمان ابھی نہیں آئے"..... پرنسپر سدرہ نے جہت بھرے لجھے میں کہا کیونکہ گارڈ اکیلا آیا تھا۔ اس کے ساتھ ناٹیگر نہیں تھا۔

"ابھی اطلاع ملی ہے کہ کارنز مارکیٹ کے قریب ایک نیکی پر میراںل فائر کے گئے ہیں جس سے نیکی مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے اور نیکی میں سوار ڈرائیور کے ساتھ ایک غیر ملکی بھی ہلاک ہو گیا ہے۔ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں موقع پر جا کر ہر یہ صورت حال کا جائزہ لے کر آپ کو تفصیل بتاؤں"..... گارڈ نے کہا۔

"غیر ملکی۔ اوه۔ کارنز مارکیٹ تو کون کا لوٹی کے ساتھ ہی ہے۔ اوه۔ تمہارا مطلب ہے کہ جملہ ناٹیگر پر کیا گیا ہے۔ عمران کی طرح۔ اوه۔ ویری پیدا۔ ویری پیدا"..... پرنسپر سدرہ نے ایک جھیٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چھے پر شدید ترین پریشانی کے نثارات امہرا آئے تھے۔

”کیا۔ کون مہمان۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون مہمان“..... پنسر سدرہ نے پوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
”وہ۔ وہ جتاب نائیگر“..... گارڈ نے جواب دیا۔
”کہاں ہے وہ۔ کہاں ہے وہ“..... پنسر سدرہ نے اچھلتے ہوئے کہا۔

”میں انہیں لے آتا ہوں“..... گارڈ نے کہا اور ایک بار پھر مز کر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا اور پنسر سدرہ ایک بار پھر کری پر گردی گئی۔ مہمان کی ہلاکت اور پھر مہمان کے اچانک آنے کے جھکوں نے اس کی حالت واقعی خراب کر دی تھی۔

نائیگر ٹیکسی میں سوار کوئن کالوںی کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک ٹیکسی کی رفتار آہستہ ہوتا شروع ہو گئی تو عجیب سیت پر بینخا ہوا نائیگر بے اختیار چوک چڑا۔

”کیا ہوا۔ کیا کوئن کالوںی آ گئی ہے“..... نائیگر نے جیت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ادھر ادھر اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اپنی ماحول میں جا کر کوئی ادھر ادھر جیت بھرے انداز میں دیکھتا ہے۔

”سر۔ صرف دس منٹ لگیں گے۔ آپ کی تکلیف کے لئے معدودت خواہ ہوں۔ میری بیٹی بیمار ہے اور میں نے اسے دوا پہنچانی کے ہے۔ میں آ رہا ہوں“..... ڈرامیور نے کہا اور پھر ایک سڑیت کے سرے پر اس نے ٹیکسی روکی اور یونچے اتر کر وہ تقریباً دوڑتا ہوا گلی میں غائب ہو گیا تو نائیگر نے ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے یہ ٹیکسی ڈرامیور نے زیادتی کی تھی لیکن اس نے اپنی بیٹی کی بیماری کا

کے نیکی ڈرائیور کس کرب سے گزر رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد نیکی ایک موڑ کاٹ کر جیسے ہی آگے بڑی ڈرائیور نے کار آہستہ کر لی۔ سامنے سڑک کے درمیان کسی کار کا ملبہ دور دور تک بکھرا پڑا تھا۔ پولیس وہاں موجود تھی اور ٹریک کو سایہ سے گزارا جا رہا تھا۔

”بکیا ہوا ہے۔۔۔ ڈرائیور نے نیکی ایک پولیس میں میں کے قریب لے جا کر روکتے ہوئے کہا۔

”ایک نیکی کو میراں مار کر تباہ کیا گیا ہے۔۔۔ ابھی وہ منت پہلے۔ ڈرائیور سیست ایک غیر ملکی ملاک ہو گیا ہے۔۔۔ پولیس میں نے جواب دیتے ہوئے کہا تو نائیگر غیر ملکی اور نیکی کے الفاظ سن کر چونک پڑا۔

”بے چارے۔۔۔ ڈرائیور نے افسوس بھرے لہجے میں کہا اور گاڑی آگے بڑھا دی جبکہ نائیگر ہونٹ بینچے خاموش بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی کوئن کالونی میں داخل ہو گئی۔

”تمہیں پنسسر سدرہ کی رہائش گاہ کا علم ہے یا نہیں۔۔۔ نائیگر نے ڈرائیور سے پوچھا۔

”بہت اچھی طرح جتاب۔۔۔ یہاں کون ہے جو پنسسر سدرہ کو نہیں جانتا۔۔۔ بے حد نیک خاتون ہیں۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیا تو نائیگر نے اثاثات میں سر ہلا دیا۔۔۔ کافی دیر تک کالونی کی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک محل نما کوئی کے چہازی سائز کے پھانک کے سامنے ڈرائیور نے گاڑی روک دی۔ کوئی کے ستون پر

کہہ کر اس کا منہ بند کر دیا تھا اور پھر واقعی وہ دس منٹ کے اندر ہی واپس آ گیا۔

”میں معافی چاہتا ہوں جناب آپ کو انتظار کرنا پڑا۔۔۔ نیکی ڈرائیور نے گاڑی شارٹ کرتے ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ کیا ہوا ہے تمہاری بیٹی کو۔۔۔ نائیگر نے پوچھا۔

”سر۔۔۔ اسے کینسر ہے۔۔۔ نوجوان بیٹی ہے۔۔۔ یہاں سرکاری سطح پر اس کا علاج ہو رہا ہے لیکن اس قدر مہنگی دوائیں استعمال ہو رہی ہیں کہ بعض دوائیں فوری طور پر ہمپتال میں موجود نہیں ہوتیں اور وہ دوائیں مجھے خود خرید کر دینی پڑتی ہیں۔۔۔ آج بھی ایک دوا ہمپتال میں شارٹ تھی۔۔۔ وہ دینے گیا تھا۔۔۔ ڈرائیور نے نیکی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”کینسر کا علاج تو واقعی بے حد بہنگا ہے۔۔۔ تمہاری بہت ہے کہ تم اس کی دوائیں خرید کر لیتے ہو۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”کیا کروں صاحب۔۔۔ اکتوپی بیٹی ہے۔۔۔ جب وہ تکلیف سے چیختی ہے تو میرا دل کٹ کر رہ جاتا ہے۔۔۔ یہ دو اسے درد سے بچاتی ہے اس لئے جو کہتا ہوں وہ درد کی دوا خرید لیتا ہوں تاکہ بیٹی کو تکلیف نہ ہو۔۔۔ ڈرائیور نے کہا تو نائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔۔۔ اسے معلوم تھا کہ اس پہاری کی ادویات اور خاص طور پر درد کش ادویات تو بے حد مہنگی ہیں۔۔۔ اسے احساس ہو گیا تھا

سکتا ہوں۔۔۔۔۔ نائیگر نے بڑی تباہتے ہوئے کہا اور پھر تمہوڑی دیر بعد اسے دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دینے لگی اور اس کے پھرے پر جرت کے تاثرات ابھر آئے تھے اور پھر وہی باوردی نوجوان ہانپاٹا ہوا کھلے ہوئے چھوٹے چھانک سے باہر آ گیا۔

”آئیں جتاب۔ آئیں۔ پنسنسر سدرہ آپ کی منتظر ہیں۔ آئیں جتاب۔۔۔ نوجوان نے ہانپتے ہوئے لجھ میں کہا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ تم دوڑتے ہوئے کہاں گئے تھے اور اب کیوں ہانپ رہے ہو۔۔۔۔۔ نائیگر نے جرت بھرے لجھ میں کہا۔

”چج۔ چج۔ جتاب۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ آپ کی تیکسی کو مارکٹ کے قریب میزائلوں سے اڑا دیا گیا ہے اور آپ ہلاک ہو چکے ہیں۔۔۔ نوجوان نے اسی طرح ہانپتے ہوئے کہا۔

”کیا میرا نام لیا گیا تھا۔۔۔۔۔ اس بار نائیگر نے انتہائی جیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں جتاب۔ صرف غیر ملکی کہا گیا تھا اور آپ بھی تو غیر ملکی ہیں۔۔۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔ اس کا سانس کافی بحال ہو گیا تھا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ میں نے بھی راستے میں ملبو بکھرا ڈا دیکھا ہے۔ آؤ۔۔۔۔۔ نائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ نوجوان کے پیچھے کوئی میں داخل ہوا تو نوجوان اسے ساتھ

سدرہ جیلس کی نیم پیٹ میں موجود تھی۔ نائیگر نیچے اترा۔ اس نے جب سے بڑی مالیت کے فونوں کی ایک گندی نکالی اور ڈرائیور کے باقی پر رکھ دی۔

”اپنا کراچی کاٹ کر باقی اپنی بیٹی کے علاج کے لئے رکھ لو۔ میری طرف سے۔ تمباری بیٹی میری بھی بھتیجی لگتی ہے۔۔۔۔۔ نائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چج۔ چج۔ جتاب۔ یہ تو بہت بڑی رقم ہے جتاب۔۔۔ ڈرائیور نے کہا۔

”کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمباری بیٹی کو محبت دے۔۔۔۔۔ نائیگر نے اس کے کاندھے پر تھکلی دیتے ہوئے کہا۔

”شش۔ شکریہ۔۔۔۔۔ ڈرائیور نے رندھے ہوئے لجھ میں کہا اور پھر نائیگر کو سلام کر کے وہ تیکسی آگے بڑھا لے گی۔ نائیگر نے مز کرستون پر موجود کمال بیبل کا مبن پرلس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا چھانک کھلا اور ایک باوردی نوجوان باہر آ گیا۔

”میرا نام نائیگر ہے اور مجھے پنسنسر سدرہ سے ملتا ہے۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا تو نوجوان اس طرح اچھلا جیسے اسے کوئی غیر متوقع خبر مل گئی ہو۔ دوسرے لمحے وہ بیکلی کی تیزی سے واپس مز کر اندر دوڑتا چلا گیا اور نائیگر جرت سے اسے اس انداز میں واپس جاتے دیکھتا رہ گیا۔۔۔۔۔

”یہ تو یوں لگ رہا ہے جیسے انہیں یقین ہی نہ ہو کہ میں یہاں آ

کہا۔

”چونکہ تم نے آتا تھا اور پھر یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ تمہارے پاس کار نہیں ہے اور تم لازماً جگی میں ہی آؤ گے اور پھر یہی سی آجھی کوئن کا لوٹی کی طرف رہی تھی اور ہلاک ہونے والا غیر ملکی تھا اور اکیلا تھا اور پھر تمہارے آئے کا وقت بھی تقریباً وہی تھا اس لئے یہ غلط فہمی ہو گئی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تم وہ نہیں تھے۔۔۔ پنسسر سدرہ نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا تو نائیگر چونک پڑا۔

”اوہ۔۔۔ تم نے تفصیل سے تجویز کیا ہے اور خصوصاً وقت کی بات کی ہے تو اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ دس منٹ کے لئے جگی ڈرائیور نے گاڑی روک دی تھی ورنہ واقعی یہ عین وہی وقت تھا جب اس جگی پر حملہ کیا گیا تھا۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”جگی ڈرائیور نے دس منٹ کے لئے جگی روک دی تھی۔۔۔ کیوں؟۔۔۔ پنسسر سدرہ نے جوت بھرے لہجے میں کہا تو نائیگر نے ڈرائیور کی بیٹی کی بیماری اور اسے دوادیئے کے لئے جانے کا بتا دیا۔

”اوہ۔۔۔ پھر تو تم نے درست اندازہ لگایا ہے۔۔۔ میں جلال کو بلانی ہوں۔۔۔ وہ شاید کسی کا ذکر کر رہا تھا جس کے سامنے یہ سارا واقعہ رونما ہوا ہے۔۔۔ اس سے مزید تفصیل معلوم کی جا سکتی ہے۔۔۔ پنسسر سدرہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میر کے کنارے پر

لے کر وسیع و عریض محل نما کوٹھی کے اندر لے گیا۔۔۔ ایک رابداری سے گزر کر وہ ایک کمرے کے بند دروازے کے سامنے بیٹھ گئے۔۔۔ نوجوان نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور ایک سائیڈ پر ہٹ گیا تو نائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اندر داخل ہوا تو یہ کہہ اس نے آفس کے انداز میں جا ہوا پایا۔۔۔ سامنے کری پر پنسسر سدرہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ وہ نائیگر کو دیکھ کر اس طرح اچھل کر کھڑی ہو گئی چیزیں اچاک کری کی سیٹ سے کھلیں باہر نکل آئیں ہوں۔۔۔

”خدا یا تیرا شکر ہے ورنہ میں تو ہمت ہار بیٹھی تھی۔۔۔ پنسسر سدرہ نے تیزی سے نائیگر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ میں زندہ ہوں۔۔۔ وہ کوئی اور غیر ملکی ہو گا۔۔۔ نائیگر نے اسے خاص انداز میں اپنی طرف آتے دیکھ کر تیری سے ایک طرف پہنچتے ہوئے کہا تو پنسسر سدرہ اس طرح رک گئی چیزے چاپی والا کھلونا چاپی ختم ہونے پر رک جاتا ہے۔۔۔ پھر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”بیٹھو۔۔۔ پنسسر سدرہ نے ڈھیلے سے لہجے میں کہا اور واپس اپنی کری کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ شاید اسے خود بھی احساس ہو گیا تھا کہ اسے اس قدر جو شیلے انداز میں نائیگر کی طرف نہیں بڑھنا چاہئے تھا۔

”تم نے کیسے کچھ لیا کہ کار میں ہلاک ہونے والا غیر ملکی میں ہی ہوں۔۔۔ نائیگر نے سائیڈ پر موجود ایک کری پر بیٹھتے ہوئے

نصب مختلف رنگوں کے بیٹوں میں سے ایک بیٹن پر پیس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور وہی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے موڈ بانہ انداز میں پنسنسر سدرہ اور نائیگر کو مسلمان کیا۔

”جلال۔ جس آدمی کے بارے میں تم بتا رہے تھے کہ اس کے سامنے یہ سارا واقعہ رونما ہوا ہے اسے بلاؤ تو تاکہ اس سے اس بارے میں مزید معلومات حاصل کی جاسکیں“..... پنسنسر سدرہ نے کہا۔

”وہ ساتھ والی کوئی کا چوکیدار حصہ ہے پنسنسر۔ میں نے اس سے پوچھا ہے۔ اس نے مجھے ایک جیرت انگیز بات بتائی ہے کہ اس نیکی پر حملہ کرنے والے چار افراد تھے جن میں سے تین کار کے اندر بیٹھے رہے جبکہ ایک نے کار سے نکل کر نیکی پر میزائل گن سے فائر گن کی اور پھر نیکی تجاه ہوتے ہی وہ کار میں بیٹھ کر کار رنگ مار کرست آئے اور یہاں ان میں سے ایک نے پولیس آفیسر سے اس واقعہ کے بارے میں معلومات حاصل کیں کہ کیا غیر ملکی ہلاک ہو گیا ہے یا نہیں۔ چوکیدار کے مطابق وہ قریب ہی موجود تھا۔ اس پوچھنے والے نے پولیس آفیسر کو اپنا تعلق پرس سے بتایا لیکن چوکیدار اسے اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کا نام ڈیوڈ ہے اور اس کا تعلق کراون کلب سے ہے۔ وہ یورپی ہے۔ اس کے باقی تین ساتھی بھی یورپی نژاد تھے۔ وہ انہیں اس لئے پہچانتا تھا کہ پہلے وہ کراون کلب میں بطور چوکیدار کام کرتا رہا ہے“..... جلال نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کار کے بارے میں کوئی تفصیل بتائی ہے اس نے۔“
نائیگر نے پوچھا۔

”صرف اتنا بتایا ہے کہ یہ لیلے رنگ کی قیمت ماذل کی کار تھی اور پیش۔ اس سے زیادہ اسے معلوم نہیں ہے“..... جلال نے جواب دیا۔

”اوکے۔ تم جاؤ“..... نائیگر نے کہا تو جلال سلام کر کے واپس چلا گیا۔

”کراون کلب کا ماں اک اور جزل منیر بھی ایک یورپی ہے جس کا نام رچڈ ہے لیکن وہ بہت کم کلب میں آتا ہے“..... جلال کے جانے کے بعد پنسنسر سدرہ نے کہا۔

”انہیں بعد میں دیکھ لیا جائے گا۔ پہلے ہم نے اس مشین کو حاصل کرتا ہے۔ دوسرا ہم نے قدیم ہماری تختیاں حاصل کرنی ہیں۔ تختیاں تو نیدر لینڈ میں ہیں جبکہ مشین یہاں سفارت خانے میں ہے اس لئے پہلے یہ مشین حاصل کر لیں پھر تختیوں کے پیچے جائیں گے۔ تم بتاؤ کہ تمہارے چیف نے کیا جواب دیا ہے“..... نائیگر نے کہا۔ وہ دونوں اب اس قدر بے تکلف ہو چکے تھے کہ ایک دوسرے سے بے تکلفانہ انداز میں بات کر لیتے تھے اور اس کی حوصلہ افزائی بھی پنسنسر سدرہ نے ہی کی تھی۔ اس نے نائیگر سے اصرار کر کے کہہ دیا تھا کہ وہ اسے آپ کی بجائے تم کہہ گا اور وہ

بھی اسے تم ہی کہہ کر بات کرے گی۔ پہلے پہل تو نائیگر نے ایسا نہ کیا لیکن پھر وہ بھی آپ سے تم پر آ گیا تھا۔

”چیف سے میری بات ہوئی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ حکومت سلطھ پر بات ہوئی تو یہ لوگ کسی صورت اسے تسلیم نہیں کریں گے اور سفارت خانے کو قانونی تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ ہم اس پر رینڈ نہیں کر سکتے اور پھر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حکومت کو اس مشین کے بارے میں معلوم ہے تو وہ اسے فوری طور پر ملک سے باہر بھی بھجوٹ سکتے ہیں۔۔۔ پنسرو سدرہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تمہارا کیا پوگرام ہے۔۔۔ نائیگر نے پوچھا۔

”میرا کیا پوگرام ہوتا ہے۔۔۔ یہ کام تم نے کرنا ہے کیونکہ اگر میں نظریوں میں آ گئی تو سرکاری اجتہد ہونے کی وجہ سے ہاگمری کے ساتھ مصر کا خاصاً بڑا تازہہ بن جائے گا اور مجھے معلوم ہے کہ ہاگمری کے ساتھ مصر کے خاسے ہر بڑے بڑے معاهدے موجود ہیں جو خطرے میں پڑ سکتے ہیں۔۔۔ پنسرو سدرہ نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ میں اکیلا یہ کام کروں۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”میرے پہچان لئے جانے کا مسئلہ ہے ورنہ مجھے تمہارے ساتھ کام کر کے دلی خوشی ہوئی۔۔۔ پنسرو سدرہ نے ایسے لمحے میں کہا کہ نائیگر چوک کر اسے دیکھنے لگا۔

”پہچان لیا جانا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ تمہارا میک اپ کیا جا

لکتا ہے اور مجھے بھی میک اپ کرنا ہو گا۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”میک اپ تو میں خود بھی کر سکتی ہوں لیکن سفارت خانوں نے خاطقی انتظامات انجائی خست کر رکھے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ دباں میک اپ چیک کرنے والے کھرے بھی موجود ہوں۔۔۔ پنسرو سدرہ نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔۔۔ ہمارے لئے یہ معمولی باتیں ہیں۔۔۔ ان کیروں کو بھی دھوکہ دیا جا سکتا ہے اگر میک اپ میں معمولی مقدار میں سیسے شامل کر دیا جائے تو۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”کیا واقعی۔۔۔ پنسرو سدرہ نے چوک کر کہا۔

”ہا۔۔۔ ہم ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بار اس کا تجربہ کر چکے ہیں۔۔۔ نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر نیک ہے۔۔۔ پھر میں تمہارے ساتھ جاؤں گی لیکن یہیں اس مشین کوڑیں کرنا پڑے گا کہ وہ کہاں رکھی گئی ہے اور اس کے لئے میں نے تھوڑا سا کام کیا ہے۔۔۔ پنسرو سدرہ نے کہا اور رسیور اخفاک اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔۔۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پرلیس کر دیا۔

”بیلو۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پنسرو سدرہ بول رہی ہوں۔۔۔ پنسرو سدرہ نے کہا۔

”اوہ یہ۔۔۔ مریم بول رہی ہوں پنسرو۔۔۔ حکم دیجئے۔۔۔ دوسری

طرف سے قدرے مودا بانہ لجھے میں کہا گیا۔

”مریم۔ تم نے کہا تھا کہ ہاگری کا سفارت خانہ تمہارے ذیک پر ہے۔۔۔ پنسر سدرہ نے کہا۔

”لیں پنسر۔ میں نے درست کہا تھا۔ حکم دیجئے۔۔۔ دوسرا طرف سے مریم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاگری سفارت خانے میں ایک ابھی نے ایک کیمرہ نما مشین حفاظت کے لئے رکھوائی ہے۔ کوئی ایسا اندر کا آدمی یا عورت بتاؤ ہے معاوضہ دیا جائے تو وہ اس مشین کو خاموشی سے دبا سے نکلوانے میں مدد کرے۔۔۔ پنسر سدرہ نے کہا۔

”لیں میدم۔ میں ایک آدمی مارٹی سے بات کرتی ہوں۔ اس کا تعلق یکوئی سے ہے اس لئے اسے ایسے تمام معاملات کا بخوبی علم ہوتا ہے۔ میں اس سے بات کر کے آپ کو فون کرتی ہوں۔ پھر آگے بڑھا جائے گا۔۔۔ مریم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ مجھے تمہارے فون کا انتظار رہے گا۔۔۔ پنسر سدرہ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ مریم کون ہے۔۔۔ نائیگر نے پوچھا۔

”ایک عورت ہے۔۔۔ پنسر سدرہ نے شرات بھرے لجھے میں کہا تو نائیگر بے اختیار نہیں چڑا۔

”اس کی آواز اور نام بتا رہا ہے کہ یہ ایک عورت ہے لیکن کرتی کیا ہے یہ۔۔۔ نائیگر نے بہتے ہوئے کہا۔

”شکر ہے تم نہیں تو کہی درت تمہارے چہرے پر مسلسل خبیثی دیکھ کر آدمی ذہنی طور پر بیمار ہو جاتا ہے۔۔۔ پنسر سدرہ نے قدرے والہانہ لجھے میں کہا تو نائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔ ”سبیحگی کام کے لئے ہوتی ہے۔۔۔ بہرحال تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”سکرٹ روپوں کا ایک سیکھ ایسا ہے جو سفارت خانوں پر کام کرتا ہے۔ اس میں کئی ذیک ہیں۔ مریم ایک ذیک کی اپنچارج ہے جس میں ہاگری کا سفارت خانہ آتا ہے۔۔۔ پنسر سدرہ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو نائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد مریم کا فون آگیا۔

”کیا پیش رفت ہوئی ہے مریم۔۔۔ پنسر سدرہ نے لاڈنر کا بن پریس کرتے ہوئے کہا۔

”مارٹی سے بات ہو گئی ہے۔۔۔ وہ آپ کے ساتھ کام کرنے کے لئے تیار ہے لیکن وہ معاوضہ بہت زیادہ مانگ رہا ہے۔۔۔ دل لاکھ ڈال۔۔۔ مریم نے کہا۔

”یہ تو بہت زیادہ ہے۔۔۔ ہم اسے ایک لاکھ ڈال دے سکتے ہیں۔۔۔ پنسر سدرہ نے کہا۔

”میں اس کا فون نمبر بتا دیتی ہوں۔۔۔ آپ خود اس سے بات کر لیں۔۔۔ مریم نے کہا اور پھر فون نمبر بتا کر اس نے رابطہ ختم کر دیا تو پنسر سدرہ نے کریں دیا دیا۔

گی۔ اس سب رسک کے مقابلے میں یہ کوئی رقم نہیں ہے اور میں بھی اس لئے تیار ہو گیا ہوں کہ میں رقم لے کر ایکریمیا چلا جاؤں گا پھر وہاں مجھے کوئی نہیں کر سکے گا۔ بہر حال میں اس سے ایک ذرا بھی کم نہیں لوں گا۔..... دوسری طرف سے دو نوک بجھے میں کہا گیا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ تم نے ہمارے لئے کیا کام کرتا ہے۔۔۔۔۔ پُنسِر سدرہ نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے آپ کو سفارت خانے کے پیش سورٹک پہنچانا ہے۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں۔ اس سے میرا کوئی تعقیل نہیں ہو گا۔..... مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں مریم نے بتایا نہیں کہ نہیں کیا چاہئے۔۔۔۔۔ پُنسِر سدرہ نے کہا۔

”میں پُنسِر۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ایک کبرہ نما مشین جو اپندر سن نے بھجوائی تھی آپ نے وہ واپس حاصل کرنی ہے۔ میں نے انہیں بتا دیا تھا کہ اسکی تیجی چیزیں سفارت خانے کے پیش سورٹ میں رکھی جاتی ہیں اور یہ پیش سورٹ سفارت خانے کے ایک علیحدہ حصے میں بتایا گیا ہے۔ یہ زیر زمین ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ اس سورٹ کی خوافات کے لئے جہاں سیکورٹی گارڈز موجود ہوتے ہیں وہاں سانحی آلات بھی نصب ہیں اس لئے میں نے کہا ہے کہ میں آپ کو اس سورٹک پہنچا دوں گا اور یہ بھی میری ذمہ داری ہے کہ

”مجھے بات کرنے دینا۔ تم سے یہ آدمی سیٹ نہ ہو سکے گا اور ہمارے لئے وہ مشین بے حد فیض ہے۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”میں اس سے زیادہ دے سکتی کیونکہ میری حد بھی ہے۔۔۔۔۔ پُنسِر سدرہ نے نمبر پریس کرتے ہوئے جواب دیا۔

”تمام رقم میں دے دوں گا۔ تم اس سے ہاں کر دو۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا تو پُنسِر سدرہ اسے ایسے دیکھنے لگی جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا۔

”تیلو۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مرداتہ آواز سنائی دی۔ چونکہ لاڈڑ کا ملن بھی پُنسِر سدرہ نے پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

”پُنسِر سدرہ بول رہی ہوں۔۔۔۔۔ پُنسِر سدرہ نے کہا۔

”اوہ۔ میں پُنسِر۔ میں مارٹی بول رہا ہوں یک سورٹی اسٹنٹ ہاگری سفارت خانہ سے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تمہارا فون محفوظ ہے۔۔۔۔۔ پُنسِر سدرہ نے کہا۔

”لیں پُنسِر۔ قطعی محفوظ ہے۔ آپ کھل کر بات کریں۔۔۔۔۔ مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مریم نے تم سے بات کی ہے لیکن تم معاوضہ بہت مانگ رہے ہو۔۔۔۔۔ پُنسِر سدرہ نے کہا۔

”پُنسِر۔ اپنے ملک سے غداری کی یہ زیادہ قیمت تو نہیں ہے۔ پھر اگر مجھے نہیں کر لیا گیا تو لازماً مجھے گولی مار دی جائے

وہاں موجود سیکورٹی ناف بھی ایک گھنٹے کے لئے چھٹی کر جائے گا۔
البتہ سامنی خانلی آلات سے نہستا اور چیل شور کو کھول کر اس میں
سے کچھ حاصل کرنا آپ کا کام ہے لیکن رقم آپ کو سفارت خانے
سے باہر پہنچ دینا ہوگی اور میں رقم لے آپ کو تباہیں گا کہ آپ کو
کس طرح وہاں پہنچتا ہے۔۔۔ مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے۔۔۔ بولو۔۔۔ کب اور کس وقت کہاں اکٹھے ہوتا ہے۔۔۔
ٹائیگر کے اثبات میں سر ہلانے پر پنسرو سدرہ نے کہا۔

”شام کے چھ بجے سفارت خانے میں دفاتر بند ہو جاتے ہیں۔
آپ ہوٹل ریوانڈہ میں آ جائیں۔۔۔ چیل روم بک کر لیں اور پھر
مجھے فون کر کے چیل روم نمبر تا دیں میں آپ سے وہیں رقم لے
کر آپ کو تفصیل بتا دوں گا۔۔۔ مارٹی نے جواب دیا۔
”اوکے۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں ہوٹل ریوانڈہ میں کہیں فون کر
دوسرا گی۔۔۔ پنسرو سدرہ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ آدمی مجھے بے حد لاذی لگ رہا ہے۔ اسے اتنی بڑی رقم
کیوں دے رہے ہو اور دوسری بات یہ کہ میں سیکرٹ سروس کی رکن
ہو کر اتنی بڑی رقم کسی کو نہیں دے سکتی تم کہاں سے لاوے گے۔ دس
لاکھ ڈالر بہت بڑی رقم ہے۔۔۔ پنسرو سدرہ نے رسیور رکھ کر
ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جو مشین ہمیں چاہئے اس کے مقابل یہ معمولی رقم ہے اور
جہاں تک رقم لے آنے کا تعلق ہے تو گاریڈ چیک بک میری

جب میں موجود ہے۔ میں ایک کروڑ کا چیک بھی دے سکتا ہوں۔
اب رہیا یہ بات کہ رقم میں کہاں سے لیتا ہوں تو میں پاکیشا کی
انڈر درلڈ میں بطور ٹریسر سب سے زیادہ معاوضہ لیتا ہوں کسی بھی
ٹھنڈ کوڑیں کرنا ہیرا پیش ہے۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”نامچھا تو پھر ان قاتلوں کوڑیں کر کے دکھاؤ جنہوں نے غیر ملکی
کی ٹھنڈی پر میزائل فائر کئے ہیں۔۔۔ پنسرو سدرہ نے مسکراتے
ہوئے شرات بھرے لبجھ میں کہا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ انہیں ٹھنڈ کرنا چاہئے کیونکہ اب
مجھے یقین آ گیا ہے کہ اصل میں انہوں نے مجھ پر میزائل فائر کئے
ہیں۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ میں اتفاقی طور پر دس منٹ لیٹ
ہو گیا اور نہ تارگٹ میں ہی تھا۔۔۔ ٹائیگر نے سمجھہ لبجھ میں کہا۔

”لیکن یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں اور کیوں انہوں نے ایسا کیا
ہے۔۔۔ پنسرو سدرہ نے بھی سمجھہ ہوتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ملازم جہاں نے تفصیل لے چکا ہے کہ میزائل فائر
کرنے والا ڈیوڈ ناتی آدمی ہے جس کا تعلق کراون کلب سے ہے
اور وہ اسے اچھی طرح پیچا دتا ہے کیونکہ وہ اس کلب میں بھی کام
کرتا رہا ہے اس لئے اب صرف ڈیوڈ تک پہنچتا باقی رہ گیا ہے۔۔۔
ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اخفا کر اس نے انکوارٹی
کے نمبر پر ٹیکس کر دیئے۔

”میں۔ انکوارٹی پلیز۔۔۔ رابط ہوتے ہی ایک نوافی آوار

سالی دی۔

”کراون کلب کا نمبر دیں“..... نائیگر نے کہا تو دوسری طرف

سے نمبر بتا دیا گیا۔ نائیگر نے کریل و بایا اور پھر نون آنے پر اس نے کراون کلب کے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بنی بھی خود ہی پر لیں کر دیا۔

”کراون کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سالی دی۔

”مسٹر ڈیوڈ سے بات کرو دیں“..... نائیگر نے کہا۔

”ڈیوڈ تو یہاں کمی ہیں۔ آپ کس ڈیوڈ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا یہاں عبده کیا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”عبدے کا تو مجھے علم نہیں ہے البتہ میری ان سے ایک پارکنگ میں ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت ان کے پاس ہلکے نیلے رنگ کی جدید ماڈل کی گاڑی تھی۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میں کلب فون کر کے ان سے بات کر سکتا ہوں“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ تو آپ ڈیوڈ ہائسن سے بات کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ کلب میں بھی کبھار ہی آتے ہیں ورنہ وہ اپنے گروپ کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کا ہیڈلوارڈ شارکا لونی کا کوئی نمبر الیون زیرہ ہے۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہاں کا فون نمبر کیا ہے“..... نائیگر نے پوچھا تو دوسری طرف

سے فون نمبر بتا دیا گیا تو نائیگر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”چوکیدار نے درست روپورٹ دی ہے۔ اس لڑکی نے بھی گروپ کا لفظ کہا ہے اور گروپ ہی کسی خاص نارگش پر یوں سر عام میراں فائز کر سکتا ہے۔ یہ عام آدمی کا کام نہیں ہے لیکن اس کے پیچھے بھائی کی بجائے ہمیں پہلے اس میشن کے حصول پر کام کرنا ہے۔“..... نائیگر نے کہا تو پرنسپر سدرہ نے اس طرح اثبات میں سر بلدا دیا جیسے نائیگر کی بات کی تائید کرنا اس کی ڈیوٹی میں شامل ہو۔

ہے۔۔۔ ڈیوڈ نے صرت بھرے لبج میں کہا۔
”تفصیل تاوا۔ یہ سب کیسے ہوا۔۔۔ رچڈ نے کہا تو ڈیوڈ نے
ٹائگ کے پہنچانے سے لے کر اس کے واپس آ کر ٹیکسی
کرنے اور پھر پرسمر سدرہ کی رہائش گاہ پر جانے کے بارے میں
 بتاتے کے ساتھ ہی اس نے بتایا کہ انہوں نے شارت کت استعمال
کیا اور پھر کارز مارکیٹ سے بیٹھے انہوں نے ٹائگ کی ٹیکسی پر
میرزاں فائزہ کارڈ دیئے اور ٹیکسی اور ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ ساتھ ٹائگ
کے بھی پرے اڑ گئے۔

”کیا تم نے کتفم کیا تھا کہ وہ ٹائگ ہی تھا اور وہ واقعی ہاں
ہو گیا ہے۔۔۔ رچڈ نے کہا۔

”یہی ہاں۔۔۔ وہی ٹیکسی تھی جو ٹائگ نے ہاڑ کی تھی اور ٹائگ اس
کی عقیقی سیٹ پر موجود تھا۔۔۔ ووکس نے اس کی شناخت کی اور پھر ہم
نے آگے جا کر کارز مارکیٹ کے قریب ایک پولیس آفیسر سے اس
کی بلاکت کی کتفیشیں بھی کر لی۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔۔۔

”گذشت۔۔۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔۔۔ رچڈ نے کہا۔
”ٹھیکیں ہاں۔۔۔ اگر آپ حکم دیں تو اس عمران کا بھی خاتمہ کر
دیا جائے۔۔۔ ہم نے وہ پہنچان دیکھ لیا ہے۔۔۔ ہم آسانی سے اس کا
خاتمہ کر سکتے ہیں۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اس کے لئے مجھے پر چیف سے اجازت لینا پڑے گی اس

رچڈ اپنی رہائش گاہ میں بنے ہوئے ایک آفس میں بیٹھا ایک
فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بیج
اچھی تو رچڈ نے باخوبی ہدھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یہی۔۔۔ رچڈ نے کہا۔
”ڈیوڈ کی کال ہے بس۔۔۔ دوسرا طرف سے اس کی فون
سیکریٹری کی مدد باندھ آواز سنائی دی۔

”کراو بات۔۔۔ رچڈ نے کہا۔
”باس۔۔۔ میں ڈیوڈ بول رہا ہوں۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے
بعد دوسرا طرف سے ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

”یہی۔۔۔ کیا رپورٹ ہے ٹائگ کے بارے میں۔۔۔ رچڈ نے
کہا۔۔۔

”ونزی ہاں۔۔۔ مشن مکمل کر لیا گیا ہے۔۔۔ ٹائگ فرش کر دیا گیا

لئے ابھی شہر جاؤ۔۔۔ رچڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔۔۔

”چلو راستے کا ایک اور کافٹا تو دور ہوا۔ دوسرا بھی ہو جائے گا۔۔۔ رچڈ نے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے میز کی دراز سے فون کی ٹھنڈی کی آواز سنائی دی تو رچڈ سمجھ گیا کہ یہ چیل فون پر بینڈ کوارٹ سے کال ہے۔ اس نے جلدی سے میز کی دراز کھوئی اور سرخ رنگ کا فون نکال کر اس کو آن کیا اور پھر اسے کان سے لگا لیا۔

”رچڈ بول رہا ہوں۔۔۔ رچڈ نے مودبیان لجھ میں کہا۔
”پر چیف فرام دس اینڈ۔۔۔ دوسرا طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”سر۔۔۔ ہم نے عمران کے شاگرد نائگر کا خاتمہ کر دیا ہے۔۔۔ اب آپ عمران کے بارے میں حکم دیں۔۔۔ وہ بھی ہمارے نارگش پر ہے اور آسانی سے اس کا خاتر کیا جا سکتا ہے۔۔۔ رچڈ نے بڑے پر اعتماد لجھے میں کہا۔

”یہ اتنی آسانی سے مرنے والے لوگ نہیں ہیں جتنی آسانی سے تم نے سوچا ہے۔۔۔ عمران کا شاگرد نائگر بھی ان لوگوں میں شامل ہے۔۔۔ کیا تم نے کفرم کر لیا ہے کہ نائگر واقعی ہلاک ہو گیا ہے۔۔۔ پر چیف نے کہا۔

”لیں چیف۔۔۔ مکمل اور ٹھوں کنفرمیشن کر لی گئی ہے۔۔۔ رچڈ

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران کو ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ ہم نے اس سے کام لیتا ہے اور اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے۔۔۔ پر چیف نے کہا۔

”حکم دیں پر چیف۔۔۔ آپ کے حکم کی قیل ہو گی۔۔۔ رچڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بھلی بات تو یہ کہ اب لاگو ہیڈ کوارٹ آف کر دو اور یہاں قاہرہ میں ہیڈ کوارٹ بناؤ۔ دوسروی بات یہ کہ تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ تمہیں اب مصر میں راجر کی جگہ چیف تعینات کر دیا ہے۔۔۔ اب چیف کے تمام اختیارات تم استعمال کرو گے اور مصر میں نیدر لینڈ کے تمام مفادات کا خیال تم نے رکھنا ہے۔۔۔ پر چیف نے کہا۔
”بھج پر اعتماد کا شکریہ پر چیف۔۔۔ میں آپ کی توقعات پر ہمیشہ پورا اڑوں گا۔۔۔ رچڈ نے صرت ہمیرے لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب اصل بات بھی سن لو۔۔۔ ہم نے مصر سے قدیم تاریخی تختیاں اور تاریخی ہیرا اس لئے چیلایا تھا کہ ڈاکٹر کارلینڈ اصل تختیاں دیکھ کر آرس پر وہت کے مقبرے کا محل وقوع معلوم کرنا چاہتے تھے تاکہ اس مقبرے سے اس پر وہت کے ساتھ فون انجھائی کیشی مقدار میں سوتا اور جواہرات حاصل کر کے ان سے نیدر لینڈ کی گرفتی ہوئی میثمت کو سنبھالا جائے کیونکہ مصر کے ماہرین اس

گا اس لئے میں نے تمہیں عمران کی فوری ہلاکت سے منع کیا
ہے..... پر چیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"لیکن پر چیف۔ اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا۔ تمام سوتا اور جواہرات تو حکومت مصر لے جائے گی رجڑ نے قدرے جیز
بھروسے لجھے میں کہا۔

"حکومت مصر اس مقبرے کو ٹریس کرنے کے بعد اسے نکالنے
کے لئے وہی طریقہ اور مشینی استعمال کرے گی جو ایسے مقبروں
اور ابراہاموں پر استعمال کی جاتی ہے اور اس کے لئے انہیں پہلے
سے پانگ بنا لیا ہو گی۔ پھر اس کے اخراجات حکومت مظکور کرے
گی۔ پھر اس مقبرے پر کام شروع ہو گا اور اس سارے کام میں کم
از کم چھ ماہ لگ جائیں گے جبکہ ہمارے پاس ایسی جدید مشینی ہے
کہ ہم مقبرے کو اوپر کئے بغیر وہاں مدفن سوتا اور جواہرات چند
روز میں نکال لیں گے اور کسی کو کافنوں کا انحراف نہ ہو گی۔ تمہیں
صرف اس مقبرے کا محل وقوع ٹریس کرنا ہے اور اس۔"..... پر
چیف نے ایک بار پھر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"پر چیف۔ جس مقبرے کا محل وقوع ڈاکٹر کارلینڈ اور جمال
پاشا مجھے ماہرین نہیں ٹریس کر سکے اسے عمران کیے ٹریس کرے گا۔
عمران کوئی ماہر مصریات تو نہیں ہے۔"..... رجڑ نے جیز بھروسے
لجھے میں کہا۔

"جمال پاشا نے ڈاکٹر کارلینڈ سے جس انداز میں عمران کی

پر وہت کا مقبرہ ٹریس کرنے میں ناکام رہے ہیں لیکن ڈاکٹر کارلینڈ
نے اصل تختیوں کو پڑھنے کی بے حد کوشش کی ہے لیکن وہ آرس
پر وہت کا مقبرہ ٹریس نہیں کر سکے۔ پھر کسی طرح حکومت مصر
کو بھی یہ علم ہو گیا ہے کہ اصل قدیم تختیں اور قدیم تاریخی ہیرا نیدر
لینڈ کی حکومت کے پاس ہے کیونکہ جمال پاشا نے ڈاکٹر کارلینڈ کو
فون کیا۔ جب یہیل بار ان کا فون آیا تو ڈاکٹر کارلینڈ شدید بیمار تھے
اس لئے بات نہ ہو سکی۔ پھر دوبارہ ان کا فون آیا تو ڈاکٹر کارلینڈ
اس وقت قدرے بہتر حالت میں تھے اس لئے دونوں کے درمیان
بات ہوئی۔ جمال پاشا نے ڈاکٹر کارلینڈ سے شکایت کی کہ مصر کی
قدیم تاریخی تختیں اور قدیم تاریخی ہیرا نیدر لینڈ پہنچایا گیا ہے اور
ڈاکٹر کارلینڈ اس پر کام کر رہے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ ڈاکٹر کارلینڈ
کی صورت بھی غلط بیانیں نہیں کرتے اس لئے انہوں نے تختیوں
اور ہیرے کی موجودگی کو تسلیم کر لیا۔ البتہ انہوں نے کہا کہ انہیں یہ
علم نہیں تھا کہ ان چیزوں کو چیلایا گیا ہے اور واقعی انہیں اس کا علم
نہیں تھا۔ بہر حال ان کے وعدے کے مطابق حکومت نے آج
تختیاں اور قدیم ہیرا و اپس جمال پاشا کو مصر بھجو دیا ہے۔ جمال
پاشا نے ڈاکٹر کارلینڈ کو بتایا ہے کہ آرس پر وہت کے مقبرے کی
نشاندہی عمران نے تختیوں کے فونگراف دیکھ کر کی ہے لیکن وہاں
مقبرہ دریافت نہیں ہو سکا مگر انہیں امید ہے کہ اصل تختیاں سامنے
رکھ کر عمران لازماً اس قدیم مدفن مقبرے کا محل وقوع ٹریس کر لے

تعریف کی ہے اس سے ڈاکٹر کارلینڈ بھی بے حد متاثر ہوئے ہیں
کیونکہ جمال پاشا مجھے ماہر اول تو بڑے سے بڑے ماہر کی تعریف
ہی نہیں کرتے لیکن عمران کی تعریف کرنے کا مطلب ہے کہ وہ اس
سے بے حد متاثر ہیں اور دوسری بات یہ کہ مجھے ذاتی طور پر بھی
معلوم ہے کہ عمران دنیا کے ہر سجیکٹ پر جدید کتب کا مطالعہ بھی
کرتا ہے اس لئے ڈاکٹر کارلینڈ کو تو شاید یقین نہ ہو لیکن مجھے یقین
ہے کہ عمران اس مقبرے کا محل وقوع ٹریس کر لے گا۔۔۔۔۔ پر
چیف نے کہا۔

”نمیک ہے پر چیف۔ ہم عمران کی گمراہی کرتے رہیں گے
تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔۔۔۔۔ رچڈ نے کہا۔

”نہیں۔ تم نے ہرگز اس کی گمراہی نہیں کرانی ورنہ وہ اس گمراہی
کرنے والے کے ذریعے تم تک پہنچ جائے گا۔ پہلے بھی انہوں نے
راجر کے ذریعے معلوم کر لیا ہے کہ تختیاں اور ہیرا نیدر لینڈ میں
ڈاکٹر کارلینڈ کے پاس ہے اور ہمیں مجبوراً یہ سب کچھ واپس کرنا پڑا
ہے۔ اب اگر وہ تم تک پہنچ گئے تو پھر انہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ
ہم اس مقبرے کا سامان لوٹنے کا پروگرام بنارہے ہیں۔ پھر وہاں
ایسے انتقامات کر دیے جائیں گے کہ ہم کچھ بھی حاصل نہ کر سکیں
گے اس لئے تم نے ہرگز کوئی گمراہی نہیں کرنی۔ جمال پاشا نے
ڈاکٹر کارلینڈ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر مقبرے کا محل وقوع ٹریس ہو
گیا تو وہ انہیں فوری اطلاع دیں گے اور مجھے معلوم ہے کہ جمال

پاشا صاحب جو وعدہ کرتے ہیں اسے وہ پورا بھی کرتے ہیں اس
لئے ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ پھر تمہارے ذریعے ہم وہاں اپنی
مخصوص کارروائی ڈال کر سوتا اور جواہرات نکال لینے میں کامیاب
ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ پر چیف نے کہا۔

”پر چیف۔ جیسے آپ نے حکم دیا ہے ویسے ہی ہو گا۔۔۔۔۔ رچڈ
نے کہا تو دوسری طرف سے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا تو رچڈ
نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے بہر حال
خوش تھی کہ اب وہ مصر میں کراون گروپ کا چیف بن گیا ہے اور یہ
اس کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔

بھر فائل پر جھک گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک درزشی جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا اور اس نے بس کو سلام کیا۔

”بیخو“..... بس نے فائل بند کر کے اسے سائینڈ میں پڑی بولی نرے میں رکھتے ہوئے کہا۔

”باس۔ انتہائی اہم خبر ہے جو میں فون پر نہیں بتا سکتا تھا اس لئے خود حاضر ہوا ہوں“..... جیراڑا نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا تو بس چونک پڑا۔

”کیا ہوا ہے۔ کھل کر بات کرو“..... بس نے آگے کی طرف بجھتے ہوئے کہا۔

”اینڈرسن کی طرف سے ایک کیمیرہ نما مشین بیہاں سفارت خانے میں بیجوائی گئی تھی تاکہ ہم اسے قوشش سور میں محفوظ رکھیں کیونکہ اس کے چوری ہونے کا خدشہ تھا۔ اینڈرسن نے کہا تھا کہ جب معاملات درست ہو جائیں گے تو پھر وہ اسے واپس لے گا“..... جیراڑا نے بولتے ہوئے کہا۔

”بیا۔ مجھے معلوم ہے یہ سب۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو“..... بس نے ہونٹ چھاتے ہوئے کہا۔

”مصر کی سیکریٹ سروس کی رکن پرنسپر سدرہ اس مشین کو بیہاں سے واپس حاصل کرنا چاہتی ہے اور اس کے لئے مارٹی سے اس کی بات ہوئی ہے اور مارٹی مان گیا ہے“..... جیراڑا نے کہا تو بس بے اختیار چھل پڑا۔

دفتر کے انداز میں بجے ہوئے کمرے میں ایک ادھیزر عمر آدمی میز کے پیچھے کری پر بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں صرف تھا کہ پاس پڑے ہوئے افریکام کی گھنٹی نج اٹھی تو اس ادھیزر عمر آدمی نے باٹھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”سیں“..... ادھیزر عمر آدمی نے فائل پر نظریں جمائے ہوئے کہا۔

”جیراڑا بول رہا ہوں۔ کیا آپ مجھے پانچ منٹ دیں گے“..... دوسرا طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

”کوئی خاص بات ہے“..... ادھیزر عمر نے چونک کر کہا۔

”لیں بس۔ بہت ہی خاص بات ہے“..... جیراڑا نے جواب دیا۔

”اوکے۔ آ جاؤ“..... بس نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور ایک بار

وینی ہے بلکہ اسے رنگے ہاتھوں پکڑنا بھی ہے۔۔۔ جیراڑا نے کہا۔
”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو ملک کے ساتھ غداری ہے۔ واضح غداری اور

مجھے مارٹی سے ہرگز یہ تو قع نہ تھی۔ ویری پیٹھ۔ کہاں ہے اس وقت
مارٹی۔ میں اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا۔ میں سفارت
خانے کا سیکورٹی انجمن ہوں اور میرا ہی اسٹینٹ دشمنوں کو یہاں
لا رہا ہوں۔ ویری پیدا۔۔۔ باس نے غراتے ہوئے لجھ میں کہا۔

”باس۔ آپ کو جو بولی علم ہے کہ مارٹی عالی جناب سفیر صاحب
کا خاص آدمی ہے اس لئے اگر تم نے پہلے اسے پکڑا تو اس نے
ان سب باتوں سے کمر جانا ہے اس لئے اسے رنگے ہاتھوں پکڑا
جائے۔ باقاعدہ اس کی فلم بنائی جائے تو پھر اس کو سزاد لوائی جا سکتی
ہے۔۔۔ جیراڑا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ شیپ جو ہے۔ کیا اسے تسلیم نہیں کیا جائے گا۔۔۔ باس نے
کہا۔

” موجودہ ترقی یافتہ دور میں نقی آوازیں بنائی جا سکتی ہیں لیکن
فلم سے وہ نہ کمر سکتے گا۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ غدار کو اس
کے ہرم کی لازماً مراٹی چاہئے۔۔۔ جیراڑا نے کہا۔

”تم نے یہ شیپ کہاں سے حاصل کیا۔۔۔ باس نے پوچھا۔

”مارٹی نے اپنے لئے علیحدہ خصوصی فون رکھا ہوا ہے جس پر
مجھے ٹکھا کر کیا آدمی کسی غلط کام میں مصروف ہے اس لئے میں
نے اس کے چھٹل فون کو چیک کرنے کے لئے خصوصی مشینی یہاں

” یہ۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔ باس نے انتہائی
حیرت بھرے لجھ میں کہا۔

” میں درست کہہ رہا ہوں۔ میرے پاس اس کا ثبوت ہے۔۔۔
جیراڑا نے کہا۔

” کیا ثبوت ہے۔۔۔ باس نے کہا تو جیراڑا نے جیب سے ایک
مانیکرو شیپ نکال کر باس کے سامنے رکھ دیا۔

” یہ سن لیں۔ سب کچھ آپ کے سامنے آ جائے گا۔۔۔ جیراڑا
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوسرا جیب سے مانیکرو شیپ
ریکارڈر نکال کر میر پر رکھا اور پھر مانیکرو شیپ کو ریکارڈر میں لگا کر
اس نے میں پریس کر دیا اور پھر جیسے ہی ٹھنٹھو کا آغاز ہوا تو باس
بے اختیار اچھل پڑا۔

” یہ تو مارٹی کی آواز ہے۔ یہ عورت کون ہے۔۔۔ باس نے
حیرت بھرے لجھ میں کہا۔

” یہ مقامی سکرت سروس کی رکن پنسنسر سدرہ ہے۔۔۔ جیراڑا
نے جواب دیا تو باس کا چہرہ حیرت اور تشویش کی زیادتی سے مگرنا
چلا گیا۔ جب ٹھنٹھو ہو گئی تو جیراڑا نے ریکارڈر آف کر دیا اور
اس میں سے شیپ نکال کر شیپ علیحدہ جیب میں ڈال لی اور ریکارڈر
دوسرا جیب میں رکھ لیا جبکہ باس کے چہرے پر شدید غصے کے
ہاثرات نمایاں تھے۔ وہ سکتے کے سے عالم میں بیٹھا تھا۔

” باس۔ ہمیں اس ڈیل کو ہلکت دینی ہے اور نہ صرف ہلکت

کا کوئی ساتھی بھی ہوا تو وہ بھی تربیت یافتہ ہو گا اور ہم سکرٹی سے متعلق ضرور ہیں لیکن سیکرٹ سروس جسے تربیت یافتہ نہیں ہیں اس لئے اتنا کام نہ ہو جائے کہ وہ مشین بھی لے جائیں اور ہمارے آدمیوں کو بھی ہلاک کر دیں۔..... باس نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے باس۔ پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے دو تربیت یافتہ آدمی پیش شو کے اندر بھاڑا دیں۔ ہمارے پاس چھ تربیت یافتہ افراد موجود ہیں۔ اگر یہ لوگ پیش شو میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں تو اندر ہی انہیں قابو کیا جائے یا ہلاک کر دیا جائے۔ اس طرح یہ ثابت ہو جائے گا کہ یہ لوگ مارٹی کی غداری کی وجہ سے اندر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گے تھے اور اگر یہ لوگ اندر داخل نہ ہو سکیں تو انہیں باہر ہی بے ہوش کر دیا جائے۔ پھر انہیں گرفتار یا ہلاک کیا جا سکتا ہے۔..... جیراڑ نے کہا۔“ سیکرٹ سروس کے ارکان کو ہلاک کرنا بہتر نہیں رہے گا۔ باس نے کہا۔

”باس۔ اگر ہم نے انہیں ہلاک نہ کیا تو پھر یہ لوگ آزاد ہو جائیں گے اور پھر یہ ہم سے انتقام لیں گے۔ ہم انہیں سفارت خانے کے اندر ہلاک کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔..... جیراڑ نے کہا۔

”مجھے لگتا ہے کہ تم ہر صورت میں مارٹی کو ہلاک کرنے کے لئے یہ سب کچھ کہہ اور کرو ہے ہو۔..... باس نے کہا۔

نصب کرا دی۔ اس پیش شو فون پر جو بات چیت ہوتی رہی وہ شیپ کر لی جاتی تھی۔ آج یہ ٹنٹاؤ ساسٹے آگئی۔..... جیراڑ نے جواب دیا۔ ”اگذ۔ تم جیسا آدمی ہی سیکورٹی کے لئے درست آدمی ہوتا ہے۔ میں اس مارٹی کی جگہ تمہیں اسٹینٹ سیکورٹی آفسر بنادوں گا۔ اب تم بتاؤ کہ تمہارے ذہن میں کیا پلانگ ہے۔..... باس نے کہا۔

”باس۔ یہ بات تو طے ہے کہ مارٹی پر نسمر سدرہ کو یا اس کے کسی ساتھی کو زیر دے کھول کر اندر لے آئے گا اور پھر سیدھا پیش شو ایریا تک پہنچا دے گا۔ اس کے بعد جیسے کہ شب میں ٹنٹاؤ موجود ہے وہ خود ہٹ جائے گا اور آگے پر نسمر سدرہ کا کام ہو گا۔ ہم زیر دے کے آغاز پر خصوصی سکرہ نصب کر دیں گے۔ اس طرح پیش شو تک کیسرے موجود ہوں گے جو ساری فلم تیار کر لیں گے۔ پھر مارٹی جب ہٹ جائے گا تو اسے خاموشی سے گرفتار کر لیا جائے گا اور پر نسمر سدرہ اور اس کے ساتھی اگر کوئی ہوا تو انہیں بھی گرفتار کر لیا جائے گا۔ چونکہ اس سارے واقعہ کی فلم موجود ہو گی اس لئے مقامی حکومت کو بھی سفارت خانے سے معافی مانگنا پڑے گی اور مارٹی کو بھی قرار واقعی سزا مل جائے گی۔..... جیراڑ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم۔ یہ بات بھول رہے ہو کہ پر نسمر سدرہ کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور وہ انتہائی تربیت یافتہ ہو گی اور اگر اس

"ایسی بات نہیں ہے باس۔ میں ملک سے غداری کرنے والے کو سزا دلوانا چاہتا ہوں کیونکہ جو ملک کا غدار ہے وہ سب کا غدار ہے..... جیراڑنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں تمہیں اس سارے مشن کا چارچ ویتا ہوں۔ تم بہترین تربیت یافتہ گارڈز کو پیش شور کے اندر پہنچا دو۔ انہیں کہہ دینا کہ وہ حتی الحرج کوشش کریں کہ وہ آنے والوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کریں اور مجبوری کے عالم میں انہیں ہلاک کرنے کی بھی اجازت ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ اس ساری کارروائی کی باقاعدہ فلم بندی کی جائے۔"..... باس نے فیصلہ کی لجھ میں کہا۔

"لیں باس۔ آپ کے حکم کی قبول ہو گی۔"..... جیراڑنے کہا۔ "سن۔ مارٹن کو تم نے ہلاک نہیں کرنا۔ اس کے خلاف تمام ثبوت حاصل کر لینے کے بعد باقاعدہ مقدمہ چلے گا۔ پھر اسے سزا ہو گی۔"..... باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔"..... جیراڑنے انتہے ہوئے کہا۔ "اس ہوٹل جہاں ان کی میٹنگ ہو رہی ہے وہاں جانے یا اس کی گمراہی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے بہرحال آنا تو یہیں ہے۔ یہیں ان سے منشن کے فول پروف انتظامات کرو۔"..... باس نے کہا۔

"لیں باس۔"..... جیراڑنے مودباہ لجھ میں جواب دیتے ہوئے کہا اور واپس مزکر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

آدمی رات کا وقت تھا۔ سڑک پر تیزی سے دوڑتی ہوئی کار اس علاقے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں ہاگری کا سفارت خانہ تھا جس کے پیش شور میں وہ کیمرہ نما مشین موجود تھی جو زیر زمین مدفن خزانوں کی عکس بندی کر لیتی تھی۔ کار کی ڈرائیور گیٹ سیٹ پر پنسروں سدرہ تھی جس نے جیمز کی پیٹ اور جیمز کی بینی ہوئی لیدزیں جیکٹ پہن رکھی تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر نائیگر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بھی جیمز کی پیٹ اور جیمز کی جیکٹ پہن رکھی تھی۔ مارٹن سے انہوں نے ہوٹل کے پیش روم میں تفصیلی ملاقات کی تھی اور ویس مارٹن کو دس لاکھ ڈالر کا گاریبند چیک دیا گیا اور مارٹن نے انہیں ہاتھ سے بننے ہوئے نقشے کی مدد سے سفارت خانے میں موجود پیش شور کا محل دفعہ سمجھایا اور ساتھ ہی بتا دیا کہ ایک ایسا راستہ بھی ہے جس کے ذریعے کسی کی نظر وہ میں آئے بغیر برہ راست پیش شور تک

پہنچا جا سکتا ہے اور اس راستے کو بقول مارٹی کے زیر و دے کہا جاتا ہے۔ جہاں تک پیش شور کا تعلق ہے تو اس میں سائنسی خانلی انتظامات نصب ہیں اس لئے یہاں کوئی سیکورٹی گارڈ موجود نہیں ہوتا۔

مارٹی نے انہیں پیش شور تک پہنچانے کی حادی بھر لی تھی ہے ہائینگر نے قبول کر لیا تھا۔ جب آدمی رات کا وقت ان کے درمیان طے ہو گیا اور اب اس وقت دونوں اس جگہ پہنچنے کے لئے آگے بڑھے پڑے جا رہے تھے جو جگہ ان کے درمیان طے ہوئی تھی۔ سائنسی خانلی انتظامات اور تصیبات سے منسلک کے لئے ٹائیگر نے کراس زیر و مشین حاصل کر لی تھی جو انجینئر طاقتور سائنسی تصیبات کو بھی زبرد کر دیتی تھی اس لئے ان سائنسی خانلی انتظامات کے بارے میں انہیں کوئی فکر نہیں تھی۔

”ٹائیگر۔ کیا تم اس مشین کو بیچانتے ہو کہ یہ کس قسم کی اور کس ناپ کی ہے۔۔۔ اچاک خاموش ٹیکھی پرنسر سدرہ نے ساتھ پہنچنے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں نے آج تک اسے دیکھا ہی نہیں۔ لیکن صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ مشین کیسرے کے انداز میں بنائی گئی ہے اور پیش شور میں کیسرہ رکھنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی اس لئے پیش شور میں موجود کیسرہ ہی وہ مشین ہو گی جو ہماری مطلوبہ چیز ہے۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے یہ شخص مارٹی بے حد لاچی اور عیار لگتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ہمیں دھوکہ دے رہا ہو۔۔۔ پرنسر سدرہ نے کہا۔
”ہمیں وہ بس اس پیش شور تک پہنچا دے۔ پھر جو ہو گا دیکھ لیں گے۔۔۔ ٹائیگر نے لاپرواہی سے بات کرتے ہوئے کہا تو پرنسر سدرہ نے برا سامنہ بنا لیا۔

”تمہاری یہ لاپرواہی مجھے اچھی نہیں گئی۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پرنسر سدرہ نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار بہت پڑا۔
”بہس کیوں رہے ہو۔۔۔ پرنسر سدرہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”مجھے اس بات پر بھی آرہی ہے کہ میرا تم سے وقتی تعقیب ہے۔
یہ مشن فلم ہوتے ہی میں واپس پاکیشیا چلا جاؤں گا اور تم یہاں رہو گی اور معلوم نہیں کہ زندگی میں دوبارہ ملاقات ہوتی ہے یا نہیں اور تم اس طرح باقیں کر رہی ہو جیسے ہم نے یقین ساری زندگی ساتھ رہنا ہے۔ ایسے ہی لوگ ایسی باقیں کرتے ہیں کہ مجھے تمہاری یہ عادت پسند نہیں ہے یا مجھے تمہاری اس عادت سے چڑھے یا تمہارا گھر دیہ سے آنا مجھے پسند نہیں ہے۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم۔۔۔ تم انجینئر کھنور دل کیوں ہو۔۔۔ کیا جب تک ہم اکٹھے ہیں اچھی باقیں نہیں کر سکتے۔۔۔ پرنسر سدرہ نے من بناتے ہوئے کہا۔

"کر سکتے ہیں اور کر بھی رہے ہیں۔ میں یہاں تمہارے ساتھ بیٹھا ہوں اور ہم دونوں بڑے بے تکلفاً انداز میں باشیں کر رہے ہیں اور کیا کریں"..... نائیگر نے جھکلے دار لبھ میں کہا۔
"تم نہیں سمجھ سکتے۔ تم کثھور ہو۔ قطعی کثھور۔ بہر حال یہ بتاؤ کہ تم نے نیدر لینڈ جانا ہے تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں تمہارے ساتھ جاؤ۔"..... پنسنسر سدرہ نے بڑے امید بھرے لبھ میں کہا۔

"یہاں سے زندہ فج گئے تو وہاں بھی چلے جائیں گے۔" نائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو پنسنسر سدرہ بے اختیار اچپل پڑی اور اس کے اس طرح اچھلنے سے گاڑی بے قابوی ہو گئی لیکن پنسنسر سدرہ نے جلدی ہی اس پر قابو پالیا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہاں کیا منکھ ہے"..... پنسنسر سدرہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم خود کہہ رہی تھیں کہ مارٹی تمہارے اندازے کے مطابق لاپچی اور عیمار آدمی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں پھنسادے۔ اس طرح وہ رقم بھی کمالے گا اور اپنے ملک کے لئے نیک نامی بھی"..... نائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس کا خون پی جاؤں گی اگر اس نے دھوکہ کیا۔" پنسنسر سدرہ نے انتہائی غصیلے لبھ میں کہا۔

"اچھا تو تم خون بھی بیتھی رہتی ہو"..... نائیگر نے اسے چاتے

ہوئے کہا۔

"تم نانسہ ہو۔ میں محاورتا کہہ رہی ہوں"..... پنسنسر سدرہ نے غصیلے لبھ میں کہا۔

"مجھے نانسہ کہہ رہی ہو۔ نحیک ہے۔ کار روکو میں واپس جا رہا ہوں۔ مجھے اس مشین سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس مشین سے کام تو صرف نہ لیتا ہے"..... نائیگر نے کہا۔

"تم لے جاتا مشین اور اپنے ملک میں مدفون خزانے نکال لیتا۔"

بس اب تو خوش ہو"..... پنسنسر سدرہ نے ایسے لبھ میں کہا جیسے بڑے پچوں کو بہلایا کرتے ہیں اور نائیگر نے اختیار مکرا دیا۔ اسی لمحے کارنے ایک موڑ کاٹا تو وہ اس سڑک پر آگئے جس پر ہانگری کا سفارت خانہ موجود تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہانگری کے سفارت خانے کی شاندار عمارت کے سامنے سے گزرے۔ وہاں انتہائی سخت انتظامات نظر آ رہے تھے۔ وہ چونکہ وہاں رکے نہیں تھے اس لئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ کچھ فاصلے پر جا کر کہ وہ دوائیں ہاتھ پر مزدگی اور پھر کافی آگے جا کر پنسنسر سدرہ نے کار ایک پیکک پار کر گئی اور موز دی۔ یہاں بہت تھوڑی کاریں موجود تھیں۔ ان کی کار جیسے ہی رکی چند کاریں چھوڑ کر ایک سرخ رنگ کی کار سے مارٹی باہر آ گیا۔ وہ اپنے اصل چہرے میں ہتھ تھا۔ وہ پہلے سے یہاں موجود تھا۔ نائیگر اور پنسنسر سدرہ بھی کار سے نیچے اتر آئے۔

"کیا نحیک ہے"..... پنسنسر سدرہ نے مارٹی کی طرف بڑھتے

ہوئے کہا۔

"ہا۔ اس وقت دیے تھی سب سوئے ہوئے ہوں گے۔ آئیں"..... مارٹی نے کہا اور سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔ نائیگر اور پنسسر سدرہ اس کے پیچے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک اوز برآمدے میں پہنچ گئے جس کے سامنے ایک ٹنگ سی راہداری تھی اور راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔

"یہ پہلی سور کا دروازہ ہے۔ میں نے وعدے کے مطابق آپ کو یہاں تک پہنچا دیا ہے۔ اب میں واپس جا رہا ہوں"۔ مارٹی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیری سے یہڑیاں اترتا چلا گیا اور پھر سرگک میں مزکر غائب ہو گیا۔ نائیگر نے جیب سے کراس زینو مشین جو ریموت کنٹرول جتنے سائز کی تھی لکال کر اسے آن کیا تو پہلے اس پر بزرگ کا بلب جلنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد یکلت جھماکے سے مرخ ہو گیا۔

"آؤ۔ تمام تیاریات زیرو ہو چکی ہیں"..... نائیگر نے مشین کو واپس جیب میں ڈالتے ہوئے اور پھر آگے بڑھنے لگا۔ پنسسر سدرہ اس کے ساتھ آگے بڑھنے لگی۔ اس کے چہرے پر نجیدگی کی تہہ نمایاں تھی۔

"یہ دروازہ تو لاکھ ہو گا"..... پنسسر سدرہ نے کہا۔ "تو کیا ہوا۔ میرے پاس ایسی تار ہے جس کی مدد سے ہر طرح کے تالے آسانی سے کھل سکتے ہیں"..... نائیگر نے جواب دیا۔

کے ساتھ ہی وہاں بکھی سی روشنی پہلی گئی۔ سیرھیاں اوپر جا رہی تھیں۔

"آئیے"..... مارٹی نے کہا اور سیرھیاں چڑھ کر اوپر جانے لگا۔ نائیگر اور پنسسر سدرہ اس کے پیچے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں سفارت خانے کے عقب میں موجودگی میں داخل ہوئے۔ سفارت خانے کی اوپری فصیل نما دیوار کی جڑ میں ایک خاص جگہ پر مارٹی نے پید ما را تو بکھی سی سربراہت کے ساتھ ہی دیوار کے ساتھ گلی کے فرش کا ایک حصہ کھل گیا۔ مارٹی نے جھک کر اسے جھکتے سے اٹھایا تو وہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح کھلتا چلا گیا اور سیرھیاں بیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں جو کافی بیچے جا کر سائیڈ پر مرگی تھیں اور وہاں باقاعدہ ایک سرگک نمارست تھا۔

"آؤ"..... مارٹی نے کہا اور پھر سیرھیاں اڑ کر وہ بیچے پہنچ گیا۔ وہ دونوں بھی اس کے پیچے سیرھیاں اترتے ہوئے بیچے پہنچ گئے تو مارٹی نے ایک کونے میں پید ما را تو فضا میں اٹھا ہوا ڈھکن بغیر کسی آواز کے بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی مارٹی نے ہاتھ میں کپڑی ہوئی نارچ جلا لی۔ وہ پہلے سے اسے لے کر آیا تھا کیونکہ یہ بات اسے ہی معلوم تھی کہ یہاں اندر ہرا ہو سکتا ہے۔ نارچ کی روشنی میں وہ ایک کافی طویل سرگک میں سے گزر کر ایک برآمدے میں پہنچ گئے جہاں سے سیرھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ مارٹی نے ایک سائیڈ پر پید ما را تو اُنہیں اوپر سربراہت کی آواز سنائی دی اور اس

"تم ہو کیا۔ ہر کام میں ماہر ہو۔" پرسر سدرہ نے کہا تو
ٹائیگر صرف مسکرا کر رہ گیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر ٹائیگر نے
جیکت کی اندر ورنی چھوٹی جیب میں موجود ایک تار کالا۔

"مجھے تو یہ کھلا ہوا لگتا ہے۔" اسی لمحے ساتھ کھڑی پرسر
سدرہ نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر دروازے کا پینڈل نیچے کر کے دبایا تو
دروازہ واپسی کھلتا چلا گیا۔

"اوہ واپسی۔" ٹائیگر نے کہا اور تار کو واپس اندر ورنی جیب میں
رکھتے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا۔ پرسر سدرہ اس کے پیچے اندر
 داخل ہوئی۔ کمرے میں اندر ہرا تھا لیکن جیسے ہی وہ دونوں اندر پہنچے
یکفت پہنچ کی آواز کے ساتھ ہی اس بڑے کمرے میں اس قدر
تیز روشنی پھیل گئی کہ ان دونوں کو چند لمحوں کے لئے نظر آتا ہی بند
ہو گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سختی ان دونوں کی ناک میں کوئی
نامانوسی یا بوگھتی چل گئی اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے ذہن
یکفت اس طرح تاریک پڑ گئے جیسے کیمرے کا شتر بند ہوتا ہے
لیکن دوسرے ہی لمحے ٹائیگر کے ذہن میں روشنی ایک جھماکے سے
پھیلتی چل گئی اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے حرکت میں آنے کی
کوشش کی لیکن یہ محسوں کر کے اسے ایک زوردار جھکٹا لگا کیونکہ اس
نے دیکھ لیا تھا کہ وہ ایک کری پریسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا ہے۔
اس نے تیزی سے گردن گھماٹی تو ساتھ ہی کری پر پرسر سدرہ
بھی موجود تھی لیکن اس کی گردن ڈھکلی ہوئی تھی جبکہ اس کے ساتھ

ایک اور کری پر مارٹی بھی موجود تھا اور اس کی گردن ڈھکلی ہوئی
تھی۔ اس کے قریب ایک آدمی ہاتھ میں ایجشن لے کھڑا تھا اور
سوئی مارٹی کے بازو میں تھی۔ کمرے میں دو سلیخ افراد دروازے کے
ساتھ بڑے چاک و چوبند انداز میں کھڑے تھے جبکہ سامنے چند
فٹ کے فاصلے پر دو کریاں رکھی ہوئی تھیں جن کا رخ ان کی طرف
تھا۔ دونوں کریاں خالی تھیں۔ اسی لمحے ٹائیگر کے ساتھ نہیں ہوئی
پرسر سدرہ کے منہ سے کراہ ٹھکلی اور اس کے جسم میں حرکت کے
آثار نظر آنے لگے جبکہ مارٹی کو ایجشن لگا کر وہ آدمی مزا اور تیز تیز
قدم اٹھاتا ہوا پیرومنی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس نے
دروازہ کھولا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ اب کمرے میں دو سلیخ
افراد موجود تھے جو دروازے کے قریب ہی کھڑے تھے۔

ٹائیگر نے اپنے جسم کے گرد بندھی ہوئی ری کو کھولنے کے لئے
اسے چیک کرنا شروع کر دیا۔ جس انداز میں ری اس کے جسم کے
گرد باندھی گئی تھی اس سے تو یہی لگتا تھا کہ یہ لوگ اس معاملے
میں اناڑی ہیں کیونکہ ری عام سے انداز میں باندھی گئی تھی لیکن
بہر حال جب تک اس کی گھانٹہ نہ ملتی اسے کھولا نہ جا سکتا تھا۔ تھوڑی
دیر بعد مارٹی نے بھی کراچتے ہوئے حرکت کی اور پھر اسی لمحے
پرسر سدرہ نے آکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے
انھیں کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے اسے بھی ری سے پاندھا گیا تھا اس
لئے وہ بھی صرف کسما کر رہ گئی تھی۔ پھر اس نے گردن گھماٹی تو

وہ نائیگر کو دیکھ کر چونکہ پڑی۔

”یہ۔ یہ کیا ہے۔۔۔ پنسس سدرہ نے رک کر کہا۔
”ہمیں باقاعدہ تربیپ کیا گیا ہے۔۔۔ نائیگر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”م۔ م۔ مگر یہ مارٹی۔ یہ خود بھی تو یہاں ہے۔۔۔ پنسس
سدرہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس وقت مارٹی ہوش میں
آنے کی کیفیت سے گزر باتھا۔

”ہو سکتا ہے کہ یہ ڈرامہ ہو یا پھر کوئی اور مسئلہ ہو۔ لیکن ہم نے
رسیاں کھولنی چیز ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ اوه۔ یہ مجھے کیوں باندھا گیا
ہے۔۔۔ یکنہت مارٹی نے ہوش میں آ کر ساتھ مجھے نائیگر اور
پنسس سدرہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس طرح چیخ کر کہا مجھے اس
کو باندھنے کا جرم نائیگر اور پنسس سدرہ نے کیا ہو۔ پھر اس سے
پہلے کہ نائیگر یا پنسس سدرہ اس کی بات کا جواب دیتے دروازہ کھلا
اور ایک دریشی جسم کا نوجوان اندر داٹل ہوا۔

”جیراڈ۔ جیراڈ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ مجھے یہاں کیوں باندھا گیا
ہے۔ کس نے باندھا ہے۔ چھوڑ د مجھے۔۔۔ اس آدمی کے اندر
داٹل ہوتے ہی مارٹی نے چیخ چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

”خاموش ہیں۔۔۔ ابھی چیف سیکوئی آفیسر خود آ رہے ہیں۔۔۔
تمہارے بارے میں وہ فیصلہ خود کریں گے۔ تم نے ان دونوں کو

پیش شور تک معاوضہ لے کر پہنچا ہے۔ تم نے اپنے ملک سے
غداری کی ہے اور یہ بھی سن لو کہ اس پنسس سدرہ جو اس وقت
یورپی میک اپ میں ہے، کے ساتھ تم نے پیش فون پر گلگلوکی
ہے وہ ہمارے پاس ٹیپ شدہ ہے اور اس کے بعد زیر دوے سے
لے کر پیش شور تک خفیہ کیرے نصب تھے اس لئے تمہاری اور
ان دونوں کی فلم بھی موجود ہے۔۔۔ آنے والے جیراڈ نے بڑے
ظریفہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کری
پر بیٹھ گیا۔

”نہیں۔ نہیں۔ یہ سب غلط ہے۔ یہ تم جیراڈ کی وجہ سے مجھ
سے حد کر رہے ہو۔۔۔ مارٹی نے چیخ کر کہا لیکن اس سے پہلے
کہ جیراڈ کوئی جواب دیتا دروازہ کھلا اور ایک اوہیزہ عمر آدمی اندر
داٹل ہوا۔

”باس۔ باس۔ میں بے قصور ہوں۔ یہ سب اس جیراڈ کا ڈرامہ
ہے۔ بھرپوری کی وجہ سے یہ مجھ سے حد کرتا ہے۔۔۔ مارٹی نے
یکنہت چیخ چیخ کر بولتے ہوئے کہا لیکن اوہیزہ عمر آدمی نے کوئی
جواب نہ دیا اور آ کر سامنے کری پر بیٹھ گیا۔

”تمہارے خلاف ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں اور تمہاری
جیب سے وہ گارنیٹ چک بھی مل گیا ہے جو تم نے ملک کے خلاف
غداری کرتے ہوئے ان سے حاصل کیا تھا۔ جیراڈ تو تمہیں فری
موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے روک دیا اور تم

سب کو اس لئے بیہاں باندھ دیا گیا ہے کہ محترم سفیر صاحب اپنے
ملٹری اٹاٹی کے ساتھ بیہاں آ کر اس ساری صورت حال کو دیکھ کر
تم تینوں کے بارے میں کوئی فیصلہ کریں گے..... باس نے مارٹی
کی بات کا تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”باس۔ ان تینوں کے خلاف ثبوت موجود ہیں۔ انہیں گولیوں

سے اڑا دینا چاہئے.....“ جیراڑا نے کہا۔
”محترم سفیر صاحب جو فیصلہ کریں گے وہی ہو گا۔“..... باس
نے جواب دیتے ہوئے کہا اور جیراڑا ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا
اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی دروازہ کھلا اور ایک خاصی مرکار کا آدمی جس
نے سوت پہننا ہوا تھا اندر داخل ہوا تو جیراڑا اور اس کا باس دونوں
ایک جھلک سے اٹھے اور ایک طرف ہٹ کر موداباہ انداز میں
کھڑے ہو گئے۔ نائیگر بھیج گیا کہ آنے والا مصر میں ہانگری کا سفیر
ہے۔ اس کے پیچے ہانگری کی مخصوص فوجی وروی میں میوس ایک
پختہ عمر کا آدمی تھا۔ اس کے ساییدہ ہولشر میں مشین پسل م موجود تھا۔
وہ دونوں اندر آ کر کریبوں پر بیٹھ گئے۔

”پوری صورت حال بتاؤ۔ خاص طور پر مارٹی کے بارے
میں۔“..... سفیر نے کہا تو جیراڑا نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔
”میں نے ریساں کھول لی ہیں نائیگر۔“..... اچانک ساتھ بیٹھی
ہوئی پرسمر سدرہ نے آہستہ سے کہا تو نائیگر بے اختیار چونکہ پڑا
حالانکہ اس نے اب تک بے حد کوششیں کی تھیں لیکن اسے اب تک

گانٹھی نہ مل سکی تھی۔ نجات نے یہ گانٹھ کہاں تھی اس لئے وہ رسیاں
کھونے میں ناکام رہا تھا۔

”تم حملہ نہ کرتا۔ یہ تمہیں مار دیں گے۔“..... نائیگر نے آہستہ
سے کہا لیکن ابھی اس کا قبرہ ختم ہوا تھا کہ یکخت پرنسمر سدرہ
ایک جھلک سے انھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے جسم کے گرد موجود
رسیاں کھل کر نیچے جا گریں تو وہاں موجود افراد بے اختیار چونکہ
پڑے۔ ان سب کے چہروں پر انتہائی جیرت کے تاثرات ابھر آئے
تھے کہ پرنسمر سدرہ نے یکخت جب پلگایا اور دوسرے لمحے وہ سفیر
سمیت ایک دھماکے سے فرش پر جا گری۔ سفیر کے حق سے بچ
نکل گئی۔ پرنسمر سدرہ نے نیچے گرتے ہی قلبابی کھائی لیکن اس
سے پہلے کہ وہ سیدھی کھڑی ہوتی سفیر کے ملڑی اٹاٹی نے بھل کی کی
کی تیزی سے ساییدہ ہولشر سے مشین پسل کھال کر اس پر فائر کھول
دیا لیکن عین اسی لمحے پرنسمر سدرہ نے انتہائی جیرت انگیز چھتی اور
پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فھٹا میں جب لگایا اور گولیاں ایک
تھوار کی صورت میں اس کے نیچے سے گز جھکیں اور پھر اس سے
پہلے کہ ملٹری اٹاٹی ہاتھ اوپنچا کرتا پرنسمر سدرہ نے اسے چھاپ لیا
اور پھر نائیگر بھی یہ دیکھ کر جران رہ گیا کہ پرنسمر سدرہ نے انتہائی
جیرت انگیز انداز میں ملٹری اٹاٹی کو دروازے کے ساتھ کھڑے سلیخ
افراد جو اب کانڈھوں سے لکھی ہوئی مشین گھیں اتار کچے تھے پوری
وقت سے اچھاں دیا اور وہ دونوں ملٹری اٹاٹی سے ٹکرا کر چینچ

گئی تھی اور وہاں موجود ایک کیسرہ نائیگر کی نظر میں چڑھ گیا۔
 ”آؤ۔ تم پیش شور سے قریب ہیں کیونکہ وہ جھیڑا بتا رہا تھا
 کہ اس نے یہاں کیسرے نصب کر رکھے ہیں اور میں نے ایک
 کیسرہ چیک کر لیا ہے۔۔۔ نائیگر نے کہا اور تیزی سے باہر آ کر
 دوڑتا ہوا وہ دائیں طرف کو مرتا چلا گیا۔ پنسر سردار نے اس کے
 پیچھے باہر آ کر مز کر دروازہ بند کر دیا تاکہ کوئی گزرنے والا اندر
 پڑی لاشیں باہر سے نہ دکھے سکے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں
 ایک بار پھر ایک راہداری کے سرے پر موجود تھے جہاں پیش شور
 کی راہداری تھی۔ نائیگر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو اسے یہ
 محسوس کر کے طینان ہوا کہ اس کی جیب میں کراس زیو میں
 موجود تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ انہیں بے ہوش کر کے باندھنے
 سے پہلے یا بعد میں ان کی حلاشی نہیں لی گئی تھی۔

”تم میشن لے آؤ۔ میں میں رکتی ہوں تاکہ کوئی اچاک نہ آ
 جائے۔۔۔۔۔ پنسر سردار نے کہا تو نائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ
 گیا۔ اس نے دروازے کو دبا کر کھولنے کی کوشش کی لیکن اس بار
 دروازہ لاکھ تھا۔ نائیگر نے جیکٹ کی اندر ولی جیب سے مخصوص نار
 نکالی اور اسے لاک کے کی ہول میں ڈال کر مخصوص انداز میں
 دائیں بائیں گھماٹا شروع کر دیا۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد کلک
 کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ نائیگر
 اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خاصا بڑا ہاں تماکرہ تھا جس کی دیواروں

ہوئے نیچے گرے کہ پنسر سردار نے نیچے گرتے ہوئے مشین
 پول کو پلک جھکنے میں اٹھایا اور ایک بار پھر فائزگ کی تیز آواز
 کے ساتھ ہی سب سے پہلے چیڑا اور اس کا باس، پھر سفیر اور اس
 کے بعد تیزی سے اٹھتے ہوئے ملٹری اٹاٹی اور دونوں سلے گارڈ اس
 کی فائزگ کا نشانہ بن کر چیختے ہوئے نیچے گرتے چلے گئے۔
 پنسر سردار نے چند لمحوں میں ہی وہاں قتل عام کر دیا تھا۔ اس
 کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے گویوں کی
 بوچھاڑ مارٹی کے سینے پر پڑی اور وہ بھی ادھوری تیج مار کر چد لمحے
 ترپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی پنسر سردار تیزی
 سے نائیگر کی طرف بڑھی اور اس کے عقب میں جا کر اس نے چند
 لمحوں میں اس کے عقب اور گرون کے قریب اور گرون کے کھول
 دی۔

”عذب شو پنسر سردار۔ تم نے واقعی کارنامہ انجام دیا ہے۔۔۔
 نائیگر نے رسیاں کھول کر تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
 ”تھیں۔۔۔۔۔ اب ہمیں فوری یہاں سے نکلا ہے۔۔۔۔۔ پنسر
 سردار نے کہا۔

”نہیں۔ ہم نے وہ میشن لیتی ہے۔۔۔ آؤ۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا اور
 تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ وہاں فرش پر پڑی ہوئی میشن
 گن اس نے اٹھا لی۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھول کر
 باہر جانکا تو باہر ایک راہداری تھی جو آگے جا کر دائیں ہاتھ پر گھوم

تحاں لیکن گولیوں کی لائی سے وہ پیچان گیا تھا کہ فائرنگ کرنے والا سامنے برآمدے کے ستون کی اوٹ میں ہے۔ اس نے اسی اندازے پر فائرنگ کی اور دوسرا طرف بے صحیح نہیں کے بعد وہ سمجھ گیا کہ فائرنگ کرنے والا ہٹ ہو گیا ہے۔

پنجم سدرہ فرش پر گری ہوئی تھی۔ اس کے بازو سے خون بہ رہا تھا اور وہ اشتبہ کی کوشش کر رہی تھی۔ نائگر نے ایک جھٹکے سے اسے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھ کر بیرونیاں اترتا چلا گیا۔ وہ اب جلد بیہاں سے نکلتا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ فارزگ کی آوازیں سن کر سفارت خانے کے سمت سیکورنی کاڑہ اور پولیس پہنچ جائے گی۔ وہ سرگ میں دوڑتا ہوا دوسری طرف بیرونیاں پر پہنچ گیا۔ اسے یاد تھا کہ مارٹن نے کیسے راستے کھولے تھے اس لئے اسے کوئی مشکل پیش نہ آئی اور وہ سفارت خانے کی عقبی گلی میں پہنچ گیا۔

”میں ٹھیک ہوں۔ مجھے اتار دو۔۔۔۔۔ باہر آتے ہی پنسن سدرہ نے کہا تو نائیگر نے اسے بخپے اتار دیا اور پھر وہ دونوں سائیڈ روڑ پلکل اور پیسوں کے مل دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے جلے گئے۔

پوسکر سدرہ نے بازو پر موجود رخم پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ پر خون نظر آ رہا تھا لیکن وہ ہست کر کے دوستی پلی چارہ تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پارکنگ میں پہنچ گئے۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہاں ان کی کار کے ساتھ کئی اور کارز بھی موجود

میں ہوئے ہوئے سیف نصب تھے۔ تقریباً دس کے قریب سیف موجود تھے۔ نائیگر کو چونکہ معلوم ہی نہ تھا کہ ان دس سیفیں میں سے کس میں وہ مشین موجود ہے اس لئے اس نے ان سب کو توڑ کر کھولنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے باہت جدید میں پکڑی ہوئی مشین گن کی نال کا سرا ایک سیف کے لاک پر رکھا اور نائیگر دبا دیا۔ توتراہست کی آواز کے ساتھ ہی لاک ٹوٹ گیا تو نائیگر نے سیف کھولا لیکن اس میں فالسیں بھری ہوئی تھیں۔

ناٹیگر نے دوسرے سیف کا لاک توڑ کر اسے کھولا لیکن اس میں بھی وہ کیسرہ نما مشین موجود نہ تھی اور پھر چوتھے سیف میں موجود کیسرہ اسے نظر آ گیا۔ اس نے اسے اٹھایا اور پھر اسے چند لمحے غور سے دیکھنے کے بعد اس کے چہرے پر اطمینان کے نثارات ابھر آئے۔ اس نے اسے کاندھے سے لٹکایا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن ابھی وہ دروازے سے باہر ہی آیا تھا کہ اس نے فائر گگ کی تیز آوازیں سنیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک نسوانی جیچ سنائی دی تو ناٹیگر دوزتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جہاں پر سسر سدرہ کو وہ چھوڑ گیا تھا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فائر گگ ہوئی اور گولیاں اس کے سر کے اوپر سے چھوٹی ہوئی گزر گئیں تو ناٹیگر نے ہاتھ میں موجود مشین پہلی کارخ سیدھا کیا اور فائر کھول دیا۔ دوسری طرف سے ایک انسانی جیچ سنائی دی اور پھر کسی کے یونچ گرنے کا دھماکہ سنائی دیا۔ ناٹیگر کو فائر گگ کرنے والا نظر نہ آ رہا۔

تحصیل

”کار کی چاپی بھیجے دو۔ جلدی کرو۔ ہم نے یہاں سے فوراً لکھنا ہے۔“.....ٹائیگر نے کہا۔

”میری جیکٹ کی دامیں جیب سے نکال لو۔ میں ہاتھ رخم سے نہیں اٹھا سکتی۔“.....پنسر سدرہ نے کہا تو ٹائیگر نے چاہیاں نکالیں اور پھر کار کا لاسکھول کر اس کی ڈرائیورنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ”جلدی کرو۔ سفارت خانے میں بڑی لائس کھوئی جا رہی ہیں۔“.....سائینڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے پنسر سدرہ نے کہا تو ٹائیگر نے کار شارٹ کی اور اسے ایک ٹکٹکے سے پیک کر کے کھلی جگہ پر موڑا اور پھر وہ سفارت خانے کی مخالف سمت میں کار لے گیا۔ اب انہیں دور سے پولیس گاڑیوں کے سارے کی تیز آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن وہ بہر حال محفوظ تھے۔ پنسر سدرہ اب بڑھاں کی ہو کر سیٹ پر تقریباً لیٹیں ہوئی تھی۔ پچھلی رات ہونے کے باوجود سڑک پر ٹریک بہر حال موجود تھی۔ ٹائیگر نے کار کافی دور لے جا کر ایک سائینڈ پر موجود درختوں کے ایک جھنڈ میں جا کر روک دی۔

”تمہاری پیدائش کرنا ہو گی۔ تمہارا کافی خون نکل گیا ہے اور مزید نکلنے کا مطلب تمہاری زندگی کو خطرہ بھی ہو سکتا ہے۔“.....ٹائیگر لے کار روکتے ہوئے کہا۔

”ڈمگی میں ایک جنسی میڈیکل بس موجود ہے۔“.....پنسر

سدرہ نے ذوبتے ہوئے لیٹھے میں کہا اور پھر ٹائیگر نے نہ صرف اس کے رخم کی پیدائش کر دی بلکہ اسے طاقت کے بھی دو انگلش لگا دیئے اور یہ انگلش لگنے پر پنسر سدرہ کی حالت پہلے سے بہتر ہو گئی تو ٹائیگر کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”ٹکری۔“.....پنسر سدرہ نے سکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے تمہارا شکریہ ادا کرنا ہے۔ تم نے آج میری جان بچائی ہے ورنہ یہ لوگ ہمیں مار دیتے۔ تم نے آج واقعی جس انداز میں فائدت کی ہے اس نے مجھے حیران کر دیا ہے۔“.....ٹائیگر نے کار چلاتے ہوئے کہا۔

”تمہاری جان بچانے کے لئے میں اس سے بھی آگے جا سکتی ہوں۔“.....پنسر سدرہ نے قدرے لاڑ جھرے لیٹھے میں کہا تو ٹائیگر نے کوئی جواب دینے کی بجائے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے۔ ظاہر ہے وہ اس وقت پنسر سدرہ کی حالت کے پیش نظر کوئی سخت جواب نہیں دیتا چاہتا تھا اس لئے وہ خاموش رہا اور اس کی اس خاموشی پر پنسر سدرہ کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔ ظاہر ہے اس نے یہی سمجھتا تھا کہ ٹائیگر کے دل میں اس کے لئے نرم گوشہ پیدا ہو گیا ہے۔

”اوہ۔ رفاقتی صاحب آپ۔ فرمائے کوئی خاص بات“۔ عمران نے بھی اس بار سمجھیدہ لجھے میں کہا۔

”آپ کے لئے ایک خوش خبری ہے۔ آپ نے جمال پاشا صاحب کو بتایا تھا کہ قدیم تاریخی تختیاں اور ہیرا نیڈر لینڈ کے ماہر مصریات ڈاکٹر کارلینڈ کی تحویل میں ہیں تو جمال پاشا صاحب نے ان سے رابطہ کیا۔ پہلے رابطہ تو نہ ہو سکا کیونکہ وہ شاید بیمار تھے لیکن پھر بعد میں رابطہ ہو گیا اور جمال پاشا صاحب نے انہیں تختیوں کے بارے میں بتایا تو انہوں نے تسلیم کیا کہ تختیاں ان کی تحویل میں ہیں لیکن انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ چوری کی گئی ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ انہیں پڑھنے کے لئے مصر کی حکومت کی اجازت سے لایا گیا ہے۔ بہر حال انہوں نے جمال پاشا صاحب سے وعدہ کیا کہ تختیاں اور ہیرا والیں بھجو دیا جائے گا اور آج حکومت نیڈر لینڈ کی طرف سے تمام قدیمی تختیاں اور ہیرا حکومت مصر کو موصول ہو گیا ہے اور جمال پاشا صاحب نے انہیں چیک کر کے اوکے کر دیا ہے۔“

یوسف رفاقتی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو مبارک ہو۔ جن تختیوں اور ہیرے کی وجہ سے آپ اس قدر پر بیشان تھے وہ معاملہ مٹے ہو گیا۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ اگر آپ یہ کہوں نہ لگاتے کہ تختیاں اور ہیرا کہاں ہے تو ہم اسے بھی واپس حاصل نہ کر

عمران ہسپتال سے فارغ ہو کر واپس اپنی رہائش گاہ بہنچی چکا تھا۔ اسے بیہاں واپس آئے ہوئے انہیں چند گھنٹے ہی ہوئے تھے اور وہ بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ اب نیڈر لینڈ جا کر وہاں سے وہ قدیمی تختیاں لے کر آئے۔ اس کے ساتھ ہی جوانتا اور جوزف بھی ہسپتال سے واپس آگئے تھے جبکہ نائیگر سے انہیں تک رابطہ نہیں ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی تھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیدور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایمس سی۔ ڈی ایمس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“..... عمران نے بیہاں بھی اپنے مخصوص لجھ میں اپنا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”یوسف رفاقتی بول رہا ہوں عمران صاحب۔“..... دوسری طرف ت مصر کے ڈپی سکرٹری یوسف رفاقتی نے سمجھیدہ لجھے میں کہا۔

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کی مہربانی پاشا صاحب۔ ویسے ہماری زندگی میں ایسا سب کچھ تو ہوتا رہتا ہے۔..... عمران نے مکراتے ہوئے لبھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران بیٹھے۔ اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ کیا تم ان اصل تختیوں کو دیکھ کر آرس پروہت کے مقبرے کو ترمیس کرنے کی کوشش کرو گے یا اب تم واپس پاکستانی جانا پسند کرو گے۔..... جمال پاشا نے کہا۔

”میرا منشن ابھی تکمیل نہیں ہوا۔ قدمیم تاریخی تختیاں واپس لانا منش کا ایک حصہ تھا جبکہ دوسرا اور اہم حصہ ان تختیوں کی مدد سے شیطان فطرت آرس پروہت کے مقبرے کو ترمیس کرتا اور پھر اس مقبرے میں بند شیطیت پھیلانے والی چیزوں کا خاتمہ کرتا ہے۔ ان تختیوں کے فونوگراف سے ہم نے آرس پروہت کے مقبرے کا جو اندازہ لگایا تھا وہ تو آپ کے بقول درست ثابت نہیں ہوا اس لئے ان تختیوں کو دوبارہ دیکھا جا سکتا ہے۔..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”بے حد شکریہ عمران بیٹھے کہ تم اس حالت سے گزرنے کے باوجود مصر کی تاریخ بنانے کی خدمت کرنا چاہتے ہو۔ مصری قوم کی طرف سے اور میں ذاتی دیشیت سے بھی تمہارا شکر گزار ہوں۔ میں کار بھجو دیتا ہوں۔ تم یہاں میرے پاس آ جاؤ تاکہ ایک بار پھر

سکتے۔..... یوسف رفائل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس وقت وہ تختیاں کہاں ہیں۔..... عمران نے پوچھا۔

”جمال پاشا صاحب کے پاس پہنچا دی گئی ہیں کیونکہ انہوں نے باقاعدہ اس کی درخواست کی تھی۔..... ڈپٹی سینکڑری یوسف رفائل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اطلاع کا شکریہ۔..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن جیسے ہی اس نے رسیور رکھا فون کی گھنٹی نج اخی تو عمران نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور دوبارہ اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“

عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”جمال پاشا بول رہا ہوں عمران بیٹھے۔ جمیں یوسف رفائل صاحب نے تختیوں اور ہیرے کے بارے میں اطلاع دے دی ہو گی۔“ دوسرا طرف سے بڑے باوقار اور دھمکے لبھے میں کہا گیا۔

”جی ہاں۔ ابھی چند منٹ پہلے ان کی کال آئی ہے۔ مبارک ہو پاشا صاحب۔ مصر کی تاریخ دوبارہ مستیاب ہو گئی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ مگر یہ سب تمہاری ذہانت اور محنت کی وجہ سے ہوا ہے اور ہمیں تمہارے زخمی ہونے پر بھی بے حد پریشانی رہی ہے کیونکہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا ہے وہ ہماری وجہ سے ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور جمیں نی زندگی عنایت کر دی۔..... جمال پاشا نے

اس اہم محاٹے پر غور کیا جائے جمال پاشا نے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ آپ کا بھگوا دیں۔ میں انتظار کروں گا۔“ عمران
نے کہا۔

”اوکے۔“ جمال پاشا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم
ہو گیا تو اس نے رسیور رکھا تھا کہ ایک بار پھر تھنھی کی آواز سنائی
دی۔

”جمرت ہے۔ آج سب کو یہی نمبر یاد رہ گیا ہے۔“ عمران
نے بڑھاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور اخالیا۔

”علی عمران ایم ایس ہی۔ ذی ایس ہی (آکسن) بول رہا
ہوں۔“ عمران نے ایک بار پھر اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”رفاقی بول رہا ہوں عمران صاحب۔ ایک اہم اطلاع آپ کو
دیتی ہے اس لئے دوبارہ فون کرنا پڑا ہے۔“ دوسری طرف سے
ڈپنی تکریزی یوسف رفاقتی کی آواز سنائی دی۔

”کہی اطلاع۔“ عمران نے چوک کر کہا۔

”رات باگھری سفارت خانے میں خوفناک کارروائی ہوئی ہے۔
عالی جناب سفیر صاحب کے ساتھ یکورٹی اچارج اور یکورٹی
کے کئی افراد کو فائزگر کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے اور خاص بات یہ
ہے کہ اس سلسلے میں آپ کے آدی نائیگر کا نام لیا جا رہا ہے۔“

رفاقتی نے کہا تو عمران بے اختیار اچل پڑا۔

”نائیگر کا باگھری سفارت خانے سے کیا تعلق۔ یہ آپ کیا کہہ

رہے ہیں۔“ عمران نے جمرت بھرے لجھ میں کہا۔
”دہاں زندہ حالت میں ملنے والے ایک یکورٹی گارڈ نے ہتھیا
ہے کہ مقامی سکرت سروس کی رکن پر نسمر سدرہ اور نائیگر دونوں
کی خفیہ راستے سے سفارت خانے میں داخل ہوئے جہاں یکورٹی
کے افراد نے انہیں بے ہوش کر کے گرفتار کر لیا۔ پھر سفیر صاحب کو
بلاپا گیا کیونکہ مقامی سکرت سروس کی رکن پر نسمر سدرہ کا معاملہ تھا
کہ پھر اچاک فائزگر ہوئی اور سفیر سیست سب کو ہلاک کر کے وہ
دونوں نکل چانے میں کامیاب ہو گئے۔ پولیس کے اعلیٰ کام نے
اس سلسلے میں حکومت سے رابطہ کیا ہے۔ وہ آپ کے آدی نائیگر کو
گرفتار کرنا چاہتے ہیں اور سکرت سروس کے چیف سے بھی پر نسمر
سدرہ کو گرفتار کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔“ ڈپنی تکریزی
یوسف رفاقتی نے کہا۔

”تو آپ کیا چاہئے ہیں۔“ عمران کے لجھ میں یکخت ختنی سی
ابھر آئی۔

”میں تو یہی چاہتا ہوں کہ آپ اور آپ کے آدمی ان
معاملات سے علیحدہ رہیں لیکن یہاں مصر میں پولیس خاصی طاقتور
ہے اس لئے آپ اس سلسلے میں بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ میں نے تو
صرف آپ کو اطلاع دیتی تھی۔“ رفاقتی نے جواب دیتے ہوئے
کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ہوت ٹکٹچے
ہوئے رسیور رکھ دیا۔ نائیگر کے پارے میں یہ روپورٹ سن کر اسے

نے سرو بچھے میں کہا۔
 ”میں باس۔ میں وہاں سے پروفیسر اسٹ کی وہ مشین نکال لانے میں کامیاب ہو گیا ہوں جس سے آرمس پر وہت کے مقبرے کو آسانی سے ٹریس کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا تو عمران نے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ وہی مشین ہے جس کے بارے میں تم نے اینڈرنس سے معلومات حاصل کی تھیں۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

”میں باس۔۔۔۔۔ نائیگر نے جواب دیا۔

”تمہاری گرفتاری کے لئے پولیس بھاگ دوز کر رہی ہے۔ تم کہاں ہو اس وقت۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں نے میک اپ کر لیا ہے باس اس لئے پولیس مجھے ٹریس نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے جمال پاشا کی رہائش گاہ دیکھی ہوئی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں باس۔۔۔۔۔ دوسرا طرف سے کہا گیا۔

”میں وہاں جا رہا ہوں تم بھی وہیں آ جاؤ۔ پھر تفصیل سے بات ہو گئی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں باس۔۔۔۔۔ نائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور جمال پاشا کے پاس جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

جیرت ہوئی تھی کیونکہ ابھی تک نائیگر نے اس سلسلے میں کوئی روپورٹ نہ دی تھی اور اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ نائیگر اب کس نمبر پر موجود ہو گا لیکن اسے رسیور رکھے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ جو زف کرے میں داخل ہوا۔
 ”جمال پاشا صاحب نے کار بھجوائی ہے باس۔۔۔۔۔ جو زف نے کہا۔

”جوانا تکیں رہے گا جبکہ تم نے میرے ساتھ جمال پاشا کے پاس جانا ہے۔ جوانا کو بتا دو کہ اگر میری عدم موجودگی میں نائیگر خود آئے یا اس کا فون نمبر آئے تو اسے کہنا کہ وہ فوراً مجھ سے رابطہ کرے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں باس۔۔۔۔۔ جو زف نے سر جھکاتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے فون کی کھنثی بیج آئی تو عمران بھجو گیا کہ جمال پاشا کا فون آیا ہوا۔۔۔۔۔ یہ بتانے کے لئے کار انہوں نے بھجوادی ہے۔۔۔۔۔

”علی عمران ایک ایسی سی۔۔۔۔۔ ڈی ایکس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔۔۔ عمران نے اپنے مخصوص بچھے میں کہا۔
 ”نائیگر بول رہا ہوں باس۔۔۔۔۔ میں نے ہپتال فون کیا تھا۔۔۔۔۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ آپ وہاں سے فارغ ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ مجھے آپ سے اہم ملاقات کرنی ہے۔۔۔۔۔ کیا میں حاضر ہو جاؤں۔۔۔۔۔ نائیگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

”یہ ملاقات بانگری سفارت خانے کے سلسلے میں ہے۔۔۔۔۔ عمران

پر جمال پاشا بیٹھے ہوئے تھے جبکہ سائینہ پر موجود ایک کری پر نائیگر
بیوپی میک اپ میں موجود تھا۔ عمران نے نائیگر کی اصلیت کے
بارے میں جمال پاشا کو بتا دیا تھا۔ گو ابھی عمران اور نائیگر کی
تفصیل سے بات نہیں ہوئی تھی۔ نائیگر کے کاندھے پر ایک بڑا سا
کیسرہ بھی لٹکا ہوا تھا اور وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا جبکہ لاہوری کے
 دروازے کے باہر جوزف بھی موجود تھا۔ جمال پاشا نے اسے اندر
 یا باہر بیٹھنے کے لئے کہا لیکن اس نے جمال پاشا کو یہ کہہ کر صاف
 انکار کر دیا کہ غام اپنے آتا کے سامنے بیٹھنیں سکتا۔ جمال پاشا
 نے جب عمران سے اس آتا اور غلام کا مطلب پوچھا تو عمران نے
 انہیں جوزف کے بارے میں تفصیل بتا دی تو جمال پاشا، جوزف
 کے اس ادب سے بے حد متاثر ہوئے لیکن پھر انہوں نے جوزف
 سے اصرار نہ کیا کہ وہ بیٹھ جائے اس لئے جوزف دروازے کے
 باہر بڑے چونکا انداز میں کھڑا تھا۔

”آپ کا کہنا ہے کہ فرعون اسار کے اہرام سے مغرب کی
 طرف آرس پر وہت کا مقبرہ تریں نہیں ہو سکا“..... اچانک عمران
 نے سر اٹھاتے ہوئے سامنے بیٹھے جمال پاشا سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”ہاں۔ تم نے خود تو مشینی رینگ کی پٹت دیکھا ہے۔ ہم نے
 مغرب میں سو بیڑا تک چینگ کی ہے۔..... جمال پاشا نے کہا۔
 ”جبکہ میں اصل تختیوں کو دیکھ کر بھی اپنے پہلے فیٹلے پر قائم
 ہوں۔ آرس پر وہت کا مقبرہ فرعون اسار کے مغرب میں ڈیڑھ دو

عمران، جمال پاشا کی رہائش گاہ کی لاہوری میں بیٹھا ہوا تھا۔
 اس کے سامنے ایک بڑی سی میری تھی جس پر ایک پیکٹ رکھا ہوا تھا۔
 اس پیکٹ میں تختیاں تھیں جو مصر سے چوائی گئی تھیں اور نیدر لینڈ
 کے ڈائرنر کار لینڈ نکل پہنچ گئی تھیں۔ عمران انہی تختیوں کی برآمدگی
 کے لئے یہاں آیا تھا لیکن اس کا اصل مشن ان تختیوں کی مدد سے
 قدیم دور کے پر وہت آرس کا مقبرہ ٹلاش کرنا تھا جس میں اب
 بھی ایسی چیزوں موجود تھیں جن سے آرس پر وہت کی ویژگیت کا
 سلسلہ موجود تھا۔ عمران نے یہ معلومات حاصل کی تھیں کہ یہ تختیاں
 ڈائرنر کار لینڈ کی تحویل میں ہیں تو جمال پاشا کی کوشش سے یہ تختیاں
 واپس کر دی گئی تھیں اور یہ وہی پیکٹ تھا جو نیدر لینڈ حکومت کی
 طرف سے حکومت مصر کو بھجوایا گیا تھا۔ اس میں دو تختیاں اس وقت
 عمران کے سامنے رکھی ہوئی تھیں جبکہ میری کی دوسری طرف ایک کرسی

سو میٹر کے اندر موجود ہونا چاہئے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری بات سمجھتا ہوں۔ علیکی طور پر تم درست کہہ رہے ہو لیکن عملی طور پر وہاں ایسا نہیں ہے۔ اب اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔"..... جمال پاشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں کچھ کہہ سکتا ہوں۔"..... اچانک خاموش بیٹھنے ہوئے نائگر نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ جمال پاشا بھی چوک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"باں بولو۔ کیا کہنا چاہئے ہو۔"..... عمران نے کہا۔

"باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں پروفیسر اسمٹ کی اس کیمروہ نما مشین سے چیلگ کروں۔ شاید رزلٹ ثابت آ جائے۔" نائگر نے کہا۔

"تم نے اس مشین کو چک کیا ہے۔ یہ کس انداز میں بنائی گئی ہے۔"..... عمران نے کہا۔

"لیں باس۔ اس میں کا شیم ریز کو بلیو ایم ریز کے ساتھ مکس کر کے استعمال کیا گیا ہے اور یہ بات تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ بلیو ایم ریز زمین کے اندر بے حد گہرائی تک چیلگ کر رکھتی ہیں لیکن بلیو ایم ریز کے بارے میں آپ بھی جانتے ہیں کہ وہ گہرائی میں جانے کے باوجود اسی طرح واپس آ جاتی ہیں۔ وہ گہرائی میں جا کر چیلگتی نہیں ہیں بلکہ کا شیم ریز زیادہ گہرائی میں تو نہیں اتر سکتیں لیکن

ان کا پھیلاؤ بے حد و سعی ہوتا ہے اس لئے پروفیسر اسمٹ نے کا شیم ریز اور بلیو ایم ریز کو حیرت انگیز طور پر اس طرح مکس کیا ہے کہ اب بلیو ایم ریز گہرائی میں جا کر پھیل جاتی ہیں اور جب وہ واپس آتی ہیں اور مشین کی سکرین انہیں بچ کرتی ہے تو ریز زمین خاصے و سعی ایزی یے پر موجود ہر چیز کی تصویر سامنے آ جاتی ہے۔"..... نائگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم نے یہ سب کیے معلوم کیا ہے۔ کیا اس مشین میں فارمولہ بھی موجود تھا۔"..... عمران نے کہا۔

"تو سر۔ میں نے اسے غور سے دیکھا ہے اور سمجھا ہے۔ اس میں کا شیم ریز اور بلیو ایم ریز کی دو علیحدہ علیحدہ بیٹریاں موجود ہیں جن پر ریز کے نام بھی لکھتے ہوئے ہیں اور پھر تمہری بیٹری بھی موجود ہے۔ اب کا شیم ریز اور بلیو ایم ریز کے بارے میں تو آپ بھی بہت کچھ جانتے ہیں۔"..... نائگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا تم بھی عمران کی طرح سائنس دان ہو۔"..... جمال پاشا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں نائگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تو سائنس کا طالب علم ہوں جناب اور عمران صاحب کا شاگرد ہونے کا اعزاز بھی مجھے حاصل ہے۔"..... نائگر نے اعشارانہ لہجے میں کہا۔

"یہ واقعی سائنس کا طالب علم ہے اور ریز سمجھیت اس کا خاص مضمون ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ یہ ریز پر ہونے والی جدید ترین

”اوہ۔ بھرتو ہمارے لئے یہ انجائی مفید ترین مشین ہے۔ ایک قدیم چھتی میں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ قدیم دور میں مرنے والے کی ملکیت کی ہر چیز جس میں سوتا اور جواہرات بھی شامل ہوتے ہیں اہراموں اور مقبروں میں رکھ دیئے جاتے تھے لیکن ایسا سامنے نہیں آیا۔ ہم نے اہراموں اور مقبروں کی زمین کو بھی مشیری سے چک کیا ہے لیکن کوئی چیز سامنے نہیں آئی۔ اب اس مشین سے شاید ایسے خزانے سامنے آ جائیں“..... جمال پاشا نے کہا۔

”باں۔ ایسا لگن ہے۔ بھر حال مشین آپ کی ہے آپ کے پاس ہی رہے گی۔ آپ اطمینان سے یہ کام کر سکتے ہیں۔ فی الحال تو اس مقبرے کو نریں کر کے اوپن کرنا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس۔ میں اور جوزف جا کر اس پر کام کرتے ہیں“..... ناگیر نے کہا۔

”نمیں۔ میں بھی ساتھ جاؤں گا۔ البتہ بڑی جیپ کا انتظام پاشا صاحب کریں گے اور ایک گائیڈ کا بھی“..... عمران نے جمال پاشا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سب انتظام ہو جائے گا اور میں بھی ساتھ جاؤں گا تاکہ اگر مقبرے نریں ہو جاتا ہے تو مصری قدیم تاریخ اہرنسے میں میرا بھی حصہ شامل رہے“..... جمال پاشا نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر بلادیا۔

تحقیقات سے بھی آگاہ رہتا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن جو کچھ ناگیر بتا رہا ہے اس کا مطلب کیا بنتا ہے۔ کم از کم مجھے تو سمجھاؤ“..... جمال پاشا نے کہا۔

”آپ نے جس مشین کے ذریعے چینگ کی ہے اس میں صرف بلیو ایم ریز استعمال کی جاتی ہے جو گہرائی میں تو جاتی ہیں لیکن ان کا پھیلاو نہیں ہوتا اس لئے اردوگرد پھیلے ہوئے معاملات کو سکریں پر نہیں لایا جا سکتا۔ یہ ریز خلائی معدنیات ٹرینگ سیکلائر میں استعمال کی جاتی ہیں۔ اس سے جہاں کوئی معدنیات ہوتی ہے صرف وہی معدنیات ہی سکریں پر آ جاتی ہیں جبکہ کاشم ریز کی وجہ سے جب بلیو ایم ریز پھیل جاتی ہیں تو وہ سکریں پر وسیع علاوہ میں جو کچھ موجود ہوتا ہے وہ سب سکریں پر آ جاتا ہے اس لئے اس مشین کے ذریعے گہرائی میں وسیع رتبے کو چک کیا جا سکتا ہے۔“..... واقعی جدید ترین ایجاد ہے“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ اس کے ذریعے آرس پر دہت کے مقبرے کو نریں کیا جا سکتا ہے“..... جمال پاشا نے کہا۔

”جی باں۔ بلکہ اس کے ذریعے اہراموں یا مقبروں میں فوج شدہ سامان جس میں سوتا اور جواہرات بھی ہو سکتے ہیں سب کے چیک کیا جا سکتا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کراوہ بات“..... رچڈ نے کہا۔

”تیلو چیف۔ میں ڈیوڈ بول رہا ہوں“..... ڈیوڈ کی موڈبانڈ آواز سنائی دی۔

”تم نے کئی دنوں سے کوئی روپورٹ نہیں دی۔ کیا ہوا عمران کا۔ کیا وہ ابھی تک ہسپتال میں ہے“..... رچڈ نے پوچھا۔

”چیف۔ معاملات اس قدر الجھ گئے ہیں کہ میں اور میرے ساتھی ان دنوں بے حد مصروف رہے ہیں اور چونکہ ہم کسی نتیجے پر نہیں پہنچ رہے تھے اس لئے میں روپورٹ بھی نہ دے سکا۔ اب معاملات کسی ڈھب بینچے گئے ہیں اور میں بھی واقعات کی سمجھ آگئی ہے اس لئے میں نے آپ کو روپورٹ دینے کے لئے فون کیا ہے لیکن میری درخواست ہے کہ آپ مجھے ہیڈ کوارٹر آنے کی اجازت دیں تاکہ تفصیل سے بات ہو سکے۔ ویسے بھی ان دنوں فون کا لائز پر مکمل اعتناد نہیں کیا جا سکتا“..... ڈیوڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے آ جاؤ“..... رچڈ نے کہا اور ہاتھ پوڑھا کر کریٹل دبا کر اس نے ہاتھ اٹھایا اور ٹون آنے پر یکے بعد دیگرے تین ہن پر لیں کر دیئے۔

”لیں چیف“..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی موڈبانڈ آواز سنائی دی۔

”ڈیوڈ آ رہا ہے۔ اسے میرے آفس آتا ہے۔ نوٹ کر لو۔“ رچڈ نے کہا۔

کراون گروپ کا رچڈ قابرہ میں اپنی رہائش گاہ میں بنے ہوئے آفس میں موجود تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی تھنی نج انجی تو اس نے ہاتھ پوڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں“..... رچڈ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ ”ڈیوڈ کی کال ہے چیف“..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی موڈبانڈ آواز سنائی دی۔ وہ چونکہ اب مصر میں کراون کلب کے راجر کی بلاکت کے بعد باقاعدہ چیف بن پکا تھا اور راجر کے کاہیڈ کارٹر قابرہ کی بجائے لاگور میں تھا اس وقت رچڈ، راجر کے اسٹنٹ کے طور پر قابرہ میں کام کرتا تھا اور اس نے اپنی رہائش گاہ کو ہیڈ کوارٹر قرار دے دیا تھا جبکہ اس کے تحت آئندہ ساتھی تھے جن کا انچارج ڈیوڈ تھا جو اب رچڈ کی پہلی جگہ لے کر چیف کا اسٹنٹ بن گیا تھا اور اس کا سکیشن ہیڈ کوارٹر تھا۔

”یہ چیف“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو رچڈ نے رسیور رکھ دیا۔

”ڈیوڈ کا لجہ بتا رہا ہے کہ معاملات زیادہ سمجھدے ہیں“..... رچڈ نے رسیور رکھ کر ڈیوڈ اپنے ہوئے کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد آفس کا روازہ کھلا اور ڈیوڈ اندر واصل ہوا۔

”میخو“..... رکی کلمات کے بعد رچڈ نے کہا تو ڈیوڈ میز کی دوسری طرف موجود کری پر بیٹھ گیا۔

”ہاں۔ کیا معاملات ہیں جس کے لئے تمہیں یہاں آتا چاہے؟“..... رچڈ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ معاملات عجیب ہیں۔ پہلے تو میں یہ بتاؤں کہ نائیگر ہلاک نہیں ہوا۔ وہ زندہ ہے“..... ڈیوڈ نے کہا تو رچڈ نے بے اختیار چھپ چلا۔

”تم نے خود ہی رپورٹ دی تھی کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے اور تم نے اس بات کو نکفر بھی کر لیا تھا“..... ڈیوڈ کے لمحے میں غصہ عدو کر آیا تھا۔

”یہ چیف۔ لیکن میں اس لئے دھوکہ کھا گیا کہ جس نیچی پر ہم نے میزائل فائر کے اس میں ایک ہی غیر ملکی تھا اور دور سے وہ نائیگر ہی دکھائی دیا تھا۔ ہم نے بعد میں ایک غیر ملکی کی ہلاکت کفرم کی تھی اس لئے ہم کفرم ہو گئے کہ نائیگر ہلاک ہو چکا ہے لیکن بعد میں اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ وہ غیر ملکی نائیگر نہیں

تھا۔ نائیگر راستے میں کہیں رک گیا تھا اس لئے وہ متوقع وقت پر نہ پہنچا تھا بلکہ اس کی جگہ کوئی اور غیر ملکی نیکی میں بیٹھ کر وہاں پہنچا اور مارا گیا۔..... ڈیوڈ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بس کہیں معاملہ ہے یا کوئی اور بات بھی ہے“..... رچڈ نے کہا۔

”چیف۔ چند اور بھی معاملات ہیں جن پر آپ سے احکامات لینے ہیں“..... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا معاملات ہیں۔ کھل کر بات کرو“..... رچڈ نے تیز لمحے میں کہا۔ اس کے لمحے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ نائیگر کے زندہ جانے پر اسے کافی زیادہ دھچکا لگا ہے۔

”چیف۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ دو روز پہلے ہاگری سفارت خانے میں پراسرار طور پر ہاگری کے سفیر، سیکورٹی اچارج اور دوسرے سیکورٹی گارڈ ہلاک ہو گئے۔ وہاں فائزگ کی آوازیں بھی سن گئی تھیں۔ میں نے اس سلسلے میں جو انکوئری کی اس سے پہلے چلا کہ اس سلسلے میں مقامی یکرث سرویس کی رکن پر نسمر سدرہ بھی ملوث تھی۔ وہ رُشی بھی ہوئی۔ یہ خبر ملتے ہی یکرث سرویس میں اپنے آدمی سے میں نے رابطہ کیا تو عجیب باشیں سامنے آئیں کہ ہاگری حکومت کی ایک انجمنی تاہرہ میں کام کر رہی تھی جس کا اچارج ایمڈرن تھا اور ہاگری کے ایک سائنس دان پروفیسر اسٹ نے ایک ایسی مشین ایجاد کی جو کیرہ کے انداز میں بنائی گئی تھی۔ پروفیسر

اسٹ اس مشین کو آزمائنے کے لئے قاہرہ پہنچے اور ایک اہرام میں
بظاہر مطالعہ کے لئے حکومت کی اجاتس سے کام کرنے لگے۔ اس
مشین کے ذریعے زمین کے اندر چھپا گیا سونا اور جواہرات جو اور
کسی مشین سے اجاگر نہیں ہو سکتے تھے اس مشین سے کام نہیں آ
گئے۔ اس پر فیر اسٹ کے ایک ساتھی بیگر نے پروفیسر اسٹ اور
دوسرے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا۔ پھر اس بیگر کی لاش بھی ایک
دیرانے سے ملی اور مشین اینڈر سن کے پاس پہنچ گئی۔ اینڈر سن نے
اس مشین کی حفاظت کے لئے اسے مصر میں ہالگری سفارت خانے
کے پیشہ سور میں رکھوا دیا۔ پھر نائیگر کی طرح اینڈر سن نکل پہنچ گیا
اور اس نے اس سے معلوم کر لیا کہ یہ مشین ہالگری سفارت خانے
میں موجود ہے۔ نائیگر نے اینڈر سن کو ہلاک کر دیا اور پھر پنسرو
سدرا کے ساتھ کل کہاں گری سفارت خانے میں جا کر مشین حاصل
کی اور سفر اور سیکورٹی کے افراد کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ پنسرو
سدرا خود بھی رخی ہو گئی۔..... ڈیوڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو
رجڑ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”تم نے بروی عجیب خبر سنائی ہے۔ تبھر بعد میں ہو گا اور کوئی
بات ہے یا نہیں“..... رجڑ نے کہا۔

”یہ بس۔ نیدر لینڈ حکومت نے اصل تختیاں اور ہیرا والیں کر
دیا ہے اور یہ تختیاں جمال پاشا کے پاس بھجوادی گئی ہیں۔ ہم بھک
گئے کہ اب عمران جمال پاشا کے پاس آئے گا۔ چنانچہ ہم نے نہ

صرف وہاں خفیہ نگرانی شروع کر دی بلکہ اپنی مشینوں کے ذریعے
اندر ہونے والی بات چیت بھی سننے کا انتظام کر لیا تاکہ عمران اور
جمال پاشا کے درمیان ہونے والی بات چیت سن سکیں۔ ہماری اس
نگرانی اور بات چیت سننے سے بہیں جیسے اگلیز معلومات ملی
ہیں۔..... ڈیوڈ نے کہا۔

”کیا معلوم ہوا ہے“..... رجڑ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے
کہا۔

”سب سے پہلی بات تو یہ سامنے آئی ہے کہ نائیگر، عمران کے
ساتھ تھا لیکن وہ یورپی میک اپ میں تھا۔ بات چیت سننے سے
معلوم ہوا کہ یہ یورپی میک اپ میں نائیگر ہے۔ جب ہی ہمیں
معلوم ہوا کہ نائیگر زندہ ہے۔ دوسری بات یہ سامنے آئی کہ یہ نائیگر
بھی عمران کی طرح سائنس دان ہے اور نائیگر مشین اس کے پاس
ہے۔ تیسرا اہم بات یہ سامنے آئی ہے کہ عمران نے پہلے تختیوں
کے فوٹو گراف پڑھ کر فیصلہ کیا تھا کہ آرمس پروہت کا مقبرہ ہے ہم
بھی تلاش کر رہے تھے فرعون اسار کے اہرام کے مغرب میں ہے
لیکن جمال پاشا نے جدید مشیری سے اسے نہیں کرنے کی کوشش
کی مگر مقبرہ وہاں نہیں نہ ہو سکا۔ اب اصل تختیاں دیکھنے کے
باوجود عمران اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ ہالگری
مشین کے ذریعے فرعون اسار کے اہرام کے مغرب میں نہیں کیا
جائے۔ اس فیصلے کے بعد دو جیپوں میں سوار ہو کر عمران، جمال

”اوہ۔ گذ نیوز۔ پھر اب کیا صورت حال ہے؟..... رچڈ
نے سرت بھرے لمحے میں کہا۔

”عمران اور نائیگر نے وہاں مخصوص شہادت لگائے اور پھر وہ سب واپس پہلے جمال پاشا کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ انہیں اور جیپوں کو وہاں چھوڑ کر عمران، نائیگر اور جوزف تیتوں ایک کار میں بیٹھ کر اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے ہیں۔ ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا

”یہ مشین اس وقت نائیگر کی تحویل میں ہے۔ جمال پاشا نے اس سے مشین مانگی تھی لیکن اس نے کہہ دیا کہ وہ اس کا فارمولہ سمجھے گا اور دو روز بعد مشین واپس کر دے گا تو جمال پاشا نے احرازت دے دی۔.....ڈبڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ تو غلط ہو گیا۔ جمال پاشا سے تو مشین حاصل کرنا آسان تھا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ دو تین روز انتظار کیا جائے اور جب یہ مشین واپس جمال پاشا یا حکومت کو دی جائے تو پھر اسے حاصل کر جائے“.....رجڑنے کہا۔

”نمیں چیف۔ اے فوراً حاصل کرنا ہو گا ورنہ یہ مشین پاکیشیا پہنچا دی جائے گی اور پھر اس کی واپسی بے حد مشکل ہو جائے گی۔“

پاشا، نائیگر، عمران کا ایک جھنی ساتھی اور جمال پاشا کے دو ملازم فرعون اسار کے اہرام کے مغرب میں پہنچے۔ ہم مشین کے ذریعے دور سے ان کی گمراہی کر رہے تھے اور ان کی گھنگو بھی سن رہے تھے۔ عمران اور نائیگر نے اس مشین کے ذریعے چینگ شروع کی اور پھر اس ہاگری مشین کے ذریعے نائیگر چینگ کرتا رہا۔ بظاہر اس کے چہرے پر ناکامی کے آثار موجود تھے لیکن اچانک عمران کے جھنی ساتھی جوزف نے بے اختیار وچنان شروع کر دیا کہ وہ شیطانی بوسوسوں کر رہا ہے۔ ہم سب اس کی بات سن کر حیران ہوئے۔ یوں لگتا تھا مجھے وہ پاگل ہو گیا ہو لیکن عمران نے اس کی بڑی حوصلہ افزائی کی اور جوزف ریت پر لیٹ کر سوچتا رہا اور حکمت رہا۔ پھر ایک جگہ اس نے انگلی ریت میں ڈال دی اور فیصلہ کرن لجھ میں کپنے لگا کہ بو یہاں نیچے سے آ رہی ہے جس پر نائیگر نے ہاگری مشین کو وہاں فوکس کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد نائیگر نے اپنائی مسرت بھرے لجھ میں عمران اور جمال پاشا کو بتایا کہ جہاں جوزف نے انگلی ریت میں ڈالی تھی وہاں آرس پر وہت کے مقبرے کی تصویر مشین نے فوکس کی ہے تو عمران اور جمال پاشا نے اس مشین سے کچھی کمی تصادویر دیکھ کر تسلیم کر لیا کہ یہی آرس پر وہت کے مقبرے کے اندر ورنی حصے کی تصویر ہے اور اس مقبرے میں سونے اور جواہرات کے ڈھیر موجود ہیں۔ ڈیوڈ نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”لیکن مقابل میں عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔“ رچڈ
نے قدار پہنچاتے ہوئے کہا۔

”کوئی مسئلہ نہیں ہے چیف۔ ہم باہر سے بے ہوش کر دینے
والی گیس اندر فائز کر دیں گے اور پھر اندر جا کر میں انھالیں گے
اور وہاں موجود سب افراد کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیں گے اور کسی کو
آجائیں گے۔ اس طرح میں ہمارے پاس آجائے گی اور کسی کو
کافیوں کاں خبر تک نہ ہوگی کہ میں کون لے گیا اور عمران اور نائیگر
دونوں ہی ہلاک ہو جائیں گے۔“ ڈیوڈ نے باقاعدہ پلانگ بتاتے
ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ بہتر پلانگ رہے گی اور پھر یہ کام فوری کر
ڈالو۔“ رچڈ نے کہا۔

”لیں چیف۔“ ڈیوڈ نے کہا اور انھوں کھڑا ہوا۔

”وہ یو گذ لک۔ یہ تمہارا بہت بڑا کارناہ ہو گا۔“ رچڈ نے
بھی اشتعت ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں چیف۔ ہم کامیاب رہیں گے۔“ ڈیوڈ
نے پڑے اعتدال ہمرازے لجھ میں کہا اور مڑ کر پیدافی دروازے کی
طرف پڑھتا چلا گیا۔

پنسر سدرہ اپنی رہائش گاہ میں بننے ہوئے اپنے آفس میں
 موجود تھی۔ وہ آج صحیح ہی ہپتال سے فارغ ہو کر واپس رہائش گاہ
پر آئی تھی۔ اس کے بازو پر جو زخم آیا تھا وہ اب کمکل طور پر منسل
ہو چکا تھا اور وہ اپنے آپ کو کمکل فٹ محسوس کر رہی تھی۔ وہ بیٹھی
سوق رہی تھی کہ وہ نائیگر سے رابطہ کر کے تازہ ترین حالات معلوم
کرے کیونکہ ہاگر کسی سفارت خانے میں اس کے رُخی ہو کر گرنے
کے بعد نائیگر ہی اسے اٹھا کر باہر لایا تھا اور پھر کار میں ڈال کر وہ
اسے یہاں پہنچا گیا تھا۔ راستے میں نائیگر نے اس کے زخم کی
بینڈ جج بھی کی تھی لیکن جب سیکرٹ سروس کے چیف کو اس کے رُخی
ہونے کا پتہ چلا تو چیف کے اصرار پر وہ پیش ہپتال داخل ہو گئی
اور آج اسے وہاں سے فارغ کر دیا گیا تھا۔ وہ بیٹھی سوق رہی تھی
کہ اب نائیگر نجا نے کہاں ہو گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ واپس

کارلینڈ کی تحریک میں ہیں۔ عمران نے جمال پاشا کو بتایا تو جمال پاشا نے ڈاکٹر کارلینڈ کو فون کیا جس پر انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ حکومت سے کہہ کر یہ سب انہیں واپس کر دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے۔..... عظیم سالار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
”اوہ۔ یہ تو بہت اچھا ہوا۔ مصر کی تاریخی تختیاں اب مصر میں ہی رہیں گی۔..... پنسسر سدرہ نے کہا۔

”اب دوسری اہم اطلاع بھی سن لو۔ جو شہین ہاگری سفارت خانے سے تم نے اور نائیگر نے حاصل کی تھی اس میں کے ذریعے فرعون اسار کے اہرام کے مغرب میں عمران، نائیگر اور عمران کے ساتھی جوزف نے جمال پاشا کی موجودگی میں آرس پروہت کا مقبرہ تریس کر لیا ہے اور یہ مصر کی تاریخ کی بہت بڑی اور عظیم الشان کامیابی ہے۔ یہ لوگ واقعی حیرت انگیز انداز میں کام کرتے۔
پس۔..... عظیم سالار نے کہا۔

”یہ تو انتہائی حیرت انگیز بات ہے چیف۔ آپ نے کہا ہے کہ مشین کے ذریعے مقبرہ تریس ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اسے تریس کرنے میں ناکام رہا ہے۔..... پنسسر سدرہ نے کہا۔
”اوہ نہیں۔ عمران نے قدیم تختیوں کے فونوگرافس دیکھ کر یہ دعویٰ کیا تھا کہ آرس پروہت کا مقبرہ فرعون اسار کے اہرام کے مغرب میں ہے۔ اس کے بعد عمران پر حملہ ہوا اور وہ ہپتال بیٹھ گیا۔ جمال پاشا صاحب نے اس کے دعویٰ کے پیش نظر فرعون

پا کشیا چلا گیا ہو۔ گواں کا دل کہہ رہا تھا کہ اگر وہ جاتا تو کم از کم جاتے ہوئے اسے ملنے ضرور آتا میکن پھر اسے خیال آ جاتا کہ نائیگر کٹھور دل آؤ ہے۔ ابھی وہ بیٹھی یہ سب کچھ سوچ رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
”پنسسر سدرہ بول رہی ہوں۔..... پنسسر سدرہ نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔

”عظیم سالار بول رہا ہوں۔ مکمل صحت یا بی پر میری طرف سے مبارک پاد قبول کرو۔..... دوسری طرف سے اس کے چیف عظیم سالار کی آواز سنائی دی تو اس کا چہہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”بہت شکریہ چیف۔ بہت شکریہ۔..... پنسسر سدرہ نے سرت بھرے لمحے میں کہا۔
”تمہارے لئے اہم اطلاعات ہیں۔..... عظیم سالار نے دوسری طرف سے کہا۔

”وہ کیا چیف۔..... پنسسر سدرہ نے چوک کر کہا۔
”نیدر لینڈ حکومت نے قدیم تختیاں اور تاریخی ہیرا واپس کر دیا ہے۔..... عظیم سالار نے کہا۔
”نیدر لینڈ۔ کیا انہوں نے خود ہی واپس کیا ہے انہیں۔

پنسسر سدرہ نے چوک کر کہا۔
”انہیں۔ عمران اور اس کے شاگرد نائیگر نے سرانگ لکھا کہ یہ تختیاں اور ہیرا نیدر لینڈ پہنچ چکا ہے اور وہاں باہر مصریات ڈاکٹر

اسار کے اہرام کے مغرب میں جدید مشینوں کے ذریعے چینگنگ کی
لیکن آرم پروہت کے مقبرے کا عجیب وقوع نریں نہ ہو سکا۔ پھر
 عمران ہسپتال سے فارغ ہو کر اپنے شاگرد نائیگر اور اپنے ساتھی
 جوزف کے ساتھ جمال پاشا کے پاس پہنچا اور وہاں نیر لیٹنے سے
 آئے والی اصل تختیوں کو دیکھ کر اس نے اپنے پہلے دعویٰ پر اصرار کیا
 لیکن جمال پاشا صاحب انکاری تھے کیونکہ وہ جدید مشینوں سے
 چینگنگ کر پچھے تھے۔ اس پر نائیگر نے کہا کہ وہ اس مشین کے
 ذریعے چینگنگ کرے گا اور عمران کے ساتھی جوزف نے کہا کہ وہ
 شیطان آرم پروہت کی یوسنگھ کر مقبرہ نریں کر لے گا۔ عمران
 نے پوکنکہ اپنے ساتھیوں کی باتوں کو انہائی سنجیدگی سے لیا تھا اس
 لئے جمال پاشا صاحب بھی مان گئے اور پھر یہ سب لوگ فرعون
 اسار کے اہرام کے مغرب میں گئے۔ ہمارے آدمی بھی وہاں پہنچے
 اور جو روپوت ملی ہے اس کے مطابق اس مشین کے ذریعے اسے
 ٹریس کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اصل سیاست سامنے نہیں آ رہا تھا
 کہ عمران کے ساتھی جوزف نے ریت کو سونگھنا شروع کر دیا اور پھر
 اس نے ایک گجدگ ریت میں انگلی ڈال دی اور کہا کہ یہاں نیچے سے
 شیطان کی بوآ رہی ہے تو عمران کے کہنے پر نائیگر نے اس جگہ کو
 جب مشین سے چیک کیا تو واقعی وہاں سے آگئے اور پھر وہاں مخصوص نشانات لگا کر
 وہ سب واپس آگئے اور جمال پاشا صاحب نے اب اس مقبرے کو

اوپن کرنے کے نامک کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ انہیں یقین
 ہے کہ جلد ہی حکومت سے اس کی اجازت مل جائے گی اور پھر اسے
 اوپن کر کے مصر کی تاریخ میں قابل قدر اضافہ ہو جائے گا۔ ”اعظم
 سالار نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”جیرت انگریز چیف۔ یہ لوگ آخر کس طرح کی صلاحیتیں رکھتے
 ہیں۔ جو کام جمال پاشا صاحب چیزے ماہر نہ کر سکے وہ کام انہوں
 نے اس انداز میں کر دیا۔ اب وہ مشین کہاں ہے۔ کیا وہ حکومت
 کی تحویل میں ہے یا۔۔۔ پرس سرسردہ نے کہا۔

”وہ نائیگر کی تحویل میں ہے۔ اس نے دو روز کے لئے جمال
 پاشا صاحب کی اجازت سے اپنی تحویل میں رکھا ہے تاکہ اس
 کے فارمولے کو چیک کر کے پاکیشیا جا کر ایسی ہی مشین تیار کر
 سکے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس سے پاکیشیا میں تی معدنیات دریافت
 ہونے کا امکان ہے۔۔۔ اعظم سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ نائیگر سائنس دان تو نہیں ہے۔ اس کے لئے تو اسے
 سائنس دانوں کی مدد حاصل کرنا پڑے گی اس لئے لازماً وہ مشین
 پاکیشیا لے جانے کی کوشش کرے گا اور ایسا نہیں ہونا چاہئے۔۔۔

پرس سرسردہ نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

”نائیگر بھی عمران کی طرح اعلیٰ تعلیم یافتہ سائنس دان ہے اور
 رہیں اس کا خصوصی سمجھیک ہے۔۔۔ اعظم سالار نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

”میں چاہتا ہوں کہ تمہاری کارکردگی بھی عمران جیسی نہ سکی کم از کم اس کے شاگرد ناٹیئر جیسی ہو جائے۔“.....اعظم سالار نے کہا۔
”ایسا ہی ہو گا چیف۔ میں ناٹیئر کو کہوں گی کہ وہ کچھ عرصہ یہاں رہ رک جسے ان معاملات میں خصوصی ترینگ دے اور مجھے لیتھن ہے کہ وہ میری بات نہیں نالے گا۔“.....پنسسر سدرہ نے بڑے جذباتی لمحے میں کہا۔

”وش یو گلڈ ک“.....دوسرا طرف سے مکراتے ہوئے لمحے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پنسسر سدرہ نے کریڈول بنا کر ہاتھ اٹھایا اور نون آنے پر اس نے تیزی سے چیف کے ہتائے ہوئے نمبر پر یہیں کرنے شروع کر دیئے۔
”جوزف بول رہا ہوں۔“.....رابطہ ہوتے ہی دوسرا طرف سے سرو اور سخت لمحے میں کہا گیا جیسے فون کر کے اس نے کوئی جرم کر دیا ہو۔

”پنسسر سدرہ بول رہی ہوں۔ ناٹیئر سے بات کراؤ۔“

پنسسر سدرہ نے خاصے غصیلے لمحے میں کہا۔
”آپ نے غلط جگہ فون کیا ہے۔ آپ چیزاں گھر فون کریں ناٹیئر کے لئے۔“.....دوسرا طرف سے انتہائی سخت لمحے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پنسسر سدرہ کو اپیے محسوں ہوا چیزے کی نے اس کے منہ پر چھپر مار دیا ہو۔ وہ غصے سے شعلے کی طرح بھڑکنے لگی۔

”یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے چیف۔ اس نے تو مجھے کہا ہے کہ وہ پاکیشی کی امیر و ولڈ میں عمران کے لئے کام کرتا ہے۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سائنس دان کیسے ہو سکتا ہے۔“.....پنسسر سدرہ کے لمحے میں بے پناہ چیرت تھی۔

”جو میں کہہ رہا ہوں وہ درست ہے۔ عمران جو ڈگریاں بتاتا ہے وہ درست ہیں اور ناٹیئر بھی ایسا ہی ہے۔“.....اعظم سالار نے کہا تو پنسسر سدرہ نے بے اختیار ایک طویل ساس لیا۔
”یہ واقعی حرمت انگیز لوگ ہیں۔ یہ ناٹیئر اب کہاں ہے چیف۔ میں اس سے ملتا چاہتی ہوں۔“.....پنسسر سدرہ نے قدرے جذباتی لمحے میں کہا۔

”وہ عمران کی رہائش گاہ پر موجود ہے۔ میں تمہیں فون نمبر دے دیتا ہوں۔ اس سے بات کرلو۔ ان کا مشن بہر حال پورا ہو چکا ہے۔ اب وہ جلد از جلد واپس جانے کی ہی کوشش کریں گے۔ تم ان سے مل لو۔“.....اعظم سالار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

”یہ رہائش گاہ کہاں ہے چیف۔“.....پنسسر سدرہ نے پوچھا۔
”فلادور کا لوئی کوٹھی نمبر فور ون فور۔“.....اعظم سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اوکے چیف۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موجودہ حالات سے روشناس کر دیا ہے۔“.....پنسسر سدرہ نے کہا۔

”نانس۔ نجانے کیے احق لوگ اکٹھے کر رکھے ہیں اس عمران نے۔ نانس“..... پنسر سدرہ نے غصے سے کھولنے ہوئے بچہ میں کہا اور ایک بار پھر کریل دبا کر اس نے ٹون آنے پر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔ نائیگر بول رہا ہوں“..... اس بار دوسری طرف سے نائیگر کی آواز سنائی دی تو پنسر سدرہ کے چہرے پر موجود غصہ یکخت اس طرح کافور ہو گیا جیسے سورج نکل آنے سے بادل چھٹ جاتے ہیں۔

”پنسر سدرہ بول رہی ہوں۔ میں نے پہلے بھی فون کیا تھا جو کسی جو زف نے انڈ کیا اور مجھے کہا کہ نائیگر سے ملنے کے لئے چیزاں گھر جاؤں۔ یہ کیا نانس آدی ہے“..... پنسر سدرہ نے گلہ۔

کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف نائیگر بے اختیار بھس پڑا۔

”وہ میرے پاس فون سیٹ رکھ گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ ابھی پنسر سدرہ کا فون آئے گا اور ایسا ہی ہوا ہے“..... نائیگر نے بنتے ہوئے کہا تو پنسر سدرہ بھی بے اختیار بھس پڑی۔

”میں آج ہپتال سے فارغ ہو کر آئی ہوں۔ تمہارے بابے میں معلوم ہوا ہے کہ تم نے اپنے استاد عمران اور اس جو زف کے ساتھ مل کر آرمس پروہنے کا مقبرہ اس میشین سے ٹریس کر لیا ہے جو بالآخری سفارت خانے سے حاصل کی گئی تھی“..... پنسر سدرہ نے کہا۔

”باں۔ لیکن تمہیں کس نے اطلاع دی ہے“..... نائیگر نے قدرے جترے بھرے لجھ میں کہا۔

”تم یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ میں سیکرٹ سروس کی رکن ہوں۔ مجھے تھی خبریں بہر حال پہنچ جاتی ہیں“..... پنسر سدرہ نے بے فائزہ لجھ میں کہا۔

”اوہ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ جمال پاشا صاحب نے تمہارے چیف کو بتایا ہوا گا اور تمہارے چیف نے تمہیں۔ بہر حال تمہاری بات درست ہے“..... نائیگر نے مکراتے ہوئے بچہ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مال بہ۔ نام تو تمہارا نائیگر ہے لیکن باقیں عقل کی کرتے ہو۔ اچھا بتاؤ کہ تم مجھ سے ملنے آ رہے ہو۔ میں تمہارے منہ سے سب کچھ سننا چاہتی ہوں“..... پنسر سدرہ نے کہا۔

”سوری۔ میں نے باس سے ایک اہم معاملے پر تفصیلی بات کرنی ہے اس لئے میں تو تمہیں آ سکتا۔ اگر تم آنا چاہو تو آ جاؤ۔ پھر باقیں ہو گی“..... نائیگر نے کہا۔

”اوکے۔ میں آ رہی ہوں“..... پنسر سدرہ نے نائیگر کی بات پر سمرت بھرے لجھ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسے اس بات پر ہی خوشی ہو رہی تھی کہ نائیگر نے ملنے سے انکار نہیں کیا۔ اس نے رسیدور رکھا اور انھوں کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی تاکہ لباس تبدیل کر کے وہ فلاور کالوںی جائے۔

دیتے ہوئے کہا۔

”اور بس واپسی تو فرنٹ گیٹ سے ہی ہو سکتی ہے“..... عقیقی

سیٹ پر بیٹھے ہوئے اس کے ایک ساتھی نے کہا۔

”بان جیمز۔ واپسی تو کوئی مسئلہ نہ ہو گی۔ اصل مسئلہ اندر جانے

کا ہے“..... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد

کار ایک چدیہ تعمیر شدہ کوئی کے بند گیٹ کے سامنے سے گزرتی تو

سب نے اس کوئی کی طرف اس طرح دیکھا جیسے اس کی شناخت کر رہے ہوں۔ کار آگے جا کر ایک پلک پارکنگ میں مڑ گئی اور پھر

پارکنگ میں جا کر رک گئی۔

”مجھے کوئی پر کوئی خالقی انتقامات تو نظر نہیں آئے“..... روکس

نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”یہ ان کی عارضی رہائش گاہ ہے۔ ہمیشہ کوئی نہیں ہے“..... ڈیوڈ

نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب نے اس کی بات کی تصدیق کے

لئے اثبات میں سر بلادیے۔

”آؤ۔ ہمیں اب سائینڈ سے ہو کر عقیقی طرف جانا ہے لیکن ہم

اسکھنے نہیں جانیں گے۔ ایک درسرے کے چیخے لیکن وقف دے کر

جانیں گے تاکہ اگر تگرانی ہو رہی ہو تو ہم پر شک نہ ہو سکے۔

میرے پاس گیس پٹل ہے۔ میں سائینڈ سے اندر کپھول فائز کر

دوں گا“..... ڈیوڈ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھی

وہ مزکر پلک پارکنگ سے باہر نکل گیا۔ اس سے کچھ دیر بعد روکس

کار تیزی سے دوڑتی ہوئی جدید تعمیر شدہ فلاور کالوں میں داخل ہوئی۔ یہ کالوں ابھی حال ہی میں تعمیر ہوئی تھی۔ اس کا ڈیزائن اس

انداز میں تیار کیا گیا تھا کہ پورے قاہرہ میں اس کالوں کی تعریف

کی جاتی تھی۔ اس کی سب سے بڑی خوبصورتی یہ تھی کہ اس کالوں

کی ہر کوئی کو کارز کوئی کے انداز میں بنا لیا گیا تھا۔ کار کی ڈرائیورنگ

سیٹ پر ڈیوڈ بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائینڈ سیٹ پر روکس اور عقیقی سیٹ پر

ڈیوڈ کے دو ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔

”باز۔ گیس فائز کرنے کے بعد ہم اندر کھر سے جائیں گے۔“

سائینڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہو تو روکس نے ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ظاہر ہے فرنٹ سے تو نہیں جا سکتے۔ عقیقی طرف سے ہی

جانیں گے۔ بیہاں ہر کوئی کے عقب میں گلی چھوڑی گئی ہے جس

میں کوڑا کرکٹ کے ڈرم رکھے جاتے ہیں۔ ان ڈرموں کی وجہ سے

عقیقی دیوار پھاندنے میں بھی آسانی رہے گی“..... ڈیوڈ نے جواب

بھی اس کے پیچے چل پا اور پھر وقف وقف سے باقی دو بھی روان ہو گئے۔ ذیوڈ بڑے اطمینان بھرے انداز میں سڑک کی سائینڈ پر بنے ہوئے فٹ پاتھ پر چلتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کی تیر نظریں ماحول کا تکوپی جائزہ لیتی جا رہی تھیں۔

ٹریکٹ سڑکوں پر موجود تھا لیکن یہاں چلنے والوں کی تعداد خاصی کم تھی۔ مطلوب کوئی اس کے باہمی باتھ پر تھی۔ اس کا ایک باتھ جیب میں تھا اور جب اسے اندازہ ہوا کہ اب کوئی کی اندر ورنی عمارت قریب آگئی ہے تو اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور جیب سے گیس پسلنکال کر اس نے اس کا رخ کوئی کی اندر ورنی طرف کیا اور یہے بعد دیگرے ٹریکٹ دباتا چلا گیا۔ چار کپسول ٹکلے دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس نے بھلی کی سی تیزی سے گیس پسلنکال وابس جیب میں ڈالا اور ایک بار پھر آگے بڑھنے لگا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے معلوم تھا کہ یہ فوراً اتر کرنے والی گیس چند لمحوں میں پوری کوئی میں پھیل کر وہاں موجود ہر فرد کو بے ہوش کر دے گی اور یہ گیئن ایسی تھی کہ جس قدر تیزی سے اثر پذیر ہوتی تھی اتنی ہی تیزی سے فضا میں مل کر فرم بھی ہو جاتی تھی لیکن پھر بھی کم از کم پانچ منٹ انتظار کرنا ضروری تھا اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھر کوئی فرم ہو گئی اور عقبی گلی آگئی تو وہ عقبی گلی میں

ڑک گیا۔ وہاں واقعی کوزا کرکٹ کے چار ڈرم موجود تھے۔ ان میں سے دو دیوار کے قریب تھے جبکہ دو کچھ فاصلے پر موجود تھے۔ ذیوڈ ایک ڈرم کی اوٹ میں ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد روکس بھی گلی میں داخل ہوا۔

”اب میں اندر جا رہا ہوں“..... ذیوڈ نے کہا اور پھر بھلی کی سی تیزی سے وہ ڈرم پر چڑھ کر دیوار پر چڑھا اور پلک جھپکنے میں اندر کوڈ گیا۔ اس کے اندر کوڈنے سے بلکا سادھا کہ وہاں لیکن ذیوڈ جانتا تھا کہ یہیں کے اڑات کی وجہ سے اس دھماکے پر کوئی رد عمل نہ ہو گا اس لئے وہ اٹھا اور آگے بڑھ گیا۔ گیس کی نامانوس یواس کو محسوس نہ ہو رہی تھی۔ اسی لمحے اسے اپنے عقب میں دھماکہ سنائی دیا تو وہ مژا۔ اس نے روکس کو اٹھتے ہوئے دیکھا تو وہ وہیں رک گیا تاکہ سب ساتھی اندر آ جائیں تو پھر وہ سب اکٹھے ہو کر آگے بڑھیں۔ ویسے اسے اب خیال آ رہا تھا کہ وہ جا کر چھوٹا چھانک کھول دیتا تو اس کے ساتھی آسمانی سے اندر آ سکتے تھے لیکن پھر اسے خیال آ گیا کہ کہیں سے بھی انہیں چیک کیا جا سکتا تھا اس لئے یہی طریقہ درست ثابت ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے باقی ساتھی اندر تھیں گے تو وہ سب سائینڈ گلی سے ہوتے ہوئے فرنٹ پر پہنچ گئے۔ وہاں چھانک کے قریب ایک ملازم نما آدمی زمین پر بے ہوش ڈالا ہوا تھا۔ وہ عمارت کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے ایک کمرے میں دو آدمیوں کو کرسیوں پر بے ہوش پڑے ہوئے دیکھا جبکہ اس

کمرے کے دروازے پر ایک افریقی جبشی فرش پر بے ہوش چڑا ہوا تھا جبکہ ایک ایکریجی جبشی ایک اور کمرے میں کری پر بے ہوش کے عالم میں پڑا پاپا گیا تھا۔ ان کے علاوہ وہاں اور کوئی آدمی نہیں تھا۔ ذیوڈ جانتا تھا کہ عمران اور اس کا شاگرد نائینگر اکٹھے کمرے میں ہیں۔ گونائینگر یورپی میک اپ میں تھا لیکن وہ اسے اس میک اپ میں جمال پاشا کے پاس دیکھ چکا تھا۔ مشین اس کے پاس ہی تھی۔ ”وہ مشین ہم نے تلاش کرنی ہے۔ سب کروں میں پھیل جاؤ اور چیک کرو۔ کیمرے کی ٹکل کی مشین ہے“..... ذیوڈ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو وہ سب سر ہلاتے ہوئے باہر چلے گئے جبکہ ذیوڈ نے عمران اور نائینگر کے کمرے میں موجود الماری کو چیک کیا۔ وہاں موجود بیز کی درازوں کو بھی چیک کیا گیا لیکن وہاں وہ مشین موجود نہ تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے رپورٹ مل گئی کہ پوری عمارت میں کہیں بھی کوئی کیسرہ نہما مشین موجود نہیں ہے۔ ”مشین کہیں ہوئی چاہئے۔ کہاں جائیں ہے وہ“..... ذیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”پا۔ کوئی خفیہ تجہ خانہ ہو۔ ہمیں اس نقطہ نظر سے بھی جلاشی لینی چاہئے“..... ذیوڈ کے ساتھی بیگر نے کہا۔ ”باں چلو۔ ہم سب مل کر تلاش کرتے ہیں“..... ذیوڈ نے کہا اور پھر کافی دیر تک کوشش کے باوجود وہ وہاں کوئی خفیہ تجہ خانہ یا سیف نہیں نہ کر سکے اور مشین بھی انہیں کہیں نظر نہ آئی۔

”اب ایک ہی صورت ہے کہ انہیں ہوش میں لا کر ان سے معلوم کیا جائے“..... ذیوڈ نے کہا۔ ”باس۔ اس نائینگر کو ہوش میں لایا جائے۔ اسے معلوم ہو گا۔“ پہلی باتی تینوں کو ہوش میں لانے سے پہلے گولی مار دی جائے۔ روکس نے کہا۔ ”نہیں۔ کچھ معلوم نہیں کر کیا ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ جس کیس سے بے ہوش ہوئے ہیں یہ وہ گھنٹوں سے پہلے خود بخود ہوش میں نہیں آ سکتے اس لئے بے فکر رہو۔ یہاں سے کوئی رسی ڈونڈھو ٹاکر کر اس نائینگر کو ہوش میں لانے سے پہلے اچھی طرح باندھ دیا جائے“..... ذیوڈ نے کہا اور پھر اس کے حکم پر رسی کا بندل لالیا گیا اور پھر نائینگر کو وہاں سے اخا کر ایک اور کمرے میں لایا گیا اور وہ اسے باندھ کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ یکنہت ذور بدل کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار چل پڑے۔ ”اوہ۔ کون آ گیا“..... ذیوڈ نے کہا۔ ”اے کمرے میں لانا پڑے گا“..... روکس نے کہا۔ اسی لمحے کھنثی دوبارہ بجائی گئی۔ ”آؤ۔ اب جو بھی ہے اسے تو ساتھ لانا ہی ہے“..... ذیوڈ نے کہا اور پھر وہ سب عمارت سے نکل کر قیڑی سے پتے ہوئے چھانک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”اس گارڈ کو ایک طرف ڈال دو اور تم سب یہاں اوٹ میں ہو جاؤ۔ جیسرا تم چھانک کھولو گے۔ باہر کار موجود ہے۔“..... ڈیوڈ نے سرگوشیاں لے چکے میں کہا اور پھر بے ہوش پڑے ہوئے گارڈ کو گھیت کر انہوں نے ایک طرف ڈال دیا جبکہ جیسرا چھوٹے چھانک کی طرف بڑھ گیا۔ ڈیوڈ اور اس کے ساتھ اوٹ میں ہو گئے لیکن ان کی نظریں چھانک پر جمی ہوئی تھیں۔ جیسرا چھوٹا چھانک کھول کر باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا اور اس نے چھوٹا چھانک بند کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف آیا۔

”پنسسر سدرہ ہے اور اکیل ہے۔“..... جیسرا نے کہا۔

”اوہ۔ یہ ان سے ملنے آئی ہو گی۔ جا کر چھانک کھولو۔ اسے بھی بے ہوش کر کے باندھنا ہو گا اور سنو۔ تم اسے ساتھ لے کر عمارت میں آؤ۔ ہم وہاں اس کے سر پر چوتھا لگا کر اسے بے ہوش کریں گے۔ جاؤ۔“..... ڈیوڈ نے جیسرا سے جیسرا ساتھیوں کو اپنے ساتھ چلنے کا کہا اور پھر وہ سب بچوں کے بل دوڑتے ہوئے عمارت میں پہنچ کر ایک چوڑے ستون کی اوٹ میں کھڑے ہو گئے۔ اسی لمحے جیسرا نے بڑا چھانک کھولا اور ایک پٹ کو ڈکھیل کر دوسرے پٹ کے پیچھے ہو گیا۔ باہر موجود کار تیزی سے اندر آئی اور سیدھی سائینڈ پر بنے ہوئے گیراج کی طرف بڑھ گئی جبکہ کار کے چھانک کر اس کرتے ہی جیسرا نے چھانک بند کر دیا اور اسے لاک کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کار کی طرف بڑھا جس

میں سے پنسسر سدرہ نکل کر اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اسی لمحے جیسرا کو اس گارڈ کا خیال آیا جو سائینڈ پر اوٹ میں بے ہوش پڑا تھا لیکن دوسرے لمحے وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ وہ جس اوٹ میں تھا وہ پارکنگ سے نظر نہ آئتی تھی ورنہ پنسسر سدرہ بہر حال تربیت یافت تھی اس لئے وہ ہوشیار ہو جاتی تو خاصی مشکل پیش آتی۔

”تم یہاں ملازم ہو۔“..... پنسسر سدرہ نے جیسرا سے کہا۔ ”یہ میڈم۔ آئی۔“..... جیسرا نے مودہ بان لیجے میں کہا اور عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ پنسسر سدرہ اور ہادھر دیکھتی ہوئی اس کے پیچھے پھل پڑی۔ ستون کی اوٹ میں موجود ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کی نظریں پنسسر سدرہ پر جمی ہوئی تھیں۔ ڈیوڈ کی جیب میں موجود مشین پٹسل کی نال پر اس کا ہاتھ جما ہوا تھا۔ وہ اس کا دست پنسسر سدرہ کے سر پر مارنا چاہتا تھا کیونکہ فارٹنگ کے سامنے گنجان آباد ہلکتے تھے میں پولیس فوراً پہنچنے کی تھی اور انہی اس نے تائید کر دیا۔ جو شیخ میں لا کر اس سے مشین کے سطح میں معلومات حاصل کرنا تھیں اور پھر پنسسر سدرہ، جیسے ہی ستون کی سائینڈ سے نکل کر اندر برآمدے میں آئی ڈیوڈ کا بازو بیکل کی سی تیزی سے گھوما اور مشین پٹسل کا دست پوری قوت سے پنسسر سدرہ کے سر پر پڑا تو وہ جھینک ہوئی اچھل کر فرش پر گری۔ نیچے گرتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ڈیوڈ کی لات حرکت میں آئی اور اٹھنی ہوئی پر پنسسر سدرہ کی کٹپٹی پر پوری قوت سے ضرب پڑی اور پنسسر سدرہ جھینک

ہوئی ایک بار پھر نیچے گری اور چند لمحے ترپ کر ساکت ہو گئی تو
ڈیوڈ نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔

”اسے بھی اٹھا کر نائیگر کے ساتھ والی کری پڑالو اور پھر ری
سے باندھ دو کیونکہ یہ گیس سے بے ہوش نہیں ہوئی۔ اسے کسی بھی
وقت ہوش آ سکتا ہے۔۔۔ ڈیوڈ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور
تھوڑی دیر بعد اس کے حکم کی قبیل کو کہا۔۔۔

”اب تم سب باہر رکو اور خیال رکھو کہ پنسس سدرہ کی طرح
کوئی دوسرا بھی آ سکتا ہے۔۔۔ ڈیوڈ نے اپنے ساتھیوں سے
خاطب ہو کر کہا۔

”باس۔ ہم نائیگر کو اٹھا کر نے لے جائیں اور اپنے اڑے پر
اطمینان سے پوچھ چکھ کریں۔ یہاں تو کسی بھی لمحے کوئی بھی آ سکتا
ہے۔۔۔ روکس نے کہا۔

”حق ہو گئے ہو۔ ہم نے نائیگر کا اچار ڈالنا ہے۔۔۔ بھیں وہ
مشین چاہنے جو ظاہر ہے میں کہیں چھپا کر رکھی گئی ہے اس لئے
نائیگر سے میں پوچھ چکھ ہو گی۔۔۔ ڈیوڈ نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”سوری باس۔۔۔ روکس نے قدرے شرمندہ سے لمحے میں کہا
اور یہ دنی دروازے کی طرف مڑ گیا جبکہ ڈیوڈ نے جیب سے ایک
بوتل نکالی اور اس کا ڈھن کھٹا کر بوتل کا دہانہ نائیگر کی ناک سے لگا
دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھن انگا کر اسے
جیب میں رکھ لیا اور پھر سامنے رکھی ہوئی کری پڑنے لگی۔

نائیگر کے تاریک ذہن میں روشنی کا نظر نہودار ہوا اور پھر یہ
نظر چھیڑا چاہیا۔ اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشموری طور پر
انٹھے کی روشن کی لیکن وہ صرف کہما کر رہا گیا۔ اس کی آنکھوں
میں جھرت کے ہڑات ابھر آئے تھے کیونکہ اسے یاد تھا کہ وہ
کرے میں بیٹھا عمران کے ساتھ پاتیں کر رہا تھا کہ اس کی ناک
سے نامنوں سی بوکھرائی اور پھر اس سے پسلے کے وہ کچھ سمجھتا اس کا
ذہن تاریک پڑ گیا۔ بالکل کمرے کے شتر کی طرح۔ اسے سمجھنا آ
رہی تھی کہ یہ لفکت یہ سب کچھ کیا ہو گیا ہے لیکن دوسرے لمحے چیزے
ہی لاشموری طور پر اس نے گردن موڑی اس کو جیسے الیٹریک کرنٹ
لگ گیا ہو کیونکہ اس کے ساتھ ہی کری پر پنسس سدرہ بے ہوش
کے عالم میں موجود تھی جبکہ سامنے کری پر ایک آدمی بڑے اطمینان
سے بیٹھا ہوا تھا۔

"تم کو پوری طرح ہوش آگیا ہے تو تم سے بات کی جائے۔" اس آدمی نے نائگر سے مخاطب ہو کر بڑے طفیرے لمحے میں کہا۔ "تم کون ہو اور یہ سب کچھ کیا ہے۔" نائگر نے کہا۔

"تمہارا نام نائگر ہے اور تم نے یورپی میک اپ کیا ہوا ہے جبکہ تم پاکیشانی ہو اور پاکیشانی ایجنسی عمران جو ساتھ دالے کمرے میں ہے ہوش چڑا ہے، کے شاگرد ہو۔ تمہارے پاس وہ مشین موجود ہے جس سے تم نے آرس پروہت کا مقبرہ نریں کیا ہے۔" اس آدمی نے کہا تو نائگر کو واقعی شدید حیرت کا دھپکا لگا۔

"تم کون ہو اور یہ سب کچھ کیسے جانتے ہو۔" نائگر نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم نے پنسنسر سدرہ کے ساتھ عمل کر ہاگری سنوارت خانے میں قتل عام کیا اور وہاں سے ہاگری کے پروفیسر اسٹ کی ایجاد کرده کیسرہ نما مشین اڑا۔ اس کے بعد تم اور تمہارے ساتھی عمران نے جمال پاشا سے مل کر فرغون اسار کے مغرب میں اس مشین کے ذریعے آرس پروہت کا مقبرہ نریں کر لیا۔ پھر یہ مشین تم نے جمال پاشا سے دو روز کی اجازت لے کر اپنے پاس رکھ لی۔ انہیں وہ مشین چاہئے۔ اگر تم بتا دو کہ وہ مشین تم نے کہاں چھپائی ہے تو ہم مشین لے کر خاموشی سے واپس چلے جائیں گے ورنہ دوسری صورت میں تمہاری اور تمہاری اس دوست پنسنسر سدرہ دونوں کی تمام ہڈیاں توڑ دی جائیں گی۔ مشین تو

بہرحال ہم نے حاصل کریں ہے۔" ڈیوڈ نے کہا۔

"میں نے تمہارا نام پوچھا ہے اور تعارف لیکن جواب میں تم نے میرے سوال کا جواب تو دیا ہی نہیں اپنی تقریر کر ڈالی ہے۔" نائگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ دراصل اس دوران ری سے آزادی کے لئے گاٹنچہ تلاش کرتا رہا تھا۔ اسے ری کی بنزشوں کا انداز دیکھ کر اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے یورپ کے مخصوص انداز میں بازدھا گیا ہے اور وہ اس انداز کو نصف بخوبی پیچھا تھا بلکہ وہ اسے کھولنے کا بھی طریقہ جانتا تھا اس لئے وہ سامنے بیٹھے ہوئے آدمی سے باتیں کرنے کے دوران گاٹنچہ تلاش کرتا رہا اور جیسے ہی گاٹنچہ اس کے باٹھ میں آئی اس نے چند لمحوں میں اسے کھول لیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اسکی گاٹنچیں کس انداز میں پاندھی اور کھوپی جا سکتی ہیں اور جیسے ہی گاٹنچہ کھل ہائگر کے لمحے میں بھی ختنی عود کر آئی تھی۔

"میرا نام ڈیوڈ ہے اور میرا تعلق نیدر لینڈ کے کراون گروپ سے ہے۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ مشین کے پارے میں بتا دو درونہ۔" ڈیوڈ نے بھی خاص سے سخت لمحے میں کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ نائگر کوئی جواب دیتا ساتھ والی کری پر بیٹھی ہوئی پنسنسر سدرہ کراہتے ہوئے ہوش میں آگئی تو ڈیوڈ اور نائگر دونوں اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ آنکھیں کھولتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف کسمہ کر رہا گئی۔ اس کے چہرے پر

پڑ گیا جبکہ نائیگر کے چہرے پر بھلی کی پریشانی تھی لیکن وہ خوفزدہ نظر
تھیں آ رہا تھا۔

”مرد ہو ڈیوڈ اور مرد عروتوں پر فولادی کے نہیں آزمایا کرتے۔
جو کچھ کرنا ہے پہلے میرے ساتھ کرو۔ پنسس سدرہ کو تو دیے بھی
اس مشین کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔۔۔ نائیگر نے ڈیوڈ
سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بجھے معلوم تھا کہ تم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو
کیونکہ ہوش میں آ کر پنسس سدرہ نے جب تمہاری طرف دیکھا تو
اس کے چہرے پر جو کچھ مجھے نظر آ رہا تھا اور اب تم نے جو کچھ کہا
ہے اس سے میری سوچ کی تائید ہوتی ہے اس نے یقین کرو میں
تمہارے سامنے پنسس سدرہ کے جسم کی تمام ہڈیاں توڑ ڈالوں گا
اور پھر تمہاری باری آ جائے گی۔ آخری موقع دے رہا ہوں۔ میں
صرف یانچ تک گنوں گا۔ ایک، دو۔۔۔ ڈیوڈ نے واقعی روک روک کر
نہ صرف فتنتی شروع کر دی بلکہ ساتھ وہ فولادی کے پر بھی اس
طرح ہاتھ پھیر رہا تھا جیسے اس کی ضرب کی ہولناکی کا مزہ لے رہا
ہو۔۔۔

”تم واقعی انتہائی بزرگ آدمی ہو اور مجھ سے خوفزدہ ہو اس لئے
عورت پر خلم کی بات کر رہے ہو۔۔۔ نائیگر نے برا سامنہ ہاتھ
ہوئے کہا۔

”تم۔۔۔ تمہاری یہ جرأۃ۔۔۔ نائیگر کی توقع کے میں مطابق ڈیوڈ

شدید تکلیف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے گردن گھما کر
نائیگر کی طرف دیکھا تو تو بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
”یہ سب کیا ہے۔ یہ کون ہے۔ مجھ پر کیوں جملہ کیا گیا ہے۔۔۔
پنسس سدرہ نے بے چین سے لجھ میں کہا۔

”ان صاحب کا نام ڈیوڈ ہے اور یہ نیدر لینڈ کے کراون گروپ
سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے یہاں بے ہوش کر دیئے والی گیس
فائز کی اور پھر مجھے باندھ دیا۔ یقیناً تم اس دوران یہاں پہنچ ہو گئی
اور انہوں نے تمہیں بھی بے ہوش کر کے یہاں باندھ دیا اور یہ اس
مشین کی تلاش میں آئے ہیں جو ہانگری کے پوشاہر است نے
ایجاد کی ہے۔۔۔ نائیگر نے اس طرح تفصیل سے سامنے بیٹھے ڈیوڈ
کا تعارف کرایا جیسے کہ دوست کا تعارف کرایا جا رہا ہو۔

”سنو پنسس سدرہ۔۔۔ نائیگر کو سمجھا دو کہ یہ بجھے وہ مشین دے
دے ورنہ میں پہلے تمہاری ہڈیاں توڑوں گا اور پھر اس کی۔۔۔ ڈیوڈ
نے کہا۔ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس نے جیب
میں ہاتھ ڈال کر ایک فولادی فنگر کو نکالا جس پر ابھرے ہوئے
چھوٹے چھوٹے فولادی پوائنٹس موجود تھے۔ اس نے اس کے کو
اپنے دائیں ہاتھ پر چھالایا۔ یہ فولادی مکا اس انداز میں ہایا گیا
تھا کہ اگر واقعی زور سے اس کی ضرب نگائی جاتی تو رُخ میں آنے
والی بڑی شکنکی کی طرح نوٹ سکتی تھی۔ یہ فولادی مکا انتہائی نظرناک
اور خوفناک تھا۔ پنسس سدرہ کا چہرہ اس فولادی مکے کو دیکھ کر زرد

اس کی بات سن کر شدید غصے میں آ گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے پوری قوت سے فولادی مکا نائگر کے جزو سے پر مارنے کے لئے بجلی کی تیزی سے بازو گھلایا لیکن نائگر یکخت کرنی میں اس طرح سٹ گیا کہ ڈیوڈ اپنے آپ کو بروقت سنپال نہ سکا اور اس کا بازو فھٹا میں ہی گھوم گیا اور پھر جیسے ہی بازو گھونٹنے کی وجہ سے ڈیوڈ کا جسم بھی تیزی سے گھومتا تو نائگر یکخت کرنی سمیت اٹھا اور اس نے سرکی زور دار ٹکر گھونٹنے ہوئے ڈیوڈ کی پشت پر لگائی تو گھومتا ہوا ڈیوڈ اس ٹکر سے سنپال نہ سکا اور چیختا ہوا اچھل کر منہ کے مبل فرش پر ایک دھماکے سے گرا۔ اس کا سر کری سے صرف چند لمحے کے فاصلے پر تھا درستہ اس کا سر پوری قوت سے کری سے ٹکر لگتا تھا۔ نائگر نے یہ سب کچھ دانستہ اور باقاعدہ ایک پلان کے تحت کیا تھا کیونکہ وہ گامٹھ کھول کچا تھا لیکن رسیاں ابھی تک اس کے جسم کے گرد موجود تھیں۔ حتیٰ کہ اس کی دونوں کلاں یوں کو بھی اکٹھا کر کے رہی کوئی بار لپٹنا گیا تھا۔

نائگر نے الگیوں کی مدد سے گامٹھ کھولنے میں کامیابی حاصل کر لی تھی لیکن جب تک اس کے ہاتھ نہ آزاد ہو جاتے اس وقت تک وہ اپنے جسم کے گرد موجود رسیاں نہ کھول لگتا تھا اور ڈیوڈ کے سامنے یہ سارے کام سرانجام نہیں دیئے جا سکتے تھے اس لئے اس نے پلان بنایا تھا اور اس کا یہ خیال تھا کہ وہ اس طرح ڈیوڈ کو کوئی ایسی ضرب لگانے میں کامیاب ہو جائے گا کہ ڈیوڈ فوری طور پر

رغل ظاہر نہ کر سکے گا اور اسے اتنا وقت مل جائے گا کہ وہ ہاتھوں کے ساتھ ساتھ اپنے جسم کو بھی رسیوں سے آزاد کر سکے لیکن ڈیوڈ خاصاً تربیت یافتہ بھی تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا سر بھی کری سے نکلایا تھا اس لئے وہ یعنی گرتے ہی انجائی تیزی سے گھوم کر ہے صرف اختنے میں کامیاب ہو گیا لیکن نائگر اس دوران صرف اپنے ہاتھ رسیوں کے بل سے چھڑا سکا تھا۔ اس کے جسم کے گرد رسیاں انہیں تک موجود تھیں اور ان رسیوں سے آزادی کے لئے اسے بہر حال پچھو دفت چاہئے تھا جو اسے نہ مل سکا تو اس نے فوری طور پر ڈیوڈ پر دوزہ اور ار رہ دیا۔ وہ پونکہ پہلی ضرب الگاتے ہوئے انھ کر کھڑا ہو چکا تھا ابتدہ کری رسیوں کی وجہ سے اس کے جسم کے ساتھ ہی چھٹی ہوئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ وقف ملتے ہی کری کو یعنی گرانے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن ڈیوڈ نے اسے معمولی سا وقفو بھی نہ دیا تھا اس لئے اس نے کری سمیت اس پر چھلا گگ لگا دی لیکن اس کا جسم اس طرح اچھلا تھا کہ وہ جب اختنے ہوئے ڈیوڈ تک پہنچا تو اس کا جسم فنا میں گھوم ڈکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی کرہ ڈیوڈ کی چیخ سے گونج اٹھا کیونکہ اختنے ہوئے ڈیوڈ سے پوری قوت سے کری ٹکرائی تھی جس سے اسے کافی زور دار پوئیں آئی تھیں۔ خاص طور پر ڈیوڈ کی ناک پر کری کی لکڑی اس زور سے کٹرائی تھی کہ اس کی ناک کی نہ صرف بڑی نوٹ گئی تھی بلکہ اس کی ناک سے خون بینے لگا تھا لیکن دوسرا لمحے ڈیوڈ بجلی کی طرح تپا اور

اس نے نہ صرف نائیگر کو کری سمیت ایک طرف اچھاں ریا بلکہ گھوم کر انتہے ہوئے اس نے جیب سے میشین پٹل بھی نکال لیا۔ خون اس کی ناک سے مسلسل نکل رہا تھا اور اس کا چیرو، گردون اور سینہ خون سے سرخ ہو رہا تھا لیکن ڈیوڈ کا انداز ایسا تھا جیسے اس کی قطعی پرواہ نہ ہو جبکہ نائیگر کری میں اس طرح الجھ گیا تھا کہ اس کے لئے کری سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو رہا تھا۔

اسی لمحے ڈیوڈ نے میشین پٹل کا نائیگر دبا دیا اور کرہہ ترا تراہٹ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا لیکن اس کے ساتھ ہی چیخ ڈیوڈ کے حلق سے ہی برآمد ہوئی کیونکہ اس کی پوری توجہ نائیگر کی طرف تھی اور وہ پنسنر سدرہ کو بھول چکا تھا جبکہ پنسنر سدرہ اس دوران پاتھک آزاد کراچی تھی لیکن نائیگر کی طرح ابھی اس کا جسم رسیوں کی مضبوط گرفت میں تھا جن سے رہائی کے لئے خاصا وقت چاہئے تھا جبکہ پنسنر سدرہ اپنے سامنے نائیگر اور ڈیوڈ کے درمیان ہونے والی فائٹ نہ صرف دیکھ رہی تھی بلکہ اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ نائیگر رسی کی وجہ سے بری الجھ گیا تھا اور کسی بھی لمحے ڈیوڈ اس پر بھاری پڑ سکتا تھا اور تربیت یافت ہونے کی وجہ سے اسے یہ بھی احساس ہو گیا تھا کہ وہ فوری طور پر رسیوں سے آزاد بھی نہیں ہو سکتی تھی اور نائیگر کی طرح کری سمیت اچھل کر ڈیوڈ پر حمل بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اس کے اور ڈیوڈ کے درمیان فاصلہ کافی تھا۔ چنانچہ اس نے دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ جب ڈیوڈ اور نائیگر ایک دوسرے سے الجھے

ہوئے تھے تو اس نے تیزی سے اپنا باٹھ پیر کی طرف بڑھایا اور ایک جھٹکے سے اس نے پیر میں موجود جوتا اتار لیا۔ یہ میں وہی وقت تھا جب ڈیوڈ گھوم کر اندر رہا تھا اور اس نے انتہے ہوئے جب سے میشین پٹل بھی نکال لیا تھا اور پھر جیسے ہی ڈیوڈ نے نائیگر پر انکی رکھی اسی لمحے پر پنسنر سدرہ نے پوری قوت سے جوتا اس کے باٹھ پر دے مارا۔ فائر گکھ کا باٹھ جھٹکا کھا کر دوسرے رخ پر چلا گیا۔ اس جوتے کی ضرب کھا کر باٹھ جھٹکا کھا کر دوسرے رخ پر چلا گیا۔ اس طرح نہ صرف نائیگر تینی موت سے فیج گیا بلکہ اچاک ضرب لگنے کی وجہ سے ڈیوڈ کے باٹھ سے میشین پٹل بھی نکل کر چند فٹ دور جا گرا اور اچاک جوتے کی ضرب لگنے سے ڈیوڈ کے منہ سے بھلی چیخ نکل گئی۔

ادھر نائیگر کے لئے اتنا ہی وقفہ کافی تھا۔ گوہ رسیوں سے تو پوری طرح آزاد نہ ہو سکا تھا لیکن گولیوں سے بچنے کے لئے وہ تیزی سے گھوما اور بھلی کی تیزی سے فرش پر گھستا ہوا اس طرف کو بڑھا جبال میشین پٹل گرا تھا۔ یہ وہ چند لمحے تھے جب ضرب کی وجہ سے ڈیوڈ کے باٹھ سے میشین پٹل نکلا تھا اور وہ ضرب کی وجہ سے بھلی کی چیخ مار کر لا شوری طور پر باٹھ جھٹک رہا تھا کہ نائیگر کے باٹھ میں میشین پٹل آ گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر ترا تراہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی کرہہ ڈیوڈ کے حلق سے نکلے والی چیزوں سے گونج اٹھا اور وہ ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا۔ گولیاں

اس کے سینے پر بومچاڑ کی صورت میں پڑی تھیں۔ یہ سب کچھ پلک جھکنے میں بو گیا تھا۔

ذیوڈ کے نیچے گرتے ہی نائینگر بجلی کی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اونھر ذیوڈ کے مرتبے ہی پنسسروں نے بھی تیزی سے اپنے آپ کو رسیوں سے آزاد کرانا شروع کر دیا اور پھر وہ دونوں تقریباً ایک ہی وقت میں رسیوں سے آزاد ہو کر انھر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی لمحے نائینگر کو باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ تیزی سے بیدرنی دروازے کی سائیدہ میں دیوار سے پشت لٹا کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ تیزی سے کھلا اور ایک مسلسل آدمی جیسے ہی اندر واٹل ہوا نائینگر کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر چھپت پڑا اور چند لمحوں بعد آنے والے کا جسم ڈھیلا ہو کر ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرف فرش پر گرتا چلا گیا۔ نائینگر نے اس کی گردن کے گرد دباؤ ڈال کر اسے مخصوص انداز میں جھکا دے کر بے ہوش کر دیا تھا۔ باہر سے اسے انسانی آوازیں سنائی دیں تو وہ سمجھ گیا کہ باہر ذیوڈ کے اور ساتھی بھی موجود ہیں۔ اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانا ک تو سامنے ایک راہداری تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ اس کمرے کے سائیدہ والے کمرے میں جہاں پہلے وہ بیٹھا عمران سے ہاتھیں کر رہا تھا اور اسے سائیدہ دروازے کے پاس فرش پر جو زفہ بے ہوش پڑا ہوا نظر آیا تھا لیکن اس کی توجہ اس طرف تھی جہاں سے اسے بولنے کی

آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ آگے بڑھ کر برآمدے کی طرف گیا تو اس نے برآمدے کے کونے میں ہمچن کی طرف دو آدمیوں کو کھڑے دیکھا۔ وہ آپس میں ہاتھ کر رہے تھے اور وہ خاصے چوکنا نظر آ رہے تھے اور اس طرح اونھر اونھر کی طرف سے خطرہ محسوس ہو رہا ہو۔

”رسک گیا ہے پھر واپس ہی نہیں آیا۔“..... ایک ہلکی سی آواز نائینگر کو سنائی دی۔

”مجھے خطرہ محسوس ہو، باروڈی۔ آؤ ہم اس کمرے میں چلیں۔ کچھ گڑبڑ لگ رہی ہے۔“..... وہ سری آواز سنائی دی تو نائینگر تیزی سے مڑا اور پھر گھوم کر راہداری میں آ گیا۔

”یہ کون تھا۔ یہاں کون تھا۔“..... اسی لمحے جتنی ہوئی آواز سنائی دی۔ لا جمال نائینگر کو مرتے ہوئے دیکھ لیا گیا تھا اور پھر وہ دونوں بھجتے ہوئے راہداری کی طرف آنے لگے تو نائینگر واپس کرے میں واٹل ہو گیا۔ وہ دراصل کھلی جگہ پر فائزگر نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ تھجھاں آبادی کی وجہ سے لا جمال فائزگر کی آوازیں دور دور تک سن جاتیں اور پولیس فوراً یہاں پہنچ جاتی جبکہ بند کمرے میں فائزگر سے زیادہ فرقہ نہیں پڑتا تھا اس لئے وہ انہیں کمرے میں ہی کو رکھنا چاہتا تھا۔ جب نائینگر دروازے پر پہنچا تو پنسسروں دروازہ کھول کر باہر آ رہی تھی لیکن نائینگر اسے دھکیلتا ہوا واپس اندر لے گیا اور پھر اس نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔

"سائید پر رہنا۔ دو آدمی آ رہے ہیں۔ ہم نے انہیں کور کرنا بے"..... نائیگر نے سر گوشانہ لجھ میں کہا تو پرنسپر سدرہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور دونوں آدمی تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں نے ہاتھوں میں مشین پھلرو پکڑے ہوئے تھے۔

"ارے۔ یہ کیا"..... دونوں ہی سامنے ہلاک ہوئے پڑے ذیوڈ اور بے ہوش پڑے روکس کو دیکھ کر بے اختیار اچھلے ہی تھے کہ نائیگر اور پرنسپر سدرہ دونوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ چونکہ ان دونوں پر اچانک حملہ کیا گیا تھا اس لئے وہ دونوں چند لمحوں میں ہی ڈھیر کر لئے گئے۔

"تم میںیں روکو۔ میں باہر چیک کر کے آتا ہوں"..... نائیگر نے کہا اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ پھر اس نے پوری وحشی چیک کر لی لیکن ایک کمرے میں عمران، ایک اور کمرے میں جوانا اور عمران کے کمرے کے باہر راہداری میں پڑے ہوئے جوزف کے علاوہ دباؤ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ نائیگر نے واپس آ کر پرنسپر سدرہ کو بتایا کہ اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ پھر اس نے ذیوڈ کی تباہی لینا شروع کر دی کیونکہ وہی ان کا باس لگ رہا تھا اس لئے نائیگر کو یقین تھا کہ ذیوڈ کی جیب میں اپنی گیس بوتل ہو گی۔ تب ہی اسے ہوش میں لایا گیا ہو گا اور اس کا اندازہ درست

ثابت ہوا۔

"میں عمران صاحب، جوزف اور جوانا کو ہوش میں لا کر آ رہا ہوں"..... تم ان بے ہوش افراد کا خیال رکھنا۔ یہ کسی بھی لمحے ہوش میں آ سکتے ہیں"..... نائیگر نے پرنسپر سدرہ سے کہا اور پھر پرنسپر سدرہ کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیزی سے بیردنی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کر دیا تھا اس نے باوجود خست تلاش کے مشین ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کے باخندگی تھی اور اس بہانے سے اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگیاں بھی پچالی تھیں ورنہ اگر مشین ان کو دستیاب ہو جاتی تو وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کے عالم میں ہی گولیاں مار کر بلاک کر دیتے۔ مشین کی عدم دستیابی کی وجہ سے مجبوراً انہیں نائیگر کو ہوش میں لانا پڑا تھا۔ نائیگر اور پنسر سدرہ نے ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ انتہائی بولناک فاٹک کے بعد ڈیوڈ اور دیبا جبکہ اس کے ایک ساتھی کو ہوش میں لا کر اس سے نائیگر نے ان کے چیف بس کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر ڈیوڈ کے تھوں ساتھیوں کو بھی بلاک کر دیا گیا۔

عمران، جوزف اور جوانا کو ہوش میں لانے کے بعد نائیگر اور پنسر سدرہ نے ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کو کاروں میں ڈالا اور لے جا کر دربارے میں پھیک دیا۔ اس کے بعد نائیگر نے لیب سے مشین اور فونوگرافیں لئے اور انہیں عمران کے حوالے کر کے وہ اب پنسر سدرہ کے ساتھ رچڈ کی سرکوبی کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس کا حکم عمران نے انہیں دیا تھا کیونکہ عمران کو معلوم تھا کہ اگر یہاں موجود کراون گروپ کا مکمل صفائی نہ کیا گیا تو یہ لوگ مشین کے پیچے پڑے رہیں گے اور اسے معلوم تھا کہ مصری یکرت سروس ابھی اس قابل نہیں ہے کہ ان گروپ کا پوری طرح مقابلہ کر سکے۔ عمران اس وقت فونوگرافیں سامنے رکھے انہیں اس نے غور سے

عمران اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے میز پر وہ بارہ فونوگرافیں پڑے ہوئے تھے جن پر ظاہر تو مختلف شکلوں کے دھبے ہی دھبے نظر آ رہے تھے لیکن غور سے دیکھنے پر ان دھبوں کے اندر مختلف رنگ بھی موجود تھے۔ عمران ان فونوگرافیں پر جھکا ہوا انہیں بغور دیکھ رہا تھا۔ یہ وہ فونوگرافیں تھے جو پروفیسر است کی کیمرہ نما مشین کے ذریعے آرس پروہت کے مدفن مقررے سے لئے گئے تھے۔ ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کو یہ مشین اس نے نسل سی تھی کہ ان کے آنے سے پہلے نائیگر یہ مشین تاہرہ کی ایک جدید لیب میں دے آیا تھا تاکہ اس کی میموری میں موجود تمام فونوگرافیں کو پہنچر پر لے آیا جاسکے۔

نائیگر مشین وہاں چھوڑ کر واپس آیا تھا کہ کچھ دیر بعد ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں نے باہر سے گیس فائز کر کے ہوش میں بے ہوش

وکھے رہا تھا کہ یہ معلوم کر سکے کہ آرم斯 پروہت کے مقبرے میں ایسکی کون سی چیز موجود ہے جس سے خلیط پھیل رہی ہے اور جس کے بارے میں سید چاغ شاہ صاحب نے اس کے خاتمے کا حکم دیا تھا۔ ان فونوگرافیں میں سونا اور جو ہرات کے ڈھروں کے ساتھ ایک می بھی نظر آ رہی تھی۔ اس طرح اور بھی بہت سی ایسی چیزیں موجود تھیں جن کے بارے میں عمران نہیں جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ آرم斯 پروہت کے اس مدفن مقبرے کو اوپن کرنے میں چھ ماہ سے ایک سال تک لگ سکتا ہے اور تک عمران یہاں بیٹھا رہ سکتا تھا اس لئے وہ چاہتا تھا کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ وہ اس مدفن مقبرے میں ہی اس خلیط پھیلانے والی چیز کا خاتمہ کر دے لیکن کوئی اسی چیز اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اس نے آڑکار ایک طویل سائلیا اور پھر پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور انکواری کے نمبر پر لیں کر دیئے۔

”یہاں سے پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور پاکیشیا کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دیں“..... عمران نے کہا۔

”بولہ کریں“..... دوسرا طرف سے کہا گیا۔

”بیلو۔ کیا آپ لائیں پر میں..... پچھے دیر کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

”لیں“..... عمران نے جواب دیا تو دوسرا طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریل دبایا اور ٹون آنے پر رابطہ نمبر پر لیں

کرنے کے بعد اس نے سید چاغ شاہ صاحب کا نمبر پر لیں کر دیا۔ دوسرا طرف گھنٹی بیجتے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھایا گیا۔

”السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ۔ عاذ چاغ شاہ عرض کر رہا ہیں۔“..... دوسرا طرف سے سید چاغ شاہ صاحب کی شفقت بھری آواز سنائی دی۔

”عذیزم السلام ورحمة الله وبرکاتہ۔ میں علی عمران یول رہا ہوں شاہ صاحب۔ مصر کے دارالحکومت قابوہ سے۔“..... عمران نے اکسارانہ بجھ میں کہا۔ شاہ صاحب شاید دنیا کے واحد آدمی تھے جن کے سامنے عمران اپنا تعارف اکثر ڈگریوں کے بغیر کرایا کرتا تھا۔ ”جیتے رہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا کرم کرے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“..... سید چاغ شاہ صاحب نے اپنے مخصوص بجھ میں کہا۔

”شاہ صاحب۔ آپ نے حکم فرمایا تھا کہ آرم斯 پروہت کے مقبرے کو نہیں کر کے اس میں اس چیز کا خاتمہ کر دیا جائے جس سے دنیا میں خلیط پھیل رہی ہے۔“..... عمران نے کہا۔ ”ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ میں نے ایسا کہا تھا لیکن اب مسئلہ کیا ہے۔“..... شاہ صاحب نے کہا تو عمران نے اپنیں اس مقبرے کو نہیں کرنے کی نوبت اور فونوگرافیں کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا۔

مشیت کو پہلے ایسا منظور نہ تھا اور جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو پروفیسر اسٹ نے مشین ایجاد کر دی۔ گواں نے مشین دنیاوی مقصد کے لئے ایجاد کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا اور آخراً کار مشین تم تک پہنچ گئی اور جزو ف کی مدد سے تم نے یہ مقبرہ تلاش کر دیا۔ اب تریکھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اطہمان سے واپس آ جاؤ۔ جب یہ مقبرہ باہر آ جائے گا تو پھر جا کر وہ باکس جس پر مشین کی تصویر تھی ہوئی ہے لے کر اسے کھلی فضا میں کھول دینا۔ اس طرح ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ اللہ حافظ۔..... سید جراح شاہ صاحب نے سُل بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابط ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسپور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطہمان کے تاثرات ایکر آئے تھے کیونکہ شاہ صاحب نے اس کی ایک بڑی الحسن ختم کر دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نجی ہوئی تو عمران نے ہاتھ بیڑھا کر رسپور اٹھایا۔

”لیں۔ علی عمران ایم ایکس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“..... عمران نے اپنے مخصوص لبجھ میں کہا۔

”اعظم سالار بول رہا ہوں۔ چیف آف اسٹریکٹ سروس۔“ دوسروی طرف سے مہربان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مگر دیا کیونکہ بطور چیف وہ جس انداز میں بولتا تھا اس وقت عمران سے سراسر مختلف سمجھے میں بول رہا تھا۔

”سالار۔ پھر اعظم اور چیف آف سٹریکٹ سروس۔ اس کے بعد

”شاہ صاحب۔ یہ مقبرہ اوپن کرتے میں تو جھے ماہ سے ایک سال کا عرصہ درکار ہے اور تب تک میں یہاں فارغ بیٹھا نہیں رہ سکتا اس لئے یہی صورت ہو سکتی ہے کہ فی الحال میں واپس پا کیشنا آ جاؤں اور جب مقبرہ اوپن ہو جائے تو دوبارہ یہاں آ کر اس چیز کو تریکھ کر کے اس کا خاتمہ کر دوں لیکن اس کے لئے آپ کی اجازت کی ضرورت ہے ورنہ آپ تاریخ ہو سکتے تھے کہ میں آپ کے حکم کی تفہیل کئے بغیر اپس آ گیا ہوں اس لئے میں نے فون کیا ہے۔ اب جیسے آپ حکم دیں۔..... عمران نے مودبانہ لبجھ میں کہا۔

”اللہ تعالیٰ تھیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ تمہاری نیک ماں کی دعاویں کو تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور ہم بھی اپنی معقول استطاعت کے مطابق تمہارے حق میں دعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔ آرس پروڈھٹ اپنے دور کا بہت بڑا شیطان تھا اور اس نے یہ مقبرہ اپنے لئے بنوایا ہی اس انداز میں تھا کہ اسے کسی صورت تریکھ نہ کیا جاسکے اور خفیہ رہنے کی وجہ سے اس کے اندر موجود ایک باکس شیطان کی طاقتیوں کو قوت فراہم کرتا ہے۔ اس کی شیطانی طاقت اس وجہ سے موجود ہے کہ وہ مقبرے میں بند ہے اور اسے پیداونی ہوا نہیں گلگ رہی۔ جیسے ہی مقبرہ اوپن ہو گا یہ باکس اپنی قوت کو دے گا اور اس طرح صدیوں سے آرس پروڈھٹ کی شیطانی قوت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کا اصل سلسلہ اس کو تلاش کرنا تھا۔ بے شمار لوگوں نے اس کے لئے کوششیں کیں لیکن اللہ تعالیٰ کی

تو صرف حکم کی تعمیل ہی کی جا سکتی ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو دوسری طرف سے اعظم سالار کے بننے کی آواز سنائی دی۔

”عمران صاحب۔ مجھے چیف ہیلیا ہی اس لئے گیا ہے کہ مجھے آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع مل چکا ہے۔..... دوسری طرف سے بننے ہوئے کہا۔

”مجھے یاد ہے اعظم سالار صاحب۔..... عمران نے جواب دیا۔

”مُنْكَرِي۔ میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ آپ کوئی زندگی پر مبارک باد دوں اور دوسری ایک لمحہ بات ہے جس کے لئے آپ سے بات کرنا ضروری تھا۔..... اعظم سالار نے اس بارہجیدہ لمحے میں کہا۔

”اوہ۔ کیا ہوا۔ کوئی خاص بات۔..... عمران نے چوک کر کہا۔

”میری سروں کی اہم رکن پرنسپر سدرہ بھند ہے کہ وہ آپ کے ساتھ پاکیشیا جائے گی۔ اس نے مجھے فون کیا ہے کہ میں آپ سے بابت کروں۔ پرنسپر سدرہ کو میں اپنی بیٹی کی طرح سمجھتا ہوں۔ وہ میری سروں کی اہم رکن ہے لیکن وہ اس وقت بھند ہے کہ وہ پاکیشیا جائے گی لیکن نائیگر نے اسے ساتھ لے جانے سے صاف انکار کر دیا ہے اور وہ اب آپ کی اجازت سے وہاں جانا چاہتی ہے۔۔۔ اعظم سالار نے گول مول سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ پرنسپر سدرہ کو میری رہائش گاہ پر بھج دیں۔ میں خود اس سے بات کر لوں گا۔ پھر وہ جیسے کہے گی ویسے ہی کر لیں گے۔..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بہت عُنکریہ عمران صاحب۔ اللہ حافظ۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ دراصل کیا ہوا ہو گا۔ پرنسپر سدرہ کی آنکھوں میں نائیگر کے لئے خصوص چک وہ دیکھے چکا تھا اور اسے معلوم تھا کہ نائیگر نے اسے بڑے سرد ہمراہ انداز میں جھوک دیا ہو گا اس لئے وہ عورت ہونے کے ناطے ضد پر ہوتا آئی ہے۔ اسے یقین تھا کہ وہ اس سے بات کرے گا تو اسے خاتم سمجھ میں آ جائیں گے۔

تھا۔ نائیگر نے باہر سے بے ہوش کر دینے والی گیس اندر فائز کر دی اور پھر عقیبی دیوار چاند کروہ اندر کوڈ گیا اور اس نے چاٹک کو کھول دیا تو پرسنسر سدرہ کار سیت اندر آ گئی۔ اس کے بعد انہوں نے رچڈ سیت اندر موجود تمام افراد کو بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک بکر دیا۔ البتہ نائیگر نے وہاں سے ایک قائل اٹھا کر جیب میں ڈال لی تھی جس میں کراون گروپ کے ہیڈ کوارٹر اور ہیڈ کوارٹر چیف کے بارے میں معلومات موجود تھیں اور اب ان کی واپسی ہو رہی تھی۔

”کیا تمہارا اور تمہارے استاد کا مشن پورا ہو گیا ہے۔“ اچاٹک پرسنسر سدرہ نے سائینڈ پر پہنچنے ہوئے نائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”ہاں۔ قدیم تختیاں اور ہیرا بھی مصر میں واپس آ گیا ہے اور آرمز پر وہت کا مقبرہ بھی ٹریس ہو گیا ہے۔ اب اسے اوپن کرنا صدری حکومت کا کام ہے ہمارا نہیں“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں اکثر سوچتی ہوں کہ تم اور تمہارا استاد پاکیشیا میں رہتے ہیں جبکہ ہم یہاں مصر میں رہتے ہیں اور ہمارا تعلق سکرت سروس سے بھی ہے لیکن اس کے باوجود تم یہاں مختصر وقت کے لئے آئتے ہو اور پھر سب کچھ تیری سے سامنے آ جاتا ہے۔ یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ تختیاں کہاں ہیں۔ یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ نیدر لینڈ، پاکنگری اور نیدر لینڈ کی انجمنیاں یہاں ہمارے خلاف کیا ہے اور آرمز پر وہت کا

کار تیزی سے تاہرہ کی ایک سڑک پر دوڑتی ہوئی آ گے بڑھی چل جا رہی تھی۔ ڈرائیور گ سیٹ پر پرسنسر سدرہ اور سائینڈ سیٹ پر نائیگر موجود تھا۔ وہ کراون گروپ کے مقابی چیف رچڈ کا خاتمہ کر کے واپس آ رہے تھے اس لئے انہوں نے جو طریقہ استعمال کیا تھا اس کی وجہ سے انہیں کسی روکی دمل کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ ڈیوڈ کے بے ہوش سائنسی روکس کو جب ہوش میں لا کر اس سے رچڈ کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں تو اس نے رچڈ کی رہائش گاہ کے بارے میں نہ صرف بکر رہائش گاہ کے اندر موجود افراد اور اس کے خاتمی انتظامات کے بارے میں تفصیل بتا دی تھی جی کہ نائیگر نے اس سے رچڈ کا حلیہ بھی معلوم کر لیا تھا اس لئے انہیں رچڈ کی رہائش گاہ تک پہنچنے میں کوئی پریشانی نہ اٹھائی پڑی تھی اور وہاں پہنچ کر انہوں نے وہی طریقہ اختیار کیا جو ڈیوڈ نے ان کے خلاف کیا

ہے”..... پنسر سدرہ نے کہا۔

”تم مجھے بیکلی ڈر اپ کر دو۔ میں نیکی میں چلا جاؤں گا۔ تم اپنے چینے سے بات کرو۔ وہی تمہیں سمجھائے گا۔ البتہ یہ تباہ دوں کہ تم جو مرغی آئے فیصلہ کرتی روہ میں تباہ کے کی فیصلے کا پابند نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے تم سے کوئی لوچپی ہے۔“..... نائیگر نے بڑے سرد اور جھکے دار مجھے میں کہا تو پنسر سدرہ نے اس طرح بریک لگائے کہ تارزوں کی چیزوں سے فنا گوئی انہیں۔

”اتو اور جاؤ۔ میں خود بھی وہاں پا کیشا پانچ سکتی ہوں۔ پھر میں دکھوں گی کہ تم مجھے کیسے اپنے سے علیحدہ کرتے ہو۔ میں دیکھوں گی۔ میں پنسر سدرہ ہوں کوئی عام لوکی نہیں ہوں۔ ساتھ نے۔ اتو یعنی۔“..... پنسر سدرہ نے بڑی انداز میں پیختے ہوئے کہا تو نائیگر نے دروازہ کھولا اور اچھل کر یعنی اترو اور پھر اس نے دھماکے سے دروازہ بند کر دیا۔

”تم عام نہیں، بہت ترقی کیم ایک ہو نہیں۔ حق لوکی۔“..... نائیگر نے کھلی ہوئی کھڑکی سے کہا اور تجزی سے مزکر دوڑتا ہوا عقیقی طرف ایک نیکی اشیزد کی طرف بڑھ گیا جبکہ پنسر سدرہ جس کا پھرہ غصے اور غیظاً و غضب سے بڑی طرح گیوگیا تھا، نے ایک جھکٹے سے کار آگے بڑھا دی۔

”تم خود ناہنس ہو۔ تم خود حق ہو۔ مجھے ناہنس کہتے ہو۔ مجھے حق کہتے ہو۔ مجھے۔ پنسر کو۔ تم خود ناہنس ہو۔ خود ناہنس۔

مکبرہ جو صد بیوں سے فریں نہ ہو پر رہا تھا فریں ہو جاتا ہے اور غیر ملکی انجینئروں کا بھی یہاں خاتمه کر دیا جاتا ہے۔ یہ سب آخر تم کیسے کر لیتے ہو۔“..... پنسر سدرہ نے مرجوبانہ مجھے میں کہا تو نائیگر بے اختیار فنس پڑا۔

”اس کے لئے تمہیں باس کا شاگرد بننا پڑے گا۔“..... نائیگر نے پیختے ہوئے کہا۔

”محیک ہے۔ بخوا دو۔ میں تیار ہوں۔“..... پنسر سدرہ نے فوراً کہا تو نائیگر بے اختیار چوک پڑا۔

”ارے۔ میں تمذاق کر رہا تھا۔ تم سمجھیدہ ہو گئیں۔“..... نائیگر نے منہ بیاتے ہوئے کہا۔

”سن۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں تمہارے ساتھ پا کیشا جاؤں گی اور تمہارے ساتھ کام کروں گی۔ اس طرح مجھے بہترین ٹریننگ ملے گی اور پھر اس ٹریننگ کے ساتھ واپس آ کر میں یہاں پاکل اسی طرح کام کروں گی جس طرح تم لوگ کرتے ہو۔“

پنسر سدرہ نے بڑے سمجھیدہ مجھے میں کہا۔

”کیا تم مذاق کر رہی ہو۔“..... نائیگر نے کہا۔

”مہیں۔ میں سمجھیدہ ہوں اور یہ بھی اس نوکر کیلئے میں جو فیصلہ کر لوں اسے ہر صورت پورا کرنی ہوں اس لئے اگر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی تو ضرور جاؤں گی اور تمہارے ساتھ کام کروں گی تو ضرور ایسا کروں گی۔ میرا فیصلہ اُلیٰ ہوتا

ہو..... پنسر سدرہ نے مسلسل بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کاریکٹر سردی کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئی۔ وہ اب جیف سے کہنا چاہتی تھی کہ وہ اس عمران کو کہہ کر اسے پاکیشاں بھجوائے تاکہ اس نائیگر کو پتہ چل جائے کہ پنسر سدرہ جو فصلہ کرتی ہے اسے پورا بھی کرتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اعظم سالار کے آفس میں داخل ہوئی تو میرے پیچے بیٹھا اعظم سالار بے اختیار چونکہ پڑا۔

”کیا ہوا ہے۔ تمہارے چہرے پر اس قدر عصہ کیوں ہے۔“

اعظم سالار نے حیرت بھرت لجھے میں کہا۔

”چیف۔ میں نے فیملے کر لیا ہے کہ میں مزید ٹریننگ کے لئے پاکیشاں جاؤں گی اور آپ کو معلوم ہے کہ جب میں کوئی فیملہ کر لوں تو پھر ہر صورت میں اس فیملے پر عمل بھی کرتی ہوں۔ میں نے یہ بات نائیگر سے کہی تو اس نے میرا ساتھ دینے کی بجائے صاف انکار کر دیا۔ مجھے نائس اور اچن کہا۔ میں اب لازماً پاکیشاں جاؤں گی۔ ہر صورت میں جاؤں گی۔“ پنسر سدرہ نے میر پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

”تو اس میں اتنے سچے کی کیا بات ہے۔ تم نے خواہ جواہ نائیگر سے بات کی۔ اس کی کیا اہمیت ہے۔ وہ تو عمران کا صرف شاگرد ہے۔ اہل آدمی تو عمران ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ عمران نے اگر نائیگر کو حکم دے دیا تو پھر نائیگر تمہارے سامنے ٹھکنے پر بھی تیار ہو

جائے گا۔“ اعظم سالار نے اس کا عصہ ٹھندا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”وہ بھی تو اس احمق اور نائس نائیگر کا استاد ہے۔“ پنسر سدرہ نے قدرے زم لجھے میں کہا۔

”ارے نہیں۔ وہ بہت احمق دل کا مالک ہے۔ پھر ہم اکٹھے کام کر پچے ہیں۔ وہ میری بات نہیں ٹالے گا۔“ اعظم سالار نے کہا۔

”باس۔ آپ تو میرے پاکیشاں جانے سے ناراض نہیں ہیں۔“

پنسر سدرہ نے اس پارٹر کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں تو خود چاہتا ہوں کہ تم ان لوگوں کے ساتھ رہ کر ٹریننگ لوتا کہ ہماری سروں کا بھی پوری دنیا میں نام ہو جائے لیکن تم کتنا عصہ دہاں رہنا چاہتے ہو۔“ اعظم سالار نے کہا۔

”اس کا انحصار تو نائیگر پر ہے کہ وہ کتنا عصہ مزید مجھے ٹریننگ دیتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پانچ چھ ماہ بعد میں نائیگر کو لے کر واپس مصر آ جاؤں۔“ پنسر سدرہ نے کہا تو اعظم سالار نے مسکراتے ہوئے ایک طویل سانس لیا اور پھر پاس پڑے ہوئے فون کی طرف باتھ بڑھا دیا۔

جبکہ ریز پر کام کرنے کی خصوصی مشینی موجود ہو ورنہ دوسرا صورت میں مشین کو پاکیشیا لے جانا پڑے گا۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”ہم وعدہ کر چکے ہیں کہ ہم دو روز بعد مشین واپس کر دیں گے اس لئے وعدہ پورا کرنا ضروری ہے۔ رہی بات لیبارٹری کی تو اس کے لئے مصری سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کرنا پڑے گی۔ اب یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ ہماری بات مانے یا نہ مانے۔ آخروہ سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔۔۔ عمران نے فائل کو کھول کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو آپ ان سے بات کریں۔ وہ آپ کو انکار نہیں کریں گے اور مان جائیں گے۔۔۔ نائیگر نے جواب دینے ہوئے کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ وہ انکار نہیں کریں گے لیکن اگر وہ ہم سے کچھ کہیں تو کیا ہم الہار کر سکتے ہیں۔ ہتاو۔۔۔ عمران نے کہا تو نائیگر بے اختیار چونکہ پڑا۔

”آپ کا اشارہ کس طرف ہے باس۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”تم نے پنسنسر سدرہ کو صاف الہار کیا ہے۔ کیا ضرورت تھی سخت اور سرد لبجھ میں صاف جواب دینے کی۔ وہ خاتون ہے اور خواتین سے بات چیت اس طرح نہیں کی جاتی جس طرح دشمنوں سے کی جاتی ہے۔ اخلاقیات میں بھی کچھ آداب ہوتے ہیں خواتین سے بات کرنے کے۔۔۔ عمران نے تدریس سخت لمحے میں کہا۔

”باس۔ وہ مجھ سے زبردست اپنی بات منوانا چاہتی تھی۔ میں نے

عمران اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں موجود تھا کہ دروازہ کھلا اور نائیگر اندر داخل ہوا۔

”کیا ہوا ہے تمہیں۔ تمہارا چہرہ بگزا ہوا ہے۔ کیا پنسنسر سدرہ سے لڑائی ہو گئی ہے۔۔۔ عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”باس۔ وہ جانتے ہے۔ اسے چھوڑیں۔ میں نے رچڈ کا خاتمه کر دیا ہے۔ کراون کلب کے بارے میں ایک فائل دہاں سے ملی ہے۔ وہ میں ساتھ لے آیا ہوں۔۔۔ نائیگر نے کہا اور کوٹ کی اندر ہوئی جیب سے فائل نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

”تم نے مشین کے فارموں کے بارے میں کیا کام کیا ہے۔ وہ مشین ہم نے واپس بھی کرنی ہے۔۔۔ عمران نے فائل اٹھاتے ہوئے کہا۔

”آپ حکومت سے کہہ کر مجھے کسی ایسی لیبارٹری تک پہنچا دیں

پھر بھی ہوگا جواب تمہارے ساتھ ہو رہا ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ نائیگر کوئی جواب دینا دروازہ کھلا اور پنسروں سدرہ اندر داخل ہوئی۔ جزوں اس کے ساتھ تھا۔ عمران اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تو نائیگر کو بھی اٹھنا پڑا۔
”ارے۔ ارے۔ آپ مجھ سے بڑے ہیں۔ آپ کیوں ایسا کر رہے ہیں۔ میں تو آپ دونوں سے چھوٹی ہوں۔۔۔ پنسروں سدرہ نے قدرے بولکھائے ہوئے الجھ میں کہا۔

”پھر چھوٹوں کو بھی چاہئے کہ وہ بڑوں کو سلام کریں۔۔۔ عمران نے کہی پہنچتے ہوئے کہا تو پنسروں سدرہ نے پہنچتے ہوئے باقاعدہ سلام کیا۔ جس کا جواب عمران نے تو دیا لیکن نائیگر خاموش بیٹھا رہا۔ عمران نے رسیدور اخھایا اور نمبر پر نیک کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں شاید اس نے لاڈر کا منہ بھی پر لیں کر دیا تھا اس لئے دوسرا طرف بجتے والی تکھنی کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔ پھر رسیدور اخھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ سیکرت سروس ہیڈ کوارٹر۔۔۔ ایک نوافی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایکس ہی۔ ذی ایس ہی (آکسن) بذات خود بول رہا ہوں۔ چیف آف مصریکرٹ سروس جناب اعظم سالار صاحب سے اگر بات ہو سکے تو یہ میرے لئے اعزاز ہو گا۔۔۔ عمران نے کہا تو پنسروں سدرہ کے چہرے پر قدرے حرمت کے ثاثرات

منع کیا تو اس نے مجھے راستے میں ہی اتار دیا۔۔۔ نائیگر نے کہا۔ ”تم مجھ سے بات کر دیتے۔ میں سنجال لیتا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آئی ایم سوری بس۔ واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”بھی پنسروں سدرہ آ رہی ہے۔ چیف آف مصریکرٹ سروس نے مجھے فون کیا تھا۔ وہ پنسروں سدرہ کو اپنی بیٹی سمجھتا ہے۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ اسے میرے پاس بھجج دے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیں بس۔ میں اس سے بھی سوری کرنے کے لئے تیار ہوں۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”ویسے بھی نائیگر کو سدھانے کا کام ہنزہ والی کرتی ہے۔ وہ تمہاری روزی راسکل تو خود شیرنی ہے۔ وہ ہنزہ والی نہیں بن سکتی۔ البتہ پنسروں سدرہ شاید یہ کودار نہجا جائے۔۔۔ عمران نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

”باس پلیز۔ میں اپنے ساتھ کسی کو نہیں نہیں کر سکتا۔۔۔ نائیگر نے قدرے دبے لجھ میں احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

”میں بھی نہیں کرنا چاہتا لیں کسی کو اکھار کرنے کے بھی طریقے ہوتے ہیں۔ وہ کیا محاورہ ہے کہ لاثی بھی نہ نہوئے اور سانپ بھی مر جائے اگر ہم سانپ مارنے کے چکر میں لاثی بھی تو زیبیں تو

ابھر آئے۔ شاید وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے وہ واقعی صحیدگی سے کہہ رہا ہے اور چیف آف سکرٹ سروس سے بے حد مرجوب ہے۔
 ”ہولڈ کریں جتاب“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”ہیلو۔ عظیم سالار بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد عظیم سالار کی آواز سنائی دی۔

”علی عران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔
 ”پنسرو سرداہ آپ کے پاس پہنچ گئی ہیں یا نہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہ میرے سامنے پہنچی ہیں۔ میں نے سوچا کہ حفظ مراتب کے تحت پہلے آپ سے بات کریں گے پھر ان سے بات کریں۔ ویسے کہا تو سہی جاتا ہے کہ لیڈیز فرست لیکن حفظ مراتب کی وہ خود بھی قائل ہیں۔ میں اور نائگر ان کے احترام میں کھڑے ہو گئے تھے مگر انہوں نے کہا کہ وہ چھوٹی ہیں اور ہم بڑے ہیں۔ آپ تو بہر حال ان کے والد کی طرح ہیں اس لئے لیڈیز فرست پر عمل کرنے کی بجائے میں نے حفظ مراتب والے فارموں پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو پنسرو سرداہ، عمران کے اس انداز میں بولنے پر جیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جبکہ نائگر بینجا مسکرا رہا تھا۔

”عمران صاحب آپ حکم کیجئے۔ آپ کے ہر حکم کی قیل ہو گی“
 کیونکہ میں بھی حفظ مراتب کا قائل ہوں اور جس شیم میں آپ کے ساتھ مل کر میں نے کام کیا تھا اس کے لیڈر آپ تھے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو پنسرو سرداہ کے چہرے پر جیرت کے ثاثرات مزید نمایاں ہو گئے۔ شاید یہ بات اس کے سامنے پہلی بار آئی تھی۔
 ”پروفیسر است کی مشین ہم نے حکومت مصر سے دو روز کے لئے اس لئے لی تھی کہ ہم اس کے فارموں لے پر کام کر کے اسے سمجھ تیں گے تو اس سے پاکیشیا میں معدنیات کی دریافت میں فائدہ ہو گا۔ انہوں نے بہر پانی کی اور دو روز کے لئے یہ مشین ہمیں دے دی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ مصر میں ایک لیہارڑی کہاں ہے جس میں ریز پر کام کرنے کے لئے چدیہ مشینی موجود ہوتا کہ اس پر کام کیا جاسکے۔ ظاہر ہے اس بارے میں نہیں جمال پاشا صاحب کو علم ہو گا اور تھی ذپنی سکرٹری یوسف رفاقت صاحب کو کیونکہ وہ قدیم مصروفیات کے شعبہ کے ذپنی سکرٹری ہیں۔ البتہ آپ بطور چیف آف سکرٹ سروس وزارت سامنہ سے معلومات بھی حاصل کر سکتے ہیں اور وباں کام کرنے کی اجازت بھی حاصل کر سکتے ہیں۔“..... عمران نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
 ”میں وزارت سامنہ سے معلوم کر کے آپ کو بتاتا ہوں لیکن کیا وہاں کے سامنے داں اس مشین کے فارموں کو ایک دو روز میں معلوم کر سکیں گے۔ میرا خیال ہے کہ انہیں کافی عرصہ لگ جائے

گا..... اعظم سالار نے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں۔ تمیں صرف مشینی اور لیہارڑی چاہئے اور عملے کا تعاون۔ نائیگر یہ کام چند گھنٹوں میں کر لے گا۔ ریز پروہ اخترانی رکھنے والا سائنس دان ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”نائیگر سائنس دان ہے۔ کیا واقعی۔ اور وہ بھی ریز جیسے سمجھیک پر اخترانی۔ حیرت ہے۔“..... اعظم سالار نے اخترانی حیرت پھرے لجھے میں کہا۔

”وہ سائنس میں اعلیٰ تعلیم یافت ہے اور ساتھ ہی وہ جدید ترین ریسرچ سے بھی واقف رہتا ہے۔ یہ تو میں ہوں جس نے اسے لیہارڑی سے اٹھا کر اختر ورلڈ میں ڈال دیا ہے تاکہ پاکیشیا کے مفادات اور سلامتی کا تحفظ کیا جاسکے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نیک ہے عمران صاحب۔ میں معلومات حاصل کر کے آپ کو خود ہی فون کرتا ہوں۔“..... اعظم سالار نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسپور کہ دیا۔

”نائیگر سے میری بات ہوئی ہے۔ وہ تم سے سوری کہنے کے لئے تیار ہے۔ میں نے اسے سمجھایا ہے کہ خواتین کے ساتھ مہذب انداز اور لبھ اخیار کرنا چاہئے۔ ہاں نائیگر۔ کیا کہتے ہو تم۔“..... عمران نے رسپور کہ کر پہلے پرنسپر سدرہ اور پھر نائیگر سے کہا۔

”آئی ایم سوری پرنسپر سدرہ۔“..... نائیگر نے پرنسپر سدرہ سے

مخاطب ہو کر کہا۔

”حیثک یو نائیگر۔ میری طرف سے بھی سوری قبول رہا۔“ پرنسپر

سدرہ نے سکراتے ہوئے کہا۔

”حیثک یا۔“ نائیگر نے بھی اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

”اب منہ ہے پرنسپر سدرہ کے پاکیشیا جانے کا تو پرنسپر سدرہ، اصل بات یہ ہے کہ تم نائیگر کے ساتھ پاکیشیا جا کر کچھ حاصل نہ کر سکو گی۔“..... عمران نے کہا۔

”وو یعنی۔ آپ لوگ جس انداز میں کام کرتے ہیں میں اس انداز میں کام کر کے کچھ سمجھنا چاہتی ہوں اور نائیگر کے ساتھ رہ کر میں سیکھ لوں گی۔“..... پرنسپر سدرہ نے کہا۔

”نائیگر پاکیشیا سے باہر آ کر تو سیکرت سروس کے لئے کام کرتا ہے لیکن وہاں پاکیشیا میں نہیں۔ وہاں اس کی ذیبوئی اندر ورلڈ میں ہے۔ یہ وہاں رہ کر انیں معلومات حاصل کرتا ہے جس سے پہلے جائے کہ کوئی غیر ملکی ایجنٹی یا کوئی سمجھیم پاکیشیا اندر ورلڈ کے گروپوں کو ساتھ ملا کر پاکیشیا کے خلاف تو کوئی ایکشن نہیں لے رہی۔ پھر یہ معلومات مجھے تک پہنچتی ہیں اور میرے ذریعے پاکیشیا سیکرت سروس کے چیف تک پہنچ جاتی ہیں اور چیف کے حکم پر سیکرت سروس اس ایجنٹی یا تنظیم کے خلاف کام کرتی ہے۔ نائیگر نہیں۔ اگر تم نے کام سمجھنا ہے تو پھر یہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں سیکرت سروس کی کسی

سردہ نے غصیلے لمحے میں کہا اور تیزی سے چلتی ہوئی کمرے سے
باہر چلی گئی۔
”یا اللہ تیرا شکر ہے..... تائیگر نے بے اختیار ہو کر کہا تو عمران
بھی بے اختیار نہیں پڑا۔

ختم شد

لینڈی میر کے ساتھ ایج کیا جا سکتا ہے لیکن کام اس وقت ہو گا
جب کام آئے گا اور بعض اوقات تو کمی کی مدد تک کام نہیں ہوتا۔
عمران نے کہا۔

”میں تو تائیگر کے ساتھ کام کرنا چاہتی ہوں۔ کسی اور کے
ساتھ نہیں۔“ پنسرو سردہ نے کہا تو تائیگر نے بے اختیار ہوتے
بھیج گئے۔

”تائیگر کے ساتھ تو اندر ولڈ میں لا آئی بھڑائی کرنا پڑے گی۔
یہ تو سیکن کام کرتا ہے..... عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”آپ تائیگر کو بیان چھوڑ جائیں۔ ہم دلوں مل کر بیہاں کام
کرتے رہیں گے۔“ پنسرو سردہ نے کہا۔

”مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن پاکیشا سے تائیگر بیہاں بھی
جائے گی۔ اس کا نام روزی راسکل ہے اور وہ واقعی راسکل ہے۔
تائیگر اس سے جان جاتی ہے.....“ عمران نے کہا۔

”تائیگر۔ روزی راسکل۔ اوہ۔ ویری بین۔ میں تو کبھی تھی کہ
اک کردار بہت مضبوط ہے لیکن سوری۔ اب مجھے اس کے ساتھ
نہیں جانا۔ میں جا رہی ہوں۔“ پنسرو سردہ نے ایک جھٹکے سے
انٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ اس کا کردار واقعی بے حد مضبوط ہے۔ اس
کی خانست میں دیتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”سوری۔ میں اسے کچھ بھی رہی اور یہ نکلا کچھ۔“ پنسرو

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیالی دلچسپ

مکمل نتیجہ

مصنف

ہارڑا بھجنی

مظہر کاظم ایم اے
یورپی ملک کرانس کی سرکاری ایجنسی۔ جس کے پیش ایجنسی ناقابل تغیر
بچھے جاتے تھے۔

ہارڑا بھجنی * جس کے پیش ایجنسی عمران کو بچھے ہٹنی بھی حیثیت دینے کے
لئے بھی تیار رہتے۔ پھر —؟

ہارڑا بھجنی * جس کے ایجنسیوں نے پاکیشیا کے ایک اہم سائنس وان کو اس
انداز میں اغوا کر کے کرانس پہنچادیا کہ وہ اپس آنے کے لئے تاریخی نہ تھا۔
وہ لمحہ * جب ہارڑا بھجنی کے پیش ایجنسی عمران اور پاکیشیا سکرٹ سروں کا
راستہ روکنے کے لئے میدان میں آڑائے اور پھر ہلاکت خیر ہنگے کا آغاز
ہو گیا۔ ہلاکت آمیز کس کے لئے —؟

وہ لمحہ * جب عمران نے کرانس کی لیبراڑی کو تباہ کرنے اور سائنس وانوں کو
ہلاک کرنے سے انکار کر دیا اور جو لیا نے ایکسٹر کو پورٹ کر دی۔ پھر کیا ہوا؟

* دلچسپ اور ہنگامہ خیالی دلقات پر مشتمل ایک مختصر اور یادگاری دلچسپ

کتب صنگوئیہ کا پابند
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E-Mail Address arsalan.publications@gmail.com